

عزیز سیریز

الکمان



مظاہر کلیم
ایم۔ اے

صلاحیتیں نہیں ہو سکتیں۔ امید ہے آپ میری بات کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

عارف والا سے افتخار حسین لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول انتہائی شوق سے پڑھتا ہوں۔ آپ کے ناول پڑھتے ہوئے میں یوں محسوس کرتا ہوں جیسے میری نظروں کے سامنے باقاعدہ فلم چل رہی ہو اور یہ بات میں نے صرف آپ کے ناولوں میں ہی محسوس کی ہے پھر ایسا ہے کہ آپ کے ناولوں کے قارئین کا حلقہ انتہائی تیزی سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے اس لئے آپ واقعی مبارکباد کے مستحق ہیں۔"

محترم افتخار حسین صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا یہ شکر یہ۔ میری ناول لکھتے ہوئے ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ ناول کی کسی سچویشن میں کوئی جھول پیدا نہ ہو اور ناول کا ٹمپو ایک مخصوص رفتار سے شروع سے آخر تک قائم رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو ناول پڑھتے ہوئے نہ کہیں ذہنی جھٹکے لگتے ہیں اور نہ ہی آپ کو بوریت محسوس ہوتی ہے اور کہانی کا ہر لمحہ کسی فلم کے سین کی طرح مکمل انداز میں آپ کی نظروں سے گزرتا چلا جاتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

اب صرف چند لمحے باقی تھے۔ موت اور زندگی کے درمیان صرف چند لمحوں کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ اس کا تمام جسم پسینے سے بھگی چکا تھا۔ موت کی دہشت اس کے اعصاب کو چٹخا رہی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دماغ بم کی طرح پھٹ جائے گا اور اس کے ہزاروں ٹکڑے اس چھوٹے سے کمرے میں بکھر جائیں گے۔ آدھا گھنٹہ پیشتر کرنل واسطی کو ایک بیڈ پر مضبوطی سے باندھا گیا تھا۔ پھر اس کے عین سینے پر ایک بم رکھ کر اس کا لمبا فیتہ بیڈ سے ہوتا ہوا دیوار کے ساتھ چلا گیا تھا۔ فیتے کے سرے کو آگ لگا کر وہ سب کمرے سے چلے گئے تھے۔ دروازہ بند کر دیا گیا تھا اور زندگی کا دروازہ اس پر ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا تھا۔ آگ دھیرے دھیرے سلگ رہی تھی۔ آگ بم کی طرف بڑھ رہی تھی۔ دھیرے دھیرے دبے قدموں موت کے بے آواز قدم اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ

آگ جب بم کے پاس پہنچے گی تو بم یقین پھٹے گا اور پھر بم کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کے ٹکڑے بھی کمرے میں بکھر جائیں گے۔ اس نے بے اختیار جسم کو حرکت دینے کی بھرپور کوشش کی لیکن اسے اس مضبوطی سے باندھا گیا تھا کہ وہ معمولی سی حرکت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک خوفناک موت اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس کا دل آنے والے لمحوں کے خطرے کے پیش نظر اس بری طرح دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینہ پھاڑ کر باہر نکل جائے گا۔ اس کی خوف اور دہشت سے بھرپور نظریں سلگتے ہوئے فیتے پر جمی ہوئی تھیں جو دھیرے دھیرے سلگ رہا تھا اور مسلسل آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کی نظریں بلیڈ بن جائیں اور اس سلگتے ہوئے فیتے کو کاٹ دیں لیکن وہ بے بس تھا، مجبور تھا۔ زندگی میں اس سے بڑی بے بسی سے وہ کبھی دوچار نہیں ہوا تھا۔ آگ اب بم کے قریب پہنچ چکی تھی۔ بس اب چند لمحوں کی دیر تھی پھر آگ بم تک پہنچ جاتی اور پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں بچا سکتی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے دل کی دھڑکن رک گئی ہو اور وہ مر رہا ہو۔ اس کی خوفزدہ نظریں بم پر گڑی ہوئی تھیں اور پھر وہ قیامت خیز لمحہ آن پہنچا۔ آگ بم کو لگ چکی تھی اور دوسرے لمحے بم پھٹ گیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور کمرے میں دھواں ہی دھواں پھیل گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور تین نقاب پوش کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ بیڈ پر پڑے ہوئے آدمی کے قریب آئے۔ ایک نقاب پوش نے آگے بڑھ کر اس کی نبض

پر ہاتھ رکھا۔

”خوف کی زیادتی سے مرچکا ہے“..... نقاب پوش سر دلچے میں بولا۔

”اس کے جسم کو رسیوں سے آزاد کرو اور پھر اسے اٹھا کر واپس اس کی خواب گاہ میں ڈال دو“..... نقاب پوش نے ایک کو حکم دیا۔

”ترکیب خاصی کارگر رہی ہے باس“..... ایک نقاب پوش نے خوشامد انداز لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ دھویں کے بم سے زیادہ بم کی دہشت نے اس کا کام تمام کر دیا ہے“..... باس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ کرنل واسطی کے مردہ جسم کو اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

بل جی ہے۔ ایک لمحے کے سکوت کے بعد خرائے پھر سناٹ ہو گئے۔
اس بار آواز پہلے سے بھی بلند تھی۔ ادھر گھنٹی وقف وقفے کے بعد لگاتار
بجتی چلی جا رہی تھی۔ سلیمان نے جیسے ہی گھنٹی کی آواز سنی وہ تیزی
سے کمرے میں آیا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر عمران کے
کان سے لگا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو عمران صاحب میں طاہر بول رہا ہوں"..... بلیک
زیرو کی آواز عمران کے کانوں میں پڑی لیکن اس کے خرائوں میں کوئی
رکاوٹ نہ آئی وہ بدستور خرائے لے رہا تھا۔ ٹیلی فون کے ذریعے یقیناً
اس کے خرائے بلیک زیرو تک بھی پہنچ چکے تھے۔

"عمران صاحب پلیز انتہائی خطرناک بات ہو گئی ہے۔ جوزف کو
اغوا کر لیا گیا ہے"..... بلیک زیرو کے لہجے میں پریشانی تھی۔ وہ سمجھ
رہا تھا شاید عمران اپنی عادت کے مطابق اسے تنگ کرنے کے لئے
جواب میں خرائے نشر کر رہا ہے۔ جوزف کے اغوا کی خبر سن کر عمران
کے خرائے قدرے مدہم پڑ گئے جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ
سلیمان سے شکست کھا جائے یا مقابلہ جاری رکھے۔

"عمران صاحب جوزف کو شدید زخمی کر کے اغوا کیا گیا ہے اور
سارے لان پر خون کے قطرے موجود ہیں"..... بلیک زیرو نے
ایک اور انکشاف کیا اور اب عمران کو شکست تسلیم کر ہی لینی پڑی۔
"کیا کہہ رہے ہو طاہر۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"..... عمران یہ بات
سن کر اچھل پڑا۔ دوسرے لمحے رسیور اس کے ہاتھ میں تھا۔ سلیمان

عمران کے زوردار خرائوں سے کمرہ گونج رہا تھا۔ دن کافی چڑھ آیا
تھا مگر عمران آج لمبی تانے سویا ہوا تھا۔ سلیمان کئی دفعہ آکر دیکھ گیا۔
تھا۔ اس نے آوازیں بھی دیں مگر عمران تو گھوڑے بیچ کر سویا ہوا
تھا۔ وہ بھلا سلیمان کی آواز پر کان کیوں دھرتا۔ اس کے خرائے تیز
سے تیز ہوتے چلے گئے۔ سلیمان بھی سمجھتا تھا کہ یہ سب کچھ اسے
جلانے کے لئے کیا جا رہا ہے تاکہ ناشتہ ٹھنڈا ہو جائے اور سلیمان کو
دوبارہ گرم گرم کرنا پڑے۔ وہ کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے
عمران کو جاگنے پر مجبور کر دیا جائے لیکن اسے کوئی ایسی ترکیب نہیں
سوچ رہی تھی۔ زبردستی وہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ کچھ بھی ہو بہر حال
وہ عمران کا ملازم تھا اور پھر عمران کے خرائوں میں ٹیلی فون کی گھنٹی
کی آواز بھی شامل ہو گئی۔ ایک لمحے کے لئے عمران کے خرائے بند
ہوئے۔ شاید وہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ گھنٹی ٹیلی فون کی ہے یا کال

مقابلہ جیت چکا تھا۔ عمران کے اٹھتے ہی وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میں صحیح کہہ رہا ہوں عمران صاحب۔ صبح جب میں اٹھ کر باہر نکلا تو جوزف غائب تھا۔ یہ چونکہ نئی بات تھی اس لئے قدرتی طور پر مجھے تشویش ہوئی۔ جوزف نے آج تک کبھی ڈیوٹی سے غفلت نہیں برتی تھی سہتاخچ میں نے اسے تلاش کرنا شروع کر دیا لیکن وہ کہیں نہ ملا۔ پھر مجھے کوٹھی کے لان میں جدوجہد کے آثار اور خون کے قطرے ملے جو رانا ہاؤس کے پھانک تک چلے گئے تھے۔ پھانک کے باہر کسی کار کے ٹائرؤں کے نشانات بھی موجود ہیں اس لئے آپ کو فون کیا ہے۔"..... بلیک زیرو نے ایک ہی سانس میں تمام تفصیل بتلا دی۔ شاید اسے خطرہ ہو کہ کہیں عمران کے خراٹے دوبارہ شروع نہ ہو جائیں۔

"لیکن طاہر جوزف کو اغوا کرنے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ کیا تم نے رانا ہاؤس کو چیک کیا۔ کہیں رانا ہاؤس کی تلاشی تو نہیں لی گئی۔"..... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جی ہاں جناب۔ میں نے اس امکان پر بھی غور کیا تھا لیکن رانا ہاؤس کی ہر چیز اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھاک ہے۔"..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا میں خود آ رہا ہوں۔ تم ایک بار پھر باریک بینی سے رانا ہاؤس کے ہر کمرے پر نظر دوڑاؤ۔"..... عمران نے جواب دیا اور پھر

ر سیور رکھ دیا۔ ر سیور رکھ کر وہ چند لمحوں تک بستر پر بیٹھا کچھ سوچتا رہا اور پھر اتر کر تیزی سے باتھ روم میں گھس گیا۔ باتھ روم میں اس نے زیادہ دیر نہیں لگائی۔ جلد ہی کپڑے تبدیل کر کے وہ باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر غور و فکر کے آثار نمایاں تھے۔

"صاحب ناشتہ تیار ہے۔"..... سلیمان نے کمرے میں داخل ہو کر ہانک لگائی۔

"صرف چائے کی ایک پیالی لا دو۔"..... عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"مم۔ مم۔ مگر میں نے تو انڈے، توس، مکھن اور جیلی سب کچھ تیار کر رکھا ہے۔"..... سلیمان عمران کی اس اچانک اور بے پناہ سنجیدگی سے گھبرا گیا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔"..... عمران نے اسے ڈانٹ دیا اور پھر چند لمحوں بعد سلیمان نے خاموشی سے ایک چائے کی پیالی لا کر میز پر رکھ دی۔ عمران چائے کی چمکیاں لیتا رہا اور خاموشی سے معاملے پر غور و فکر کرتا رہا۔ دراصل وہ یکدم اس لئے سنجیدہ ہو گیا تھا کہ جوزف کا زبردستی اغوا ایک انوکھا واقعہ ہے۔ آج تک اس سے پہلے جوزف کو کبھی اغوا نہیں کیا گیا تھا اور پھر جوزف کا اغوا کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ ویسے وہ حیران بھی تھا کہ جوزف کو اغوا کرنے سے مجرموں کا مقصد کیا تھا۔ چائے سے فارغ ہو کر وہ فلیٹ سے نیچے اترا اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بھاگ

رہی تھی۔ رانا ہاؤس کے گیٹ میں کارموڑتے ہی اسے سامنے برآمدے میں بلیک زیرو ٹہلتا ہوا نظر آیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور غور و فکر کے آثار نمایاں تھے۔ پورچ میں کار روک کر عمران نیچے اتر آیا۔ بلیک زیرو آگے بڑھا۔

"طاہر یہ کسی بردہ فروش کا کام نہ ہو"..... عمران جس پر یکایک سنجیدگی کا دورہ پڑا تھا اب دوبارہ اپنی اصل حالت میں آچکا تھا۔ چنانچہ اس نے بلیک زیرو کو دیکھتے ہی فقرہ کس دیا اور طاہر بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔ جوزف کے ساتھ بردہ فروشی کا لفظ ہی مضحکہ خیز تھا۔

"عمران صاحب ویسے حیرت انگیز واقعہ ہے۔ میں حیران ہوں کہ انہوں نے جوزف کو کس طرح اغوا کیا ہو گا"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"بھی ایک عدد ثانی اور پھر بازار سے مٹھائی لے دینے کا وعدہ ہی کافی ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ لان کی طرف مڑ گیا۔ بلیک زیرو بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چل دیا۔ لان میں واقعی جا بجا خون کے قطرات موجود تھے اور یہ خون کے قطرے کوٹھی کے پھانک تک چلے گئے تھے۔ عمران بغور ان خون کے قطروں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کوٹھی کے پھانک کے باہر موجود کار کے ٹائروں کے نشان جواب کافی حد تک مدہم ہو چکے تھے بغور دیکھے اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا وہ دوبارہ کوٹھی کے اندر چل

دیا۔

"کوئی اندازہ لگایا عمران صاحب"..... بلیک زیرو جو بڑی دلچسپی سے عمران کی حرکات کو دیکھ رہا تھا نے اس سے پوچھا۔

"اگر کہو تو شرلاک ہومز کی طرح ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر مجرموں کا حسب نسب، ان کے آباؤ اجداد کا حسب نسب اور ان کی آئندہ سات پشتوں کے حال احوال سے بھی مطلع کر دوں"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر مسکرا دیا۔ وہ کیا جواب دیتا اس کا سوال ہی اتنا بچکانہ تھا۔

"جوزف پہرہ دینے کے دوران برآمدے میں بیٹھا تھا"..... عمران نے برآمدے کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اس کو نے میں"..... بلیک زیرو نے بائیں کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ عمران نے بغور اس جگہ کو دیکھا تو وہاں شراب کی تین خالی بوتلوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔

"کوئی خالی بوتل اور بھی کہیں سے ملی ہے"..... عمران نے سوال کیا۔

"نہیں جباب۔ یہی تین خالی بوتلیں یہاں پڑی تھیں"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہونہہ"..... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اندر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"بلیک زیرو ناشتہ تو کراؤ"..... عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہی

فرمائش جھاڑ دی۔

"کیوں۔ کیا آج کل سلیمان سے ناراضگی چل رہی ہے۔" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ سلیمان بیمار ہے اسے شادی کا بخار چرما ہوا ہے اس لئے میں بیماری میں اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا۔" عمران نے جواب دیا۔

"آپ کی شادی یا اس کی اپنی۔" بلیک زیرو نے وضاحت چاہی۔

"دونوں کی۔ لیکن آپس میں نہیں کہیں تم غلط نہ سمجھ لو۔" عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں ابھی ناشتہ تیار کر کے لے آتا ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ ڈرائنگ روم سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے کافی پر تکلف ناشتہ تیار کر لیا تھا۔

"جوزف کو رات کے دو بجے سے تین بجے کے دوران اغوا کیا گیا ہے۔" عمران نے ناشتہ کے دوران انکشاف کیا اور بلیک زیرو اس انکشاف پر چونک پڑا۔

"اور اسے اغوا کرنے والے افریقہ کے کسی قبیلے کے باشندے ہیں اور تعداد میں چار تھے۔" عمران نے ایک اور انکشاف کیا اور بلیک زیرو مزید حیرت زدہ رہ گیا۔

"زخمی جوزف نہیں ہوا بلکہ حمد آوروں میں سے کوئی ہوا ہے۔"

"میں آج شاید انکشافات کے موڈ میں تھا۔ بلیک زیرو نے اب مزید حیرت زدہ ہونے کا ارادہ چھوڑ دیا۔

"اور جوزف کو اغوا نہیں کیا گیا بلکہ وہ دوستانہ انداز میں ان کے ساتھ گیا ہے۔" عمران نے جھکی لیتے ہوئے کہا اور اب بلیک زیرو خاموش نہ رہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جوزف ڈیوٹی چھوڑ کر کبھی اپنی مرضی سے نہیں جاسکتا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونا تو نہیں چاہئے لیکن ہوا ایسے ہی ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"کیا آپ وضاحت کریں گے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "جس قدر تکلیف تم نے ناشتہ تیار کرنے میں اٹھائی ہے اس کے بدلے میں اتنے ہی انکشافات کافی ہیں۔" عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ وضاحت ہونی چاہئے۔ اگر آپ چاہیں تو میں وضاحت کے بدلے میں آپ کو مزید ناشتہ کھلا سکتا ہوں۔" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے بابا نہیں۔ کیوں میری عادت خراب کرنے لگے ہو اگر سلیمان کو پتہ چل گیا کہ میں اب اتنا ناشتہ کرنے لگا ہوں تو وہ خود کشی کر لے گا۔" عمران نے کہا۔

"پھر بھی وضاحت تو ہونی چاہئے۔" بلیک زیرو بھی اپنی بات

پراڑ گیا۔

"اچھا تو سنو۔ پہلا انکشاف اس بنا پر کیا گیا ہے کہ جوزف پوری رات میں چھ بوتلیں پیتا ہے۔ تین وہ پی چکا تھا چوتھی وہ پی رہا تھا کہ یہ واقعہ ہوا۔ اب تم خود اندازہ کر لو کہ رات دس بجے سے اگر وہ پینا شروع کرے تو تین بوتلیں کب ختم ہوں گی۔ تقریباً دو بجے رات تک۔ اب یہ نہیں معلوم کہ چوتھی بوتل وہ کتنی پی چکا تھا۔ سناؤ ہم ایک گھنٹے کا وقفہ فرض کر لیتے ہیں یعنی اغوا کا وقت دو بجے سے تین بجے کے دوران۔ کیا خیال ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"بالکل صحیح اندازہ لگایا ہے آپ نے"..... بلیک زیرو نے تحسین آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"اب دوسرے انکشاف کے متعلق سنو۔ حملہ آوروں کے پاؤں کے نشانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جوتوں میں سخت تکلیف محسوس کر رہے تھے اور پھر ایک کے سوا باقی تین کا ہی حال تھا۔ ہمارے ملک میں تو ایسے لوگ موجود نہیں جو جوتے پہننے کے عادی نہ ہوں اور پھر اس دھولے کے مجرم ہوں کہ جوزف جیسے دیو زاد پر ہاتھ ڈال سکیں۔ ظاہر ہے ایسے لوگ افریقہ کے کسی وحشی قبیلے کے ہو سکتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہو سکتا ہے بہر حال تیزے انکشاف کی طرف چلیے۔" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ویسے اس وضاحت نے اسے مکمل طور پر مطمئن نہیں کیا تھا۔

"اب رہا تیسرا انکشاف تو وہ اس بنا پر کیا گیا ہے کہ خون کے قطرے باقاعدہ وقفوں سے گزرے ہیں۔ جتنا چلنے میں قدم کا فاصلہ ہوتا ہے اتنا ہی فاصلہ قطروں کے درمیان اور پھر یہ وقفہ اتنا باقاعدہ ہے کہ زخمی ہونے والا شخص معلوم ہوتا ہے بڑے آرام سے واپس گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خون حملہ آوروں میں سے کسی کا ہے۔ جوزف زخمی ہونے کے بعد اس طرح اطمینان سے چل کر نہ جاتا۔ یہ اس کی فطرت کے خلاف ہے"..... عمران نے کہا۔

"بالکل صحیح۔ آپ نے بالکل ٹھیک اندازہ لگایا ہے"..... بلیک زیرو نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"اب چوتھے انکشاف کے متعلق سنو۔ جوزف ان کے ساتھ اپنی مرضی سے گیا ہے۔ وہ چوتھی بوتل جو ابھی خالی نہیں ہوئی تھی وہ ساتھ لے گیا ہے بلکہ بقایا دو بوتلیں بھی وہ ساتھ لے گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود گیا ہے۔ اس کے ساتھ زبردستی نہیں کی گئی۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بھی قدرے صحیح ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حملہ آور ہی چوتھی اور بقایا دو بوتلیں ساتھ لے گئے ہوں"..... بلیک زیرو نے ہچکچاتے ہوئے اعتراف کیا۔

"نہیں۔ اگر جوزف کو زبردستی لے جایا جاتا تو بذات خود یہ اتنا مشکل اور کنھن کام ہے کہ انہیں بوتلیں لے جانے کا ہوش ہی نہ رہتا۔ پھر وہ تمام آثار مٹانے کے لئے یہ تین خالی بوتلیں بھی ساتھ

لے جاتے..... عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے جواب دیا۔
 "ہونہہ..... بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔
 "آیا خیال شریف میں..... عمران نے اسے خاموش دیکھ کر
 کہا۔

"عمران صاحب آج تو آپ نے شرلاک ہومز کو بھی مات کر دیا۔"
 بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "تمہیں نہیں معلوم بلیک زیرو۔ کمال ہے..... عمران نے
 بڑی سنجیدگی سے کہا۔
 "کیا..... بلیک زیرو چونک پڑا۔

"شرلاک ہومز کچلے جسم میں میرا ہی نام تھا..... عمران نے بڑی
 سنجیدگی سے انکشاف کیا۔

"یقیناً یقیناً اور میں ڈاکٹر واسٹن ہوں گا..... بلیک زیرو نے
 ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا پاس
 پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔
 "تم اٹنڈ کرو..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا
 لیا۔

"کون بول رہا ہے..... اس نے احتیاطاً اپنے متعلق کچھ بتلانے
 سے احتراز کرتے ہوئے پوچھا۔

"جوزف بول رہا ہوں طاہر صاحب..... دوسری طرف سے
 بولنے والے جوزف نے بلیک زیرو کی آواز پہچان لی تھی۔

"جوزف تم۔ تم کہاں چلے گئے ہو اور اب کہاں سے بول رہے
 ہو..... بلیک زیرو اس غیر متوقع کال پر اچھل پڑا۔ عمران نے جو جوزف
 کا نام سنا تو وہ بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔ ویسے اس کے چہرے پر
 بھی ہلکی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ شاید وہ اپنے اندازے کی درستگی پر
 مسکرا رہا تھا۔

"طاہر صاحب باس کے متعلق معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ میں
 نے ان سے ایک نہایت ضروری بات کرنی ہے..... جوزف بلیک
 زیرو کی بات اڑا گیا۔

"وہ اپنے فلیٹ پر ہوں گے..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔
 "وہاں میں نے ٹیلی فون کیا ہے لیکن وہ بلڈی فول سلیمان کوئی
 ڈھنگ کا جواب ہی نہیں دیتا..... جوزف کی شاید سلیمان نے
 خاصی درگت بنائی تھی۔

"تمہیں کیا کام ہے مجھے بتاؤ..... بلیک زیرو نے کہا۔
 "نہیں طاہر صاحب معافی چاہتا ہوں یہ بات صرف باس سے ہی
 ہو سکتی ہے..... جوزف نے جواب دیا۔

"اچھا تو بات کرو وہ میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں..... بلیک
 زیرو نے عمران کا اشارہ پا کر کہا اور پھر رسیور عمران کے ہاتھ میں
 دے دیا۔

"اوشب تار کے بچے۔ سرکنڈوں پر منڈلاتی ہوئی روحوں کو
 آماؤس کی رات کے پچھلے پہر تمہاری کھوپڑی پر ناچ کرتے ہوئے میں

دیکھ رہا ہوں..... عمران نے رسیور لیتے ہی کہا۔

"باس فار گاڈ سیک مجھے بددعا نہ دو۔ باس میں مرجاؤں گا۔ باس کہہ دو کہ تم نے یہ منظر نہیں دیکھا۔ گڈ باس..... جوزف کی خوف سے لرزتی ہوئی آواز عمران کے کانوں سے ٹکرائی۔

"پھر جو صحیح صحیح بات ہے بتا دو۔ تم ڈیوٹی پر سے کہاں چلے گئے تھے اور وہ چار ساتھی جن کے ساتھ تم گئے ہو اور جن میں سے ایک زخمی ہو گیا تھا اور جو تمہارے ہومٹن ہیں وہ کون ہیں اور تمہیں رات کے اڑھائی بجے آکر کیوں لے گئے ہیں..... عمران نے کہا۔

"باس۔ باس تم عظیم ہو۔ تم عظیم وچ ڈاکٹر ہو۔ تم رات کے تاریک پردوں میں ہونے والے تمام واقعات سے باخبر رہتے ہو۔ باس میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں..... جوزف کی آواز میں شخصین کے ساتھ خوف کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔ شاید عمران کے اندازے حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئے تھے۔

"بس بس اب مکھن مت لگاؤ۔ بتلاؤ یہ سب کیا چکر ہے ورنہ میں سرکنڈوں والی روحوں..... عمران نے کہا۔

"باس فار گاڈ سیک خاموش ہو جاؤ۔ میں سب کچھ بتلاتا ہوں مگر باس کیا تم کلیٹن روڈ کی کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ تک آنے کی تکلیف کرو گے میرے ساتھی جن کے ساتھ میں آیا ہوں زبانی تم سے بات کرنا چاہتے ہیں..... جوزف نے جواب دیا۔

"انہیں یہیں لے آؤ..... عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ بات ہی ایسی ہے کہ تمہارا وہاں آنا ضروری ہے۔ بس اپنے حقیر غلام جوزف کی بات مان لو میں نے اپنے ساتھیوں کے سامنے تمہاری عظمت کے بڑے گیت گائے ہیں۔ باس..... جوزف اب باقاعدہ خوشامد پر اتر آیا تھا۔

"اچھا اچھا۔ اب زیادہ باتیں نہ بناؤ میں آ رہا ہوں..... عمران نے جواب دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"بلیک زیرو جوزف کو کوئی اہم مسئلہ درپیش ہے ورنہ وہ مجھے بلانے پر اصرار نہ کرتا۔ میں جا رہا ہوں کلیٹن روڈ کی کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ میں۔ وہاں سے واپسی پر دانش منزل آجاؤں گا۔ تم وہیں پہنچ جاؤ..... عمران نے کہا۔

"بہت بہتر جناب..... بلیک زیرو نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا اور پھر عمران اٹھ کر کار کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں میں اس کی کپڑ سڑک پر تیزی سے بھاگتی ہوئی کلیٹن روڈ کی طرف دوڑ رہی تھی۔

کا خوف ہو۔ ان کے بیٹے نے کئی بار ان سے ان کی موجودہ حالت کے متعلق پوچھا مگر وہ ٹال گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ ملک میں واپس آنے کے بعد وہ دو تین بار وزارت خارجہ کے سیکرٹری سرسلطان سے ملاقات کر چکے ہیں۔ پولیس مصروف تفتیش ہے۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض دفتر میں بیٹھا بغور اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا۔ کرنل واسطی کی بموت کی خبر اور پھر سرسلطان سے ان کی ملاقات کا حال پڑھ کر وہ چونک پڑا کیونکہ اسے یہ بلا اپنے گلے پڑتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ کرنل واسطی اور سرسلطان کے درمیان تعلقات سے وہ غافل نہ تھا اور پھر وہ اچانک چونک پڑا جب چپراسی نے اندر داخل ہو کر بتایا کہ صاحب آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ اس نے بے دلی سے اخبار میز پر رکھا اور پھر کیپ کو اچھی طرح سر پر جما کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سر عبدالرحمن کے دفتر کی طرف بڑھنے لگا۔ دروازے پر موجود چپراسی نے اسے سلام کیا اور پھر آگے بڑھ کر پردہ ہٹا دیا۔ فیاض اندر داخل ہوا۔ سر عبدالرحمن کسی فائل کے مطالعے میں مصروف تھے۔ انہوں نے چونک کر فیاض کو دیکھا اور پھر فیاض کے سلام کا جواب دے کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ فیاض خاموشی سے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ سر عبدالرحمن نے چند لمحوں بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر کے ایک طرف رکھی اور بغور فیاض کی طرف دیکھنے لگا۔ فیاض ان کی تیز نظروں سے گھبرا کر نظریں چرانے لگا۔

"فیاض تم اخبار میں کرنل واسطی کے متعلق پڑھ چکے ہو گے۔"

صبح کے اخباروں میں شہ سرخیوں کے ساتھ مشہور شکاری اور ریٹائر کرنل واسطی کی موت کی خبروں کو شائع کیا گیا تھا۔ وہ آج صبح اپنی خواب گاہ میں مردہ پائے گئے۔ ان کے چہرے پر شدید خوف اور دہشت کے تاثرات نمایاں تھے جیسے وہ مرنے سے پہلے انتہائی دہشت زدہ ہوں۔ ویسے ابتدائی اندازے کے مطابق ان کی موت دل کی حرکت بند ہو جانے سے ہوئی ہے۔ کرنل واسطی مشہور شکاری اور سیاح تھے ابھی حال ہی میں افریقہ کی طویل سیاحت سے واپس آئے تھے۔ ان کے ہمسافران میں صرف ایک لڑکا ہے جو یہاں مقامی طور پر تجارت کرتا ہے۔ اس کے بیان کے مطابق کرنل واسطی جب سے اس سیاحت سے واپس آئے تھے بے حد پریشان اور خوفزدہ تھے۔ وہ جب سے آئے تھے زیادہ تر اپنے کمرے میں بند رہتے تھے اور ہر وقت پستول کو اپنے ساتھ رکھتے تھے جیسے انہیں کسی ناویدہ قوت سے جان

سر عبدالرحمن نے فیاض کو نظریں چراتے دیکھ کر کہا۔

”جی ہاں۔ جی ہاں ابھی پڑھا ہے جناب۔“..... فیاض نے گڑبڑا کر جواب دیا۔

”تو سنو۔ کرنل واسطی کا وجود حکومت کے لئے بے حد اہم تھا۔ اسے پراسرار طور پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ گو پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق اس کی موت دہشت اور خوف کی زیادتی سے حرکت قلب بند ہونا ظاہر کیا گیا ہے لیکن حکومت کے خیال میں یہ قتل کی واردات ہے اور معاملہ کچھ زیادہ ہی سنگین ہے۔ جتنا بظاہر نظر آ رہا ہے اس لئے تمہیں اس کی موت کا راز حل کرنا ہے۔ وزارت داخلہ نے کیس کی اہمیت کے پیش نظر فوری احکام صادر کئے ہیں اور اب کیس پولیس سے لے کر ہمارے حوالے کر دیا گیا ہے۔ یہ اس کیس کی فائل ہے۔“..... سر عبدالرحمن نے وہی فائل جس کا وہ مطالعہ کر رہے تھے اٹھا کر فیاض کے سامنے رکھ دی۔

”تم نے پوری جانفشانی اور محنت سے اس کیس پر کام کرنا ہے۔ حکومت کو فوری طور پر قاتلوں کا پتہ چاہئے اس کے لئے اگر تم اس نالائق کی مدد بھی حاصل کرو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بہر حال کیس جلد از جلد مکمل ہونا چاہئے۔“..... سر عبدالرحمن نے طنزیہ لہجے میں کہا اور فیاض نے جھینپ کر نظریں جھکا لیں۔

”یہ فائل لے جاؤ اور ابھی سے اس کیس پر کام شروع کر دو۔ ہاں یہ سن لو میں ناکامی کی بات نہیں سنوں گا۔ یا تو قاتلوں کا پتہ چلا کر

میرے پاس آنا یا پھر اپنا استعفیٰ لے کر۔ میں تسیری بات نہیں سنوں گا۔“..... سر عبدالرحمن نے بات ختم کر دی۔

بہت بہتر جناب۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔“..... فیاض نے فائل اٹھا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور سر عبدالرحمن نے خبیث میں سر ہلادیا۔ فیاض فائل اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ خواہ مخواہ کی مصیبت گئے پڑی اور پھر آج تو سر عبدالرحمن نے عمران کے متعلق واضح طنز کی تھی اور فیاض اس بات پر دل ہی دل میں کھول رہا تھا۔ وہ فائل لئے اپنے آفس میں آکر بیٹھ گیا۔ اس نے فائل پڑھی لیکن اس میں اس سے زیادہ تفصیلات نہیں تھیں جتنی وہ پہلے اخبار میں پڑھ چکا تھا۔ اس نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ وہ یہ کیس عمران کی مدد کے بغیر حل کرے گا اور عبدالرحمن صاحب پر یہ ثابت کر دے گا کہ اس کے متعلق ان کا اندازہ غلط ہے۔ اس میں اتنی صلاحیتیں ہیں کہ وہ عمران کی مدد کے بغیر بھی کیس حل کر سکتا ہے۔ اس فیصلے سے اس کے ذہن پر پڑا ہوا بوجھ اٹھ گیا۔ اب وہ خوش و غرم تھا۔ اس نے فائل میں کرنل واسطی کی کوٹھی کا پتہ دیکھا اور پھر گھنٹی بجادی۔ چند لمحوں بعد چڑاسی اندر داخل ہوا۔

”انسپکٹر شاہد کو سلام بولو۔“..... فیاض نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا اور چڑاسی سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد انسپکٹر شاہد کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے بڑے زوردار انداز میں سیلوٹ کیا اور فیاض خوش ہو گیا۔ اسے اس قسم کی فرمانبرداری ہمیشہ پسند آتی تھی۔

فیاض نے جیپ روکی اور پھر وہ اور انسپکٹر شاہد باہر نکل آئے۔
 کمرے میں موجود ایک سپاہی نے انہیں سیوٹ کیا۔
 کرنل واسطی کی لاش کمرے میں پائی گئی ہے..... فیاض
 نے رعب دار لہجے میں پوچھا۔

”چلیئے جناب میں دکھاتا ہوں“..... سپاہی نے کہا اور پھر وہ
 نہیں لے کر اس کمرے کے سامنے پہنچ گیا۔ دروازے پر تالا پڑا ہوا
 تھا۔ سپاہی نے تالا کھولا اور پھر مودبانہ طور پر ایک طرف ہو گیا۔ یہ
 ایک خواب گاہ تھی۔ خاصی سچی سجائی پلنگ پر پولیس نے نشان
 بنائے تھے تاکہ لاش کی پوزیشن واضح ہو سکے۔ فیاض بغور ہر چیز کو
 دیکھتا رہا لیکن کمرے میں کوئی قابل ذکر بات نہیں تھی۔ نہ ہی کسی
 قسم کے نشانات موجود تھے۔ سپاہی بھی ان کے پیچھے کمرے میں داخل
 ہو چکا تھا۔

”کیا یہ دروازہ کھلا ہوا تھا؟“..... فیاض نے سپاہی سے سوال کیا۔
 ”جی ہاں جناب۔ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا“..... سپاہی نے
 جواب دیا۔

”ہو نہہ“..... فیاض خاموش ہو گیا۔

”انسپکٹر کمرے کی تلاشی لو“..... فیاض نے انسپکٹر شاہد کو حکم دیا
 تو انسپکٹر شاہد آگے بڑھا اور اس نے تمام کمرے کی تلاشی لے ڈالی لیکن
 کوئی بھی قابل ذکر چیز نہیں ملی۔

”کوٹھی میں کون کون رہتا ہے؟“..... فیاض نے پوچھا۔

”بیٹھو بیٹھو“..... اس نے قدرے نرم لہجے میں انسپکٹر کو کرسی پر
 بیٹھنے کے لئے کہا اور انسپکٹر شاہد کرسی پر مسکراتا ہوا بیٹھ گیا۔ وہ بھی
 فیاض کی طبیعت کو سمجھتا تھا۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ اگر سیوٹ
 زور دار نہ ہو تو کرسی پر بیٹھنا کبھی نصیب نہیں ہوتا۔

”انسپکٹر۔ یہ کرنل واسطی کے قتل کی فائل ہے۔ کیس ہمارے
 ٹکے کو ٹرانسفر ہو چکا ہے اور باس کا حکم ہے کہ قاتلوں کو جلد از جلد
 گرفتار کیا جائے اس لئے تم فائل پر ایک نظر ڈال لو اور پھر پوری
 ذہانت اور مستعدی سے کام کرو۔ میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت
 نہیں کروں گا“..... فیاض کے لہجے میں تحکم کا عنصر بے حد نمایاں
 تھا۔

”بہتر سر۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ کیس جلد از جلد
 حل ہو جائے“..... انسپکٹر شاہد نے انکساری سے بھرپور لہجے میں
 جواب دیا اور پھر فائل کھول کر پڑھنے لگا۔ فائل پڑھنے کے بعد اس نے
 اسے دوبارہ بند کر کے بڑے ادب سے فیاض کے سامنے رکھ دی۔

”اب چلو کوٹھی چل کر موقع کا معائنہ کریں“..... فیاض نے کہا
 اور انسپکٹر شاہد اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ کرنل واسطی
 کی کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ گیٹ پر ایک سپاہی پہرہ دے رہا
 تھا۔ فیاض کی شکل دیکھ کر اس نے بڑی پھرتی سے سیوٹ کیا۔

”پھانک کھولو“..... فیاض نے کہا اور سپاہی نے جلدی سے آگے
 بڑھ کر گیٹ کھول دیا۔ فیاض جیپ اندر لئے چلا گیا۔ پورچ میں

”اس میں صرف کرنل واسطی اکیلے رہتے تھے۔ ان کا لڑکا اپنی علیحدہ کوٹھی میں بچوں سمیت رہتا ہے۔“..... سپاہی نے جواب دیا۔
 ”بہنہ۔ کوئی ملازم بھی نہیں۔“..... فیاض نے پوچھا۔
 ”نہیں جناب۔ کرنل واسطی کوئی ملازم نہیں رکھتے تھے۔“ سپاہی نے جواب دیا۔

”چلو انسپکٹر واپس چلیں۔“..... فیاض نے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گئے۔ فیاض سوچ رہا تھا کہ مسئلہ کافی پیچیدہ ہے کوئی سراغ بظاہر نظر نہیں آتا اب اس کا دل اس فیصلے پر ڈانواں ڈول ہو رہا تھا کہ وہ عمران کی مدد نہیں لے گا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ عمران کی مدد کے بغیر یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ادھر عبدالرحمن صاحب نے برطرفی کا الٹی میٹم بھی دے دیا تھا لیکن وہ اپنی شکست تسلیم کرنا نہیں چاہتا تھا۔ آخر اس نے فیصلہ کیا کہ عمران سے ایک دفعہ مدد کے لئے کہے گا اگر وہ آسانی سے رضامند ہو گیا تو ٹھیک ورنہ زیادہ زور نہیں دے گا۔ اس فیصلے پر اس کا دل مطمئن ہو گیا۔ اس نے شاہد کو ڈراپ کیا اور جیپ عمران کے فلیٹ کی طرف موڑ دی۔

”کم لن۔“..... ایک رعب دار آواز گونجی۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک سیاہ پوش اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں سامنے صوفے پر بیٹھے ہوئے ادھیر عمر شخص کو سلام کیا۔
 ”کیا رپورٹ لائے ہو۔“..... صوفے پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے حکمانہ لہجے میں پوچھا۔

”باس ابھی تک معاملہ ٹھیک ٹھاک ہے۔ کرنل واسطی کا کیس ایشیائی جنس کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ ایشیائی جنس کا سرٹنڈنٹ فیاض اس پر تحقیق کر رہا ہے۔ ویسے حکومت اسے قتل کا کیس قرار دے رہی ہے۔“..... سیاہ پوش نے رپورٹ دی۔
 ”کس بنا پر۔“..... باس نے سوال کیا۔

”کوئی وجہ فی الحال ظاہر نہیں ہوئی۔ لیکن پتہ چلا ہے کہ وہ وزارت خارجہ کے سیکرٹری سرسلطان سے دو تین بار ملاقات کر چکے

موجودہ آواز سنائی دی۔

کیا رپورٹ ہے؟..... باس نے پوچھا۔

باس انہوں نے یہاں کی ایک کوٹھی رانا ہاؤس میں ایک نیگرو
دریافت کیا ہے اور پھر وہ اس کوٹھی میں داخل ہوئے۔ نیگرو نے
میں سے ایک کوڑھی کر دیا لیکن پھر وہ ان کے ساتھ اپنی مرضی
سے چلا گیا۔ اس وقت وہ کلینٹن روڈ کی کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ میں
موجود ہیں۔ وہ نیگرو بھی وہیں ہے۔ پھر وہاں ایک مقامی نوجوان بھی
بچپا ہے وہ سب اندر باتیں کر رہے تھے..... مارٹن نے کہا۔
تم نے معلوم کیا کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہیں؟..... گولڈمین

نے پوچھا۔

میں نے کوٹھی میں داخل ہونے کی بے حد کوشش کی مگر اندر
داخل نہیں ہو سکا..... مارٹن نے لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔
مارٹن یہ میں کیا سن رہا ہوں؟..... گولڈمین کے لہجے میں
سانپ جیسی پھنکار تھی۔

سر۔ سر۔ مم۔ میں..... مارٹن ہکلا گیا۔ وہ بات بھی پوری نہ
کر سکا۔

میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔ مجھے مکمل رپورٹ چاہئے کہ ان کے
درمیان کیا کیا باتیں ہو رہی ہیں؟..... گولڈمین نے انتہائی سخت
ہج میں کہا۔

اوکے سر۔ میں ابھی اندر جاتا ہوں اور ہر قیمت پر آپ کو

ہیں اور اس نے انہیں کوئی منصوبہ بھی دیا ہے غرانے کے سلسلے
میں۔ حکومت اس منصوبے کی بنا پر ان کی موت کو قتل قرار دے
رہی ہے..... سیاہ پوش نے جواب دیا۔
"ہونہر..... باس خاموش ہو گیا۔

"اس منصوبے کی تفصیلات کا علم ہوا ہے..... باس نے چند
لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"کوشش کی جا رہی ہے لیکن ابھی تک پوری تفصیلات کا علم
نہیں ہوا۔ حکومت اسے ٹاپ سیکرٹ رکھ رہی ہے..... سیاہ پوش
نے جواب دیا۔

"ہونہر۔ جتنی جلدی ہو سکے اس منصوبے کی تفصیلات کا علم
ہونا چاہئے تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ کرنل واسطی نے کیا انکشاف کئے
ہیں..... باس نے کہا۔

"اوکے باس..... سیاہ پوش نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"ٹھیک ہے۔ تم جاسکتے ہو..... باس نے کہا اور سیاہ پوش
سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔ باس چند لمحوں تو خاموش رہا پھر
اس نے پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل
کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی سلسلہ مل گیا۔

"گولڈمین سپیکنگ..... باس نے بڑے رعب دار لہجے میں
کہا۔

"یس باس۔ مارٹن سپیکنگ..... دوسری طرف سے مارٹن کی

رپورٹ پیش کروں گا..... مارٹن نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں رپورٹ کا انتظار کر رہا ہوں“..... گولڈمین نے کہا اور پھر سیور رکھ دیا۔ سیور رکھ کر وہ اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ پورچ میں موجود کار کا دروازہ کھول کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر اس کی کار تیز رفتاری سے سڑکوں پر دوڑنے لگی۔ جلد ہی وہ کلین روڈ پر پہنچ گیا۔ کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ سے کافی دور اس نے کار ایک درخت کے نیچے روکی اور پھر اتر کر کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بالکل غیر متعلقہ انداز میں کوٹھی کے سامنے سے گزر گیا۔ کوٹھی کا پھانک بند تھا۔ اندر خاموشی طاری تھی۔ ویسے سامنے گیلری میں ایک نیگرو کی موجودگی کو وہ نظر انداز نہ کر سکا۔ کافی دور جا کر وہ ایک چھوٹی سی گلی سے ہوتا ہوا کوٹھی کی پشت کی طرف آ نکلا۔ اس نے دور سے ہی کوٹھی کی پشتی دیوار کے قریب ایک نیگرو کو دیکھ لیا۔ واقعی اس کوٹھی پر سخت پہرہ تھا لیکن مارٹن کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے وہ اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو چکا ہے وہ اب رک کر نیگرو کو اپنے اوپر شک کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا اس لئے لا پرواہی سے اس کے پاس سے گزرتا چلا گیا۔ نیگرو نے اسے بڑے غور سے دیکھا لیکن کوئی حرکت نہیں کی اور وہ وہاں سے گزر کر ایک اور گلی سے ہوتا ہوا دوبارہ سڑک پر پہنچ گیا۔ وہ اب سوچ رہا تھا کہ کیا اسے کوٹھی کے اندر داخل ہونا چاہیے یا نہیں۔ یہ ٹھیک تھا کہ مارٹن کوٹھی کے اندر پہنچ چکا ہے لیکن اب

یہاں کی صورت حال دیکھ کر اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ معاملہ اس کی امیدوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ مارٹن واقعی سخت خطرے میں تھا اور وہ ان کی گفتگو ہر صورت میں سننا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے کوٹھی کے اندر داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے لیے اس نے کوٹھی کے ساتھ والی کوٹھی کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا اور پھر وہ برابر والی کوٹھی میں داخل ہوا۔ دونوں کوٹھیوں کی درمیانی دیوار مشترکہ تھی۔ جس کوٹھی میں وہ داخل ہوا تھا وہاں باہر کوئی آدمی موجود نہیں تھا اس لئے وہ خاموشی سے دیوار پھاند گیا۔

عمران نے کار کلیٹن روڈ کی کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ کے گیٹ پر جاروکی۔ پھانک بند تھا۔ اس نے دو بار ہارن دیا تو پھانک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور پھر جوزف کی شکل نظر آئی۔

”پھانک کھولو شب تار کی اولاد“..... عمران نے کار کی کھڑکی سے سر نکال کر کہا اور دوسرے لمحے پھانک بے آواز کھلتا چلا گیا۔ عمران کار اندر لے گیا۔ جوزف پھانک بند کر کے اس کے پیچھے چلا آیا۔ عمران نے کار پورچ میں جاروکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ برآمدے میں ایک لمبا ترنگا سڈول جسم والا حبشی موجود تھا۔ گو اس کے جسم پر سوٹ موجود تھا لیکن پہلی نظر میں صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ تکلف اسے بہت گراں گزر رہا ہے۔ اس کی آنکھوں میں وحشت کی چمک نمایاں تھی۔

”ام۔ آن“..... اس نے عمران کو دیکھتے ہی انک انک کر کہا۔

”ایک بار پھر کہو دوست۔ آج پہلی بار اپنا صحیح نام سنا ہے“..... عمران اسے بھی چھیرنے سے باز نہ آیا لیکن حبشی خاموش رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ عمران کی بات سمجھ ہی نہ سکا ہو۔ لتے میں جوزف لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا قریب پہنچ گیا۔

”باس آپ گریٹ ہیں“..... جوزف نے خوشی سے چپکتے ہوئے کہا۔

”جوزف پانچ سو ڈنڈ فوراً“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور جوزف کے چہرے پر زردی چھا گئی۔

”بب۔ بب۔ بب۔ باس فار گاڈ“..... جوزف کی ساری خوشی خاک میں مل گئی۔ اسے شاید ہم وطنوں کے سامنے یہ سزا گراں گزر رہی تھی۔

”اچھا معاف کیا۔ اب بتاؤ چکر کیا ہے“..... عمران بھی شاید موڈ میں تھا اس لئے اس نے فوراً معافی دے دی۔

”باس۔ باس۔ گڈ باس۔ تھینک یو باس“..... جوزف ایک دم خوش ہو گیا۔ بے پناہ خوشی کے اظہار کے لئے شاید اسے کوئی فقرہ نہیں سوچ رہا تھا۔ لتے میں کوٹھی کے اندر سے ایک لطیم ضخیم حبشی باہر نکل آیا۔ اس کے ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

”ہیلو مسٹر عمران۔ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے تکلیف فرمائی“..... نیگرو نے بڑی فصیح انگریزی میں کہا۔

”تکلیف۔ یعنی مجھے تکلیف ہوئی۔ اوہ پھر تو مجھے ابھی ڈاکٹر سے

محسوس کرنے لگا تھا۔ جوزف اور نیگرو عمران کو لے کر اندر کمرے میں آگئے۔

تشریف رکھیے جناب..... نیگرو نے بڑے مودبانہ لہجے میں عمران سے بیٹھنے کے لئے کہا۔ عمران خاموشی سے بیٹھ گیا۔ یہ کو بھی ڈوراسنگ روم تھا۔

کیا قصہ ہے جوزف..... عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔
"باس ان کا نام چوگاٹھے ہے یہ افریقہ کے وسط میں گھنے جنگلوں کے اندر رہنے والے ایک وحشی قبیلہ انکانا کے سردار ہیں۔ انکانا قبیلہ بخور ہے اور یہ قبیلہ اپنی وحشت و بربریت کے لئے پورے افریقہ میں مشہور ہے"..... جوزف نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ آدم خور بھائی مجھے تو معاف کر دو۔ میرا گوشت تو سخت کڑوا ہے۔ بد ذائقہ ہے"..... عمران نے لرزتے ہوئے چوگاٹھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور چوگاٹھے بے اختیار ہنس پڑے۔ ویسے اس کے چہرے پر عریب سے تاثرات تھے جیسے اسے اٹھن ہو رہی ہو کہ جس آدمی کی جوزف نے اتنی تعریفیں کی تھیں کیا یہ شخص واقعی ہی ایسا ہے۔ عمران کے چہرے پر حماقتوں کی دبیز تہیں چھائی ہوئی تھیں اور اس وقت تو خوف سے اس کا پورا جسم لرز رہا تھا۔

"باس۔ فارگاڈ سنجیدگی سے بات سن لو۔ اتہائی اہم مسئلہ ہے۔" جوزف عمران کی اداکاری سے جھنجلا گیا۔ وہ چوگاٹھے کی حالت سمجھ رہا تھا اور اسے سخت شرمندگی ہو رہی تھی۔ ویسے وہ انہیں عمران کے

مشورہ کرنا چاہتے کہیں تکلیف بڑھ نہ جائے ورنہ میں بے موت مارا جاؤں گا"..... عمران ایک دم گھبرا گیا جیسے واقعی وہ بے پناہ تکلیف محسوس کر رہا ہو۔ نیگرو کے چہرے پر تعجب کے بے پناہ اثرات پھیل گئے۔ وہ شاید عمران کی ٹائپ نہ سمجھ سکتا تھا۔

"مم۔ مگر میں نے تو اخلاق کہا تھا ورنہ..... اس نے بوکھلا کر کہا۔

"اخلاقی تکلیف۔ اودھ پھر تو معاملہ بہت سیریس ہے۔ اخلاقی تکلیف تو آدمی کو بد اخلاق کر دیتی ہے۔ اودھ میرے خدا۔ جوزف سرکنڈوں پر منڈلانے والی روح تیرے سر پر طبلہ بجائے۔ تو نے مجھے کہاں پھنسا دیا"..... عمران کی اداکاری بے داغ تھی۔

"بب۔ باس میری بات سنئے۔ مذاق نہ کیجئے بڑا سیریس معاملہ ہے"..... جوزف نے عمران کے بے وقت مذاق سے گھبرا کر کہا۔

"ارے مجھے اخلاقی تکلیف ہو رہی ہے تو کہہ رہا ہے مذاق کر رہا ہوں۔ پوچھ لو اپنے بھائی سے وہی تو کہہ رہے ہیں"..... عمران نے جوزف پر آنکھیں نکالیں۔

"آپ چلیئے اندر مجھ سے غلطی ہوئی۔ مجھے واقعی تکلیف کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے تھا"..... نیگرو نے جان چھڑانے کے لئے کہا۔

"اچھا۔ اچھا چلو غلطی ہو گئی تب ٹھیک ہے۔ انسان غلطی کا پتلا ہے"..... عمران نے فراخ دلی سے معاف کر دیا۔ اب وہ بھی بوریت

مخزہ بن کے متعلق کافی کچھ بتا چکا تھا۔

”مگر جوزف۔ آدم خور۔ باپ رے باپ۔۔۔۔۔ عمران نے خوفزدہ نظروں سے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”موسیو چوگا شے آدم خور نہیں ہیں باس اس لئے آپ خوفزدہ ہونے کی اداکاری ختم کر دیں۔ جوزف نے جواب دیا۔

”اچھا۔ اچھا چلو خوشی ہوئی سن کر۔۔۔۔۔ عمران نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی جیسے اس کی جان بچ گئی ہو۔

”موسیو چوگا شے کے والد جب سردار تھے تو ایک پادری وہاں اتفاق سے جا پہنچا۔ ان کا قبیلہ اپنی روایات کے مطابق انہیں انگنا دیوی کی بھینٹ چرمھانے لگا لیکن اس کی خوش قسمتی سے اس دن شدید طوفان آیا اور جنگل کو آگ لگ گئی۔ یہ قبیلہ آگ سے بے حد ڈرتا ہے اس لئے قبیلے نے اس پادری کو دیوتاؤں کا منظور نظر سمجھ کر چھوڑ دیا اور وہ پادری وہیں رہ پڑا۔ آہستہ آہستہ اس نے موسیو چوگا شے کے والد کو تہذیب اور انسانیت کا درس دینا شروع کر دیا۔ موسیو چوگا شے کے والد بے حد سمجھ دار انسان تھے۔ ان پر پادری کی تعلیمات کا اچھا اثر ہوا۔ پادری جب واپس جانے لگا تو اس کے بچے کو اصرار پر موسیو چوگا شے کے والد نے موسیو چوگا شے کو ان کے ساتھ تعلیم و تربیت کے لئے بھیج دیا اس طرح موسیو چوگا شے نے وحشی قبیلے کے سردار ہونے کے باوجود مہذب معاشرے میں پرورش پائی۔ ایک سال پہلے انہیں اطلاع ملی کہ ان کے والد فوت ہو گئے ہیں اور

ساری پران کے چچا نے قبضہ کر لیا ہے اور ان کے خاندان پر ظلم رہا ہے تو یہ واپس گئے لیکن وہاں کے حالات بدل چکے تھے۔ قبیلہ جسے سے زیادہ وحشی اور آدم خور ہو چکا تھا لیکن اس کے سردار بدل چکے تھے۔ وہاں سفید فام گھس آئے تھے۔ انہوں نے چند شعبدے دکھلا کر قبیلے کو مرعوب کر لیا تھا۔ ان کا چچا ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن چکا تھا۔ اصلی سردار وہی سفید فام تھے۔ چونکہ اب موسیو چوگا شے اصل سردار تھے اس لئے پہلے پہل تو انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا لیکن ایک سال انہوں نے وہاں کے سفید فاموں کی گفتگو سن لی۔ اس سے ان پر یہ راز منکشف ہوا کہ وہاں کسی جگہ انگنا قبیلہ کا آبائی خزانہ مدفون ہے۔ جس جگہ ان کا آبائی خزانہ مدفون ہے وہاں یورینیم کے ذخائر ہیں۔ یہ سفید فام وہاں سے یورینیم نکالنا چاہتے ہیں اور انہوں نے وہاں مشینری بھی خفیہ طور پر فٹ کر لی ہے۔ اسکے ساتھ ہی چونکہ انہیں موسیو چوگا شے سے خطرہ تھا کہ یہ پڑھے لکھے ہیں یہ یورینیم کے بارے میں جانتے ہوں گے تو وہ انہیں جان سے مارنے کی سازش کر رہے تھے۔ یہ وہاں سے روپوش ہو گئے لیکن سفید فاموں کے ناساندے ان کے پیچھے لگے رہے۔ اب آپ چھپتے چھپاتے یہاں پہنچ گئے لیکن وہ لوگ ان کے پیچھے یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ ان پر دو تین بار قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے پھر ان کی نظر سمجھ پر پڑ گئی۔ ہمارا قبیلہ چونکہ ان کے قبیلے کا ہمسایہ اور دوست تھا اس لئے موسیو چوگا شے اور میں بچپن کے ساتھی اور دوست ہیں اور پھر موسیو چوگا شے پادری کے

ساتھ چلے گئے اور اب میں بھی وہاں سے نکل کر مہذب معاشرے میں پہنچ گیا اس لئے جو نہی ان کی نظر مجھ پر پڑی یہ رات کو مجھے ملنے کے لئے آئے۔ میں نے انہیں کچھ اور سمجھ کر ان پر گولی چلا دی لیکن پھر پہچان لینے کے بعد میں ان کے ساتھ چلا آیا۔ اب یہ آپ سے مدد چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے آپ کی طرف سے وعدہ کر لیا ہے۔..... جوزف مکمل رپورٹ دینے کے بعد خاموش ہو گیا۔

"کیسی مدد..... عمران جو یہ رام کہانی سن رہا تھا فوراً بولا کیونکہ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ اس سارے قصے میں اس کی کہاں ضرورت پڑ گئی ہے۔

"میں بتاتا ہوں موسیٰ عمران۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے قبیلے کو مہذب اور تہذیب یافتہ بناؤں۔ انہیں انسانیت کا درس دوں لیکن یہ سفید فام مجھے وہاں ٹھہرنے نہیں دیتے۔ وہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تاکہ قبیلہ بدستور وحشی اور آدم خور رہے تاکہ کوئی اور پارٹی یورینیم اور اس خزانے کے لئے ادھر کا رخ نہ کرے اور وہ اطمینان سے یورینیم وہاں سے نکالتے رہیں۔ اب وہ مجھے ہر قیمت پر قتل کرنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔..... عمران نے چوگاٹے کی بات درمیان میں کاٹ دی۔

"آپ چاہتے ہوں گے۔..... عمران یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ جوزف اور چوگاٹے حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ دوسرے لمحے عمران نے جھپٹ کر سائیڈ کے دروازے کو جھٹکنے سے کھول دیا۔ ایک سفید

ساتھ چلے گئے اور اب میں بھی وہاں سے نکل کر مہذب معاشرے میں پہنچ گیا اس لئے جو نہی ان کی نظر مجھ پر پڑی یہ رات کو مجھے ملنے کے لئے آئے۔ میں نے انہیں کچھ اور سمجھ کر ان پر گولی چلا دی لیکن پھر پہچان لینے کے بعد میں ان کے ساتھ چلا آیا۔ اب یہ آپ سے مدد چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے آپ کی طرف سے وعدہ کر لیا ہے۔..... جوزف مکمل رپورٹ دینے کے بعد خاموش ہو گیا۔

"کیسی مدد..... عمران جو یہ رام کہانی سن رہا تھا فوراً بولا کیونکہ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ اس سارے قصے میں اس کی کہاں ضرورت پڑ گئی ہے۔

"میں بتاتا ہوں موسیٰ عمران۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے قبیلے کو مہذب اور تہذیب یافتہ بناؤں۔ انہیں انسانیت کا درس دوں لیکن یہ سفید فام مجھے وہاں ٹھہرنے نہیں دیتے۔ وہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تاکہ قبیلہ بدستور وحشی اور آدم خور رہے تاکہ کوئی اور پارٹی یورینیم اور اس خزانے کے لئے ادھر کا رخ نہ کرے اور وہ اطمینان سے یورینیم وہاں سے نکالتے رہیں۔ اب وہ مجھے ہر قیمت پر قتل کرنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔..... عمران نے چوگاٹے کی بات درمیان میں کاٹ دی۔

"آپ چاہتے ہوں گے۔..... عمران یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ جوزف اور چوگاٹے حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ دوسرے لمحے عمران نے جھپٹ کر سائیڈ کے دروازے کو جھٹکنے سے کھول دیا۔ ایک سفید

حقیر کھلونے کی طرح دوسری طرف اچھال دیا۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کو یوں نظر انداز کر دیا جیسے اس کا وجود ہی نہ ہو۔
بار پھر آمنے سامنے تھے۔
"جوزف میں آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوں بے فکر ہو"..... عمر نے کہا۔

جو صوفے پر بیٹھا تھا بول پڑا اور پھر جوزف نے اچانک پیٹرا بدلا۔ "سے چھوڑ مجھے کمزور آدمیوں سے کوئی ہمدردی نہیں"۔ عمران غیر ملکی کی کراہ سے کمرہ گونج اٹھا۔ جوزف نے بڑا خوبصورت ڈانچہ سجیدگی سے کہا اور چوگاٹے کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ اس نے شاید تھا۔ ایک زوردار لفٹ ہک غیر ملکی کے جبرے کو سہلا چکا تھا اور اس کے فقرہ کو اپنے اوپر چوٹ سمجھا تھا۔
جوزف پر دیوانگی کا دورہ پڑ گیا۔ غیر ملکی نے بچنے کی بے حد کوشش کی۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے موسیو عمران۔ میں اٹکانا قبیلے کا سردار تھی مگر جوزف کے پر زور حملوں نے اسے چند لمحوں میں بے دم کر دیا۔ میں نے جان بوجھ کر اس لڑائی میں دخل نہیں دیا۔"۔ چوگاٹے تھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کی ایک آنکھ اٹھی۔

جگہ چھوڑ چکی تھی۔ جوزف تو بجلی بنا ہوا تھا اور پھر ایک زوردار کی طرح آگے بڑھا۔ وہ آپ غلط سمجھے ہیں۔ آپ کے متعلق نہیں کہہ رہا تھا۔
نے مقابل کو دو فٹ اونچا اچھال دیا۔ پھر وہ مردہ چھپکلی کی طرح زمین پر گرا۔

فرش پر گر کر اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ جوزف نے بوٹ کی زور سے کہا۔ جوزف تم باہر جا کر خودنگہانی کرو۔ ہو سکتا ہے اس کا کوئی اور ٹھوکر اس کے جبرے پر رسید کی۔
"تھی بھی ہو"..... عمران نے جوزف کو حکم دیا اور جوزف خاموشی

"بس۔ بس جوزف کھیل ختم"..... عمران نے جوزف کو روکا۔ اسے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔
جوزف نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو روکا۔ وحشت اور غصے کی آگ اب بتلائیے لیکن یہ یاد رکھیے کہ میرا وقت بہت قیمتی ہے۔"

سے اس کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ ہو گیا تھا۔ وہ صوفے پر بیٹھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ عمران نے اٹھ کر دروازہ بولٹ کیا اور پھر دوبارہ میں چاہتا ہوں کہ موسیو عمران کہ آپ ان سفید فاموں کو وہاں صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔ چوگاٹے خاموش بیٹھا یہ سب تماشا دیکھ رہے تھے۔ "..... چوگاٹے نے کہا۔
تھا۔
"لیکن مجھے کیا تکلیف ہوئی ہے کہ میں اس چکر میں پھنسنوں۔"

"ہاں تو موسیو چوگاٹے آپ کیا چاہتے ہیں"..... عمران نے اس کے سامنے بناتے ہوئے کہا۔

”آپ وہ یورینیم وہاں سے نکال کر اپنے ملک میں لے آئیں۔
کے ساتھ ہی میں آبائی خزانے سے بھی آپ کو حصہ دوں گا جو ار
ڈالر کا بھی ہو سکتا ہے اور اس سے زیادہ بھی۔“ چوگاٹے
سنجیدگی سے جواب دیا۔

”مگر میں تو قلندر آدمی ہوں مجھے اربوں ڈالر سے کیا تعلق۔
دیتا ہے میں کھاتا ہوں۔ رہا یورینیم تو میرے ملک نے اس کا
ڈالنا ہے۔“..... عمران نے ناگواری سے کہا۔

”بہر حال سوچ لیں یہ میری آخری آفر ہے۔ میرے پاس اس
زیادہ کچھ نہیں۔“..... چوگاٹے نے مایوسی سے جواب دیا۔

”اچھا بہتر ہے۔ میں دیکھوں گا کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔“ عمر
نے جواب دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر اسی لمحے ایک شعلہ سا لپکا

چوگاٹے کے حلق سے زوردار چیخ بلند ہوئی اور فرش پر گر کر تڑپنے لگا
سائینسٹر لگے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی اس کی کمر میں گھس گئی تھی

عمران پھرتی سے مڑا اور پھر اسے سامنے والے روشندان سے ایک
سامنے کی جھلک سی محسوس ہوئی۔ اس نے جھپٹ کر دروازہ کھولا۔

باہر نکل آیا۔ دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف لپکا اور
ایک گولی اس کے کان کے قریب سے ہوتی ہوئی گزر گئی۔

”میں عمران ہوں۔ چوگاٹے کو قتل کر دیا گیا ہے۔ دوڑو قاتل
اوپر چھت پر ہے۔“..... عمران نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے جوزف

کی حیرت بھری آواز آئی۔ پھر جوزف چیخ چیخ کر افریقی زبان میں بو۔

یہ شاید وہ دوسرے نیگروؤں کو صورت حال بتا رہا تھا۔ پھر پوری
یونین میں بھگدڑ مچ گئی۔ جوزف لپک کر عمران کے پیچھے بھاگا اور پھر
دونوں سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے۔ جلد ہی وہ دونوں چھت پر پہنچ گئے
اسی لمحے انہیں پائیں باغ میں گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں
پھر جیسے ہی انہوں نے چھت کی منڈھیر سے جھانکا ایک سایہ ان
سے سامنے ہی بندر کی طرح دیوار کی دوسری طرف کودتا دکھائی دیا۔
عمران نے پھرتی سے فار کیا۔ فار خالی گیا اور وہ سایہ بچ گیا تھا۔

”چلو نیچے چلیں۔“..... عمران نے ریوالور جیب میں ڈالا اور ہاتھ
تھاڑتا ہوا واپس مڑ گیا جبکہ جوزف اس کے پیچھے تھا۔ کمرے میں
چوگاٹے کی لاش پڑی ہوئی تھی اس کے جسم سے خون بہہ کر ارد گرد
پھیل گیا تھا۔

اب جنت میں خوروں کا سردار ہی بنے گا۔ یہاں کے کام کار تو
سین رہا۔“..... عمران نے افسردہ لہجے میں کہا۔ چند لمحوں بعد تین
نیگرو بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور پھر ایک جھٹکے سے رک
سے۔

”میں جا رہا ہوں جوزف تم یہاں سے فارغ ہو کر فلیٹ پر آ
جانا۔“..... عمران نے جوزف سے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل
یا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار واپس فلیٹ کی طرف دوڑ رہی تھی مگر
اس کے ذہن میں انکانا قبیلہ اور یورینیم گھوم رہا تھا۔

رحمانی اپنے کمرے میں ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ چپراسی اندر داخل ہوا۔

"سر آپ کو صاحب یاد فرما رہے ہیں..... چپراسی نے کمرے میں داخل ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا..... رحمانی نے فائل سے سر اٹھا کر جواب دیا اور چپراسی باہر نکل گیا۔ رحمانی نے زیر مطالعہ فائل کو میز کی دراز میں رکھا، دراز کو مقفل کیا اور پھر کمرے پر ایک طائرانہ نظر ڈالتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ باہر بیٹھا ہوا چپراسی مؤدبانہ طور پر اٹھ کھڑا ہوا۔ رحمانی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑا چپراسی جو ابھی وہیں کھڑا تھا برق جیسی تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے اندر داخل ہو کر ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ لپک کر مسٹر رحمانی کی آفس ٹیبل کی طرف بڑھا۔ اس نے میز کی ٹاپ کے

لگا ہوا سرخ بٹن آف کر دیا اور پھر انتہائی تیزی سے ایک کمرے کی طرف لپکا۔ دروازے پر لگے ہوئے ہینڈل کو اس نے دو بار مخصوص طریقے سے مروڑا۔ جیب سے ایک چابی نکال کر بٹن کے نیچے بنے ہوئے سوراخ میں ڈالی۔ دوبارہ اسے گھماتے ہی جیب کی سی کھٹک کی آواز آئی اور پھر ہینڈل گھماتے ہی دروازہ کھلتا رہ گیا۔ اندر ایک کافی بڑا ہال تھا جس میں الماریاں ہی الماریاں بنی ہوئی تھیں۔ ہر الماری پر سرخ رنگ سے صرف نمبر پڑے ہوئے تھے۔ تیسری بیس نمبر کی الماری کی طرف بڑھا اور پھر اس نے الماری کی سید میں ایک جگہ کو اپنے انگوٹھے سے دبایا۔ پھر جیب سے وہی چابی نکال کر اس کے آئیوینک تالے میں ڈال دی۔ جلد ہی الماری کھل گئی۔ الماری میں موٹی موٹی فائلیں بڑی ترتیب سے جتی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک سبز رنگ کی فائل نکال لی۔ فائل کھول کر دیکھی اس میں دس بارہ کاغذ تھے۔ اس نے تیزی سے وہ کاغذ اس میں سے کھینچ لئے اور فائل دوبارہ اندر رکھ کر الماری بند کر دی۔ تالا بند کیا اور دوبارہ اسی جگہ کو انگوٹھے سے دبا دیا۔ تقریباً بھاگتا ہوا وہ دوبارہ دروازے کے پاس آیا۔ باہر نکل کر اس نے دوبارہ دروازہ بند کیا۔ جیب سے چابی نکال کر اس نے مخصوص انداز میں گھمائی۔ ہلکی سی کھٹک کی آواز سے تالا بند ہو چکا تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے میز کی ٹاپ کے نیچے لگا ہوا بٹن آن کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس سارے عمل میں اسے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ لگے

ہوں گے۔ اس نے ہر کام بے حد پھرتی اور تیزی سے کیا تھا۔ باہر نکل کر اس نے اطمینان کا ایک سانس لیا۔ برآمدہ خالی تھا۔ اس نے جیب سے وہ کاغذ نکالے اور پھر چابی بھی۔ دونوں قریب ہی لٹکی ہوئی ردی ڈالنے کی ٹوکری میں ڈال دیئے اور خود دروازے کے قریب پڑے ہوئے سنول پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے موڑ مڑ کر رحمانی صاحب بھی واپس آتے نظر آئے۔ رحمانی صاحب کو قریب آتا دیکھ کر وہ مودبانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازے پر پڑا ہوا پردہ اٹھایا اور رحمانی صاحب سر ہلاتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ اس نے پردہ چھوڑ دیا اور دوبارہ سنول پر بیٹھ گیا۔ پھر ایک جمعدار برآمدے میں نظر آیا۔ اس کے پاس ردی اکٹھا کرنے کا خاصا بڑا بیگ تھا۔ برآمدے میں لگی ہوئی ردی کی ٹوکریوں سے وہ کاغذ نکال نکال کر اس بیگ میں ڈالتا جاتا تھا۔ وہ جیسے ہی قریب آیا اس نے چپراسی کو بغور دیکھا اور چپراسی نے اسے آنکھ مار دی۔ وہ مسکراتا ہوا اس ردی کی ٹوکری کی طرف بڑھ گیا جس میں چپراسی نے وہ کاغذات اور چابی ڈالی تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ٹوکری سے وہ کاغذات اور چابی نکال لی۔ ان دونوں چیزوں کو بجائے بیگ میں ڈالنے کے اس نے اپنی جیبوں میں ڈال لیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جلد ہی وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ چپراسی دوبارہ سنول پر بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے گہرے اثرات تھے۔ اسی لمحے دروازے پر لگی ہوئی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ وہ پھرتی سے اٹھا اور پھر کمرے میں

خس ہو گیا۔

یہ فائل دوسرے آفس میں دے آؤ..... رحمانی صاحب نے ایک فائل اور رسید بک اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس نے فائل اور دستخطوں والی کتاب اٹھائی اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اب وہ مختلف برآمدوں سے گزر رہا تھا۔ پھر ایک موڑ مڑ کر وہ صدر دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں دروازے پر موجود مسیخ سپاہی اس جمعدار کے بیگ کی تلاشی لے رہا تھا جو ردی اکٹھی کرتا پھر ہاتھ۔ ایک ایک کاغذ بغور دیکھا جا رہا تھا۔ جمعدار خاموشی سے کھڑا تھا۔ اسے قریب آتا دیکھ کر سپاہی نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

”کہاں جا رہے ہو سراج..... سپاہی نے چپراسی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”یہ فائل دوسرے آفس میں دینی ہے..... سراج نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سپاہی نے ساتھ پڑے ہوئے رجسٹر پر اس کا نام اور وقت کا اندراج کیا۔ فائل دیکھ کر اس کے منہ درج کئے اور گیٹ کھول دیا۔

”کیا دیکھ رہے ہو ستیری جی، جانے بھی دو ردی کاغذات ہیں..... سراج چپراسی نے مسکراتے ہوئے جمعدار کی طرف اشارہ کیا۔

”کیا کریں بھائی فاصلے کی کارروائی تو کرنی ہی پڑتی ہے۔“ اچھا

جاؤ تم..... اس نے سراج کو جواب دے کر جمعدار سے کہا اور جمعدار بیگ اٹھا کر باہر نکل گیا۔ دنوں اکٹھے ہی گیٹ سے باہر نکلے اور پھر دائیں طرف مڑ گئے۔

”جلدی چھٹکارا ہو گیا“..... جمعدار نے انگریزی میں پوچھا۔

”ہاں اتفاق سے رحمانی نے ایک فائل دوسرے آفس کو بھجوا دی ہے“..... چپراسی نے انگریزی میں جواب دیا۔ اب وہ آفس سے کافی فاصلے پر پہنچ گئے تھے۔ پھر ایک سیاہ رنگ کی کار ان کے قریب آ کر رکی۔

”کام ہو گیا برنارڈ“..... ڈرائیور جو غیر ملکی تھا نے چپراسی سے پوچھا۔

”ہاں“..... چپراسی نے سبے برنارڈ کے نام سے پکارا گیا تھا جواب دیا۔

”بیٹھو“..... ڈرائیور نے کہا اور پھر کار کا پچھلا دروازہ کھول کر چپراسی اور جمعدار دونوں اندر گھس گئے اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران جب فلیٹ میں داخل ہوا تو سامنے ہی ڈرائنگ روم میں فیاض کو بیٹھے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی لہرائی۔

”ہیلو سوپر فیاض بڑے دنوں بعد نظر آئے۔ میں بھی آج سوچ رہا تھا کہ تمہارے پاس آؤں۔ یار کیا کروں بڑا قرض چڑھ گیا ہے۔ بال بال سود خور پٹھان کے قرضے میں جکڑا ہوا ہے اور اب وہ روزانہ دروازے پر آ بیٹھتا ہے“..... عمران نے قریب پہنچ کر زبردستی مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”جب بھی میں آتا ہوں تم قرضے کی بھیر دیں سنائی شروع کر دیتے ہو۔ کیا میں نے بنک کھولا ہوا ہے کہ ہر بار تمہیں رقم دیتا رہوں“۔ فیاض نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”یار ناراض کیوں ہوتے ہو۔ اگر بھیر دیں پسند نہیں تو ٹھہری، راگ ملہار، ویسپک راگ، دادرا، جو کہو سنا سکتا ہوں البتہ وہ سود خور

پٹھان ".....! عمران نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے کہا۔
 "جہنم میں جائے۔ میرے پاس کوئی پیسہ نہیں۔ میرے لئے تو
 تم سو دھور پٹھان بنے ہوئے ہو"..... فیاض بھی اکڑ گیا۔
 "سلیمان ارے سلیمان"..... عمران نے سلیمان کو زور زور سے
 پکارنا شروع کیا اور خلاف معمول جلد ہی سلیمان کی صورت نظر آ گئی۔
 "کیا بات ہے صاحب۔ نہ دودھ ہے۔ نہ پتی۔ نہ چینی۔ کچھ بھی
 نہیں ہے اس لئے چائے نہیں بن سکتی"..... سلیمان نے آتے ہی
 اپنا راگ الاپنا شروع کر دیا۔

"ارے سلیمان وہ جو پانچ ہزار روپیہ قرضہ ہے نا وہ لپٹے سو پر
 فیاض صاحب ادا کر رہے ہیں۔ اللہ مسبب الاسباب ہے میں نے کہا
 نہیں تھا کہ تہجد کی نماز پڑھ کر دعا مانگنا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے قرضہ
 اتارنے کے لئے کسی فرشتے کو بھیج دیں گے"..... عمران نے سلیمان
 کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"مگر میں تو..... فیاض نے اس کی بات کاٹنی چاہی۔

"اب چائے بھی لے آ۔ اب یہ سچا سچ کے فرشتے تو نہیں جو چائے
 نہیں پیتے۔ آب کوثر پر ہی گزارا کر لیں گے"..... عمران نے فیاض
 کی بات کاٹ کر کہا۔

"ابھی لایا صاحب"..... سلیمان نے خوشی سے چپکتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں یکے سور ہو۔ اب کہاں سے چائے پتی اور دودھ آ
 گیا"..... فیاض بے بسی سے ہنس پڑا۔

صاحب فرشتوں کے لئے تو ہر چیز حاضر ہے..... سلیمان نے
 سسرتے ہوئے جواب دیا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔

جہاں بہت بہت شکریہ فیاض تجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے
 سے سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہے۔ واقعی قرضہ بہت بڑا
 ہوتا ہے"..... عمران نے کھسیں نکلتے ہوئے کہا۔

لیکن میں کب تمہیں رقم دے رہا ہوں۔ تنخواہ سے میرا اپنا
 مسئلہ ہے ہوتا ہے..... فیاض نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
 گولڈن کلب کے تہہ خانے سے آنے والی رقم کون سی تجویز
 میں رکھتے ہو فیاض دی گریٹ..... عمران نے بڑے رازدارانہ
 انداز میں پوچھا اور فیاض اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی
 کی پچھی رہ گئیں۔

مگر تمہیں کیسے معلوم..... اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"اللہ دالوں سے فرشتوں کی سرگرمیاں پوشیدہ نہیں رہتیں۔"
 عمران نے بڑے بزرگانہ انداز میں جواب دیا اور فیاض نے پھرتی سے
 جیب سے بھاری بیٹا نکالا اور پھر سو، سو کے نوٹ عمران کے سامنے
 ڈال دیئے۔

تم بے حد خطرناک آدمی ہو۔ اب تمہیں ہتھکڑیاں لگانی ہی

پڑیں گی..... اس نے بیٹہ جیب میں واپس رکھتے ہوئے کہا۔

بے حد شکریہ فیاض صاحب۔ سمجھ لو میں تو گولڈن کلب کے
 متعلق کچھ جانتا ہی نہیں"..... عمران نے نوٹ ہاتھ میں پکڑ کر

مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض جھینپ گیا۔ اسی وقت سلیمان چائے کی ٹرے لئے اندر داخل ہوا۔

"یہ نوٹ رکھ لو سلیمان وہ سو ذخور، ٹھان آئے تو اس کی ناک پر مار دینا"..... عمران نے وہ نوٹ سلیمان کو دیتے ہوئے کہا اور سلیمان نے لاہرواہی سے نوٹ لے کر جیب میں ڈال لئے۔ فیاض بے بسی سے دیکھتا رہ گیا سلیمان کے واپس جانے کے بعد عمران نے چائے کی دو پیالیاں بنائیں اور ایک پیالی فیاض کے سامنے رکھ دی۔

"ہاں اب بتلاؤ فیاض کیسے گزر رہی ہے آج کل"..... عمران نے چائے کی پیالی سے چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"تم کرنل واسطی کو جانتے ہو"..... فیاض فوراً موضوع پر آ گیا۔

"کون کرنل واسطی۔ جو بازار میں سرمہ، میرا پھیری بیچا کرتا تھا"..... عمران نے لاہرواہی سے کہا۔

"بکو مت۔ تم کرنل واسطی کو ضرور جانتے ہو گے۔ جو مشہور شکاری اور سیاح ہے"..... فیاض نے ہنسنے لگا کر جواب دیا۔

"تو کیا ہوا اسے۔ کیا اس نے چار انچ کا شیر شکار کر لیا ہے یا کوئی نیا برا عظم دریافت کر لیا ہے"..... عمران نے جواب دیا۔

"وہ قتل ہو گیا ہے"..... فیاض نے جیسے زوردار انکشاف کیا۔

"انانڈ واناالیہ راجون۔ خدا بخشے بڑا نیک آدمی تھا۔ سارے شہر میں اس نے کنوئیں۔ سرائیں۔ مسجدیں بنوائی تھیں مگر ایک بات

۔ اس کے بنائے ہوئے کنوؤں سے پانی آج تک نکلا ہی نہیں۔ اس کا کرایہ بہت زیادہ چارج کرتا تھا اور مسجدوں کا تم جانتے ہو۔ کل کیا حال ہے"..... عمران کی باتوں کا چرخہ چل پڑا۔

"تم بات تو سنتے ہی نہیں، اپنی بھیریں شروع کر دیتے ہو"۔ فیاض کا پارہ چرمنا شروع ہو گیا۔

"کیا بات ہے فیاض۔ کیا ریڈیو پر تو ملازمت نہیں شروع کر دی۔"..... عمران نے اس لہجے میں کہا جیسے ریڈیو میں ملازمت کرنے والوں سے اسے حد درجہ محرومی ہو۔

"تم سے تو بات کرنا مصیبت ہے۔ ادھر تمہارے والد بزرگوار یہ تسہ پا کی طرح جان سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اب انہوں نے طعنے

بے پروا کرنا باندھ لی ہے"..... فیاض نے ہزاری سے جواب دیا۔

"مگر باندھ لی ہے۔ چلو اچھا ہوا ہے آج کل ان کی کمر کا گھیرا بڑھتا رہا تھا۔ اب سمارٹ ہو جائیں گے۔ تم بھی سو پر کمر باندھنا شروع کر دو۔ بڑی اچھی ورزش ہے۔ کیا خیال ہے"..... عمران نے اسے مشورہ دے ڈالا۔

"تمہاری ایسی کی تیری۔ بات سنتے نہیں۔ بکو اس کئے جا رہے ہو۔ میں کہتا ہوں کرنل واسطی قتل ہو گیا ہے اور تمہارے والد نے مجھے برطرف کرنے کی دھمکی دے ڈالی ہے اگر یہ کیس حل نہ ہوا تو میری نوکری خطرے میں ہے"..... فیاض کا غصہ اب آخری ڈگری

تک پہنچ گیا تھا۔

"کتنے دولت کا خطرہ ہے۔"..... عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا اور فیاض کے منہ سے غصے سے جھاگ نکل پڑی۔
"میں تم سے سمجھ لوں گا۔ تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو۔ اگر آپ ہی تمہیں ہنگویاں نہ لگائیں تو میرا نام فیاض نہیں"..... فیاض غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یار یہی بات تو میں کہہ رہا ہوں۔ علم نجوم کے لحاظ سے جب نام منحوس ہے۔ بے شک کسی نجومی سے پوچھ لینا۔ سواروپہ مشورہ فیس لے گا"..... عمران نے اسے مزید بانس پر چڑھا دیا۔
"شٹ اپ"..... فیاض غصے سے دھاڑا اور پھر پیر پختا ہوا فلیپ سے باہر نکل گیا۔

"صاحب آج چائے ہنگی نہیں پڑی"..... سلیمان اس کے جانے ہی اندر داخل ہوا۔

"بھاگ جاؤ۔ تم نے اسے پتہ نہیں کیسی چائے پلا دی ہے۔ اس کے جگر کی گرمی بڑھ گئی تھی۔ میرا بڑا اچھا دوست تھا۔ وقت کا وقت کام آتا تھا خدا بخشے"..... عمران نے بڑی بے بسی سے کہا۔
سلیمان مسکرا دیا۔

یکار ڈروم میں گہری خاموشی طاری تھی۔ خالی فائل وہاں موجود سب لوگوں کا منہ چڑا رہی تھی۔ رحمانی کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد ہو چکا تھا۔ اس کے ذہن میں لگاتار دھماکے ہو رہے تھے۔ کاغذات کم تھے۔ کاغذات چرائے گئے ہیں۔ ایک مہیب چیخ اس کے کانوں سے بار بار نکلا رہی تھی۔ جیسے دیران حویلی میں چمگادڑ کی پھو پھواہٹ کی۔ اسے تمام ہال گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔
"مسٹر رحمانی یہ کیسے ہوا"..... سرسلطان کی بھاری اور گھمبیر نے کمرے کی خاموشی کا طلسم توڑا۔
"س۔ سر۔ سر ہر چیز اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ مم۔ میں کیا بتلا سکتا ہوں"..... رحمانی نے تھوک لگتے ہوئے جواب دیا۔
لیکن یہاں ہونے والی ہر حرکت کے آپ ذمہ دار ہیں۔"..... سلطان کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"جج۔ جج جی ہاں۔ جناب مگر..... رحمانی ہکلا کر رہ گیا۔

"آپ کتنی دیر کمرے سے غائب رہے ہیں"..... سر عبدالرحمن

نے جو وہیں موجود تھے۔ سوال کیا۔

"زیادہ سے زیادہ دس منٹ"..... رحمانی نے جواب دیا۔

"آپ کس کے پاس گئے تھے۔ جب کہ آپ کو معلوم ہے کمرے

یوں اکیلا چھوڑ کر جانا ہی بہت بڑی غلطی ہے"..... سر عبدالرحمن

کے لہجے میں تلوار جیسی کاٹ تھی۔

"سرا ج صبح سے ٹیلی فون غراب تھا۔ میں نے شکایت بھی کی

لیکن ٹیلی فون ٹھیک نہیں ہوا۔ سیکنڈ آفسیر جناب درانی صاحب

بلاوے پر میں ان کے آفس میں گیا تھا"..... رحمانی نے درانی

طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"سر ایک فائل کے سلسلے میں ڈسکس کرنا تھا۔ اس لئے میں

انہیں بلایا تھا"..... درانی نے جواب دیا۔

"آپ کا چڑاسی کہاں گیا ہے"..... سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

"جج آدھا گھنٹہ پہلے میں نے اسے سیکنڈ آفس میں ایک فائل دے

کر بھیجا تھا۔ مگر وہ ابھی تک واپس نہیں آیا۔ سیکنڈ آفس سے پتہ

گیا مگر وہ وہاں نہیں پہنچا۔ گیٹ پر اس کے جانے کا باقاعدہ اندازہ

ہے"..... رحمانی نے تفصیلی جواب دیا۔

"کتنے عرصے سے وہ ملازم ہے"..... سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

"جج پچھلے دس سال سے"..... رحمانی نے جواب دیا۔

جب آپ واپس آئے تھے تو آپ نے الارم بٹن چیک کیا

سر سلطان نے پوچھا۔

جی ہاں وہ آن تھا"..... رحمانی نے جواب دیا۔

یونہی، اس کا مطلب ہے کاغذات باقاعدہ سازش کے تحت

کئے گئے ہیں"..... سر عبدالرحمن نے کہا اور ہال میں ایک بار پھر

حاشوش طاری ہو گئی۔ کاغذات کی یوں پر سرار گشادگی نے

سے وزارت خارجہ کے آفس میں ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔ سر

رحمن نے تقریباً بیس منٹ پہلے فائل طلب کی تھی مگر جب

رپورٹ ملی کہ فائل خالی ہے۔ کاغذات چرالئے گئے ہیں تو وہ

پڑے فوری طور پر سر سلطان کو اطلاع دی گئی اور جس کے نتیجے

میں وقت ریکارڈ روم میں تمام سرکردہ آفسیر موجود تھے۔

رحمانی صاحب جب تک تفتیش مکمل نہیں ہوتی آپ کو زیر

ت رکھا جاتا ہے"..... سر سلطان نے حکم دیا اور رحمانی کا چہرہ

پگھلا گیا۔ سر عبدالرحمن کے پیچھے کھڑے دو آفسیروں نے آگے بڑھ

رحمانی کو دونوں بازوؤں سے تھاما اور اسے لئے کمرے سے باہر نکل

دیا۔

سر عبدالرحمن آپ اس کیس کی تفتیش ہنگامی بنیادوں پر

میں اور مجھے رپورٹ دیں"..... سر سلطان نے بڑی سنجیدگی سے

عبدالرحمن کو کہا اور سر عبدالرحمن نے اثبات میں سر بلا دیا۔

سلطان آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے اپنے آفس کی طرف بڑھ

کرنل واسطی کی فائل سے کاغذات ابھی ابھی غائب کر دیئے گئے۔
ریکارڈ آفس کا چڑاسی بھی غائب ہے۔..... سرسلطان نے خبر
..... بہت برا ہوا۔ آپ جانتے ہیں سرسلطان۔ کرنل واسطی کی
..... کتنی اہم ہے۔..... صدر مملکت کے لہجے میں
.....

..... سرسلطان نے کہا۔
..... جناب سر عبدالرحمن تفتیش کر رہے ہیں۔ مگر ظاہری
..... معلوم ہوتا ہے کہ کاغذات ایک باقاعدہ سازش کے تحت
..... سرسلطان نے کہا۔
..... کوئی غیر ملکی تنظیم یہاں کام کر رہی
..... صدر مملکت نے کہا۔
..... سرسلطان نے دہم لہجے
..... جواب دیا۔

..... تھیک ہے میٹنگ بہر حال ہوگی۔ وہاں مزید اس معاملے پر غور
..... صدر مملکت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔
..... سرسلطان نے جواب دیا اور دوسری طرف سے
..... سرسلطان نے بھی تھکے تھکے انداز میں رسیور رکھا
..... تھوڑی دیر بعد ایک باوردی چڑاسی نے
..... ایک لفافہ دیا۔ چڑاسی کے جانے کے بعد انہوں نے لفافہ کھولا
..... میٹنگ کا دعوت نامہ تھا۔ وقت شام کے چھ بجے کا

گئے۔ ان کا ذہن ابھی تک ان کاغذات کی پرسرار کشدگی میں الجھا
تھا۔ جیسے ہی وہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے۔ میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ
کے ٹیلیفون کا بزر بجنے لگا۔ سرسلطان نے چونک کر سر اٹھایا اور
جھپٹ کر رسیور اٹھالیا۔ یہ مخصوص ٹیلی فون تھا۔ جس کا کنکشن
راست صدر مملکت سے تھا۔

..... سرسلطان نے سنجیدگی سے کہا۔
..... پریذیڈنٹ صاحب سے بات کریں جناب۔..... صدر کے
..... اور چند لمحوں بعد صدر مملکت کی آواز ان کے کانوں
..... صدر مملکت کے لہجے میں بے پناہ دقار تھا۔
..... سرسلطان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
..... میں نے آج شام کرنل واسطی کی رپورٹ پر غور کرنے کے
..... آپ ایکسٹو کو بھی اطلاع دے دی
..... اس کے لئے باقاعدہ تحریر
..... صدر مملکت نے کہا۔
..... میں ایکسٹو کو اطلاع کر دوں گا۔..... سرسلطان
نے جواب دیا۔

..... ہاں اسی لئے میں نے آپ کو فون کیا تھا۔ کیونکہ ایکسٹو کے
..... نامہ ارسال نہیں کرنا چاہتا۔..... صدر مملکت
..... اپنی کال کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔
..... میں ابھی آپ کو اطلاع کرنے

عمر ہے۔ میں ان کی بد صورتی کا سامنا کیسے کروں گا یا اللہ مدد فرما۔
سلطان جنت کے دل کو نرم کر دے۔" عمران نے آنکھیں بند
کئے ہانک لگائی۔

عمران بیٹے میں بے حد پریشان ہوں..... سرسلطان نے گہری
پیشانی سے کہا اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

"ارے آپ۔ تو۔ تو۔ میں بھی کتنا بے وقوف ہوں خواہ مخواہ
پر کاٹا رہا۔ ترک حیوانات جلاں و جمالی کرتا رہا۔ مجھے کیا پتہ ہے کہ
اب ہی شاہ جنت ہیں ورنہ کیا ضرورت تھی۔ اتنا بکھیرا کرنے
..... عمران کے چہرے پر خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی۔

عمران بیٹے شام چھ بجے صدر مملکت نے ہنگامی میٹنگ کال کی
ہے تم نے بطور ایکسٹواس میں شریک ہونا ہے..... سرسلطان فوراً
پنے اصل موضوع پر آگئے۔

"ارے وہ کیوں، کیا ان کو بھی شاہ جنت کی تسخیر کا وظیفہ چاہئے
مرا ایک بات ہے، بڑا جلالی وظیفہ ہے..... عمران چونک کر سیدھا
ہو گیا ویسے اس کا دل کہہ رہا تھا کوئی اہم بات ہو گئی ہے ورنہ ہنگامی
میٹنگ۔

"خدا کے لئے تم یہ وظیفہ کا چکر ختم کرو۔ میں سخت پریشان ہوں
اور تمہیں احساس ہی نہیں..... سرسلطان بری طرح اکٹا گئے تھے۔

"فرمائیے..... عمران نے بھی سنجیدہ ہونے میں ہی عافیت سمجھی۔
"کر نل واسطی کے کیس کے متعلق تمہیں پتہ ہی ہو گا۔ کر نل

تھا۔ انہوں نے لفافہ میز کی دراز میں رکھا اور پھر ٹیلی فون کا رسپ
اٹھا کر منبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"کون بد تمیز ہے معلوم نہیں میں جنت کی تسخیر کا وظیفہ پڑھ
ہوں..... دوسری طرف سے عمران کی زندگی بے بھرپور آواز سنا
دی۔

"میں سلطان بول رہا ہوں عمران فوراً میری کوٹھی پہنچو۔ موسٹ
امپارٹنٹ..... سرسلطان نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"آپ اگر جنت کے سلطان بول رہے ہیں تو میں حاضر ہو سکتا
ہوں ورنہ نہیں۔ مجبوری ہے..... عمران نے جواب دیا۔ مگر
سرسلطان نے رسیور رکھ دیا کیونکہ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ
عمران کی اوٹ پٹانگ گفتگو کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ رسیور رکھ کر وہ
آفس سے اٹھے اور پھر ان کی کار کوٹھی کی طرف دوڑنے لگی۔ عمران کی
طرف سے ہی یہ سخت ہدایت تھی کہ جب بھی ملیں۔ کوٹھی میں
ملیں۔ اس لئے انہیں مجبوراً دفتر سے اٹھ کر کوٹھی جانا پڑا تھا۔ ان کے
کوٹھی پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہی ملازم نے عمران کی آمد کی اطلاع
دی۔ وہ ڈرائسنگ روم میں پہنچ گئے۔ عمران صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اس
کی آنکھیں بند تھیں۔ جیسے مراقبے میں ہو۔ سرسلطان کی آمد کی آہٹ
سننے کے باوجود بھی اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔

"عمران..... سرسلطان نے غصے بھرے لہجے میں پکارا۔
"یا اللہ مدد فرما۔ سلطان جنت سے ملاقات کا وقت ہے۔ بڑا کٹھن

واسطی مشہور شکاری اور سیاح تھے۔ اس بار وہ ایک طویل سفر کے بعد واپس آئے تو انہوں نے حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی۔ میر نے اس رپورٹ کی اہمیت کے پیش نظر اسے صدر مملکت کو بھجوا دی۔ ابھی ہم اس رپورٹ پر غور کر رہے تھے کہ کرنل واسطی کی موت پر اسرار طریقے پر واقع ہو گئی اور پھر وہ رپورٹ بھی میرے دفتر کے خفیہ ریکارڈ روم سے غائب کر دی گئی ہے۔..... سر سلطان نے بڑی سنجیدگی سے وضاحت کی۔

”وہ رپورٹ کیا تھی؟..... عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔“
 ”کرنل واسطی نے بتایا تھا کہ افریقہ کے گھنے جنگلات میں ایک قبیلہ اٹکانا ہوتا ہے جو بے حد وحشی اور آدم خور ہے۔ وہاں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر کرنل واسطی کو یورینیم کے ذخائر کا پتہ چلا تھا انہوں نے اپنی رپورٹ میں اس مقام کی وضاحت بھی کی تھی۔ انہوں نے تجویز پیش کی تھی کہ ان کی سرکردگی میں ایک ٹیم بھیجی جائے جو وہاں سے وہ ذخائر ہاں لے آئے۔ آج کل ہماری دنیا ایٹم کے دور سے گزر رہی ہے۔ ہمارا ہمسایہ اور دشمن ملک ایٹم بم بنانے کی تیاریاں کر رہا ہے اور بڑے بڑے ملک ان کی اس سلسلے میں مدد کر رہے ہیں۔ اس ملک سے مقابلے کے لئے ہم بھی ایٹمی طاقت بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن سب اکلر یورینیم کا پڑ جاتا ہے۔ ہمیں کوئی ملک بھی یورینیم دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور نہ ہمارے اتنے وسائل ہیں کہ ہم ان سے یورینیم کی کثیر مقدار خرید سکیں۔ اس لئے وقتی طور پر

ہم بے بس ہو کر رہ گئے ہیں لیکن کرنل واسطی کی رپورٹ نے اس مسئلے کو حل کر دیا تھا۔ مگر افسوس کرنل واسطی بھی ختم کر دیئے گئے۔ وہ رپورٹ بھی غائب ہو گئی۔ اب ہم وہاں ہیں جہاں پہلے تھے۔ ہم پہنتے ہیں کہ وہ یورینیم ہم حاصل کر لیں۔ مگر..... سر سلطان غمخوش ہو گئے۔

”کیوں۔ بے بس کیوں ہیں۔ ہم اب بھی وہ یورینیم حاصل کر سکتے ہیں۔..... عمران بولا۔“

”مگر دنیا کے کسی نقشے میں اٹکانا قبیلے کے جانے مقام کی نشاندہی نہیں کی گئی اور پھر جو کچھ کرنل واسطی جانتے تھے وہ اور کون جان سکتا ہے؟..... سر سلطان نے جواب دیا۔“

”آپ بے فکر رہیں۔ آج کی میٹنگ میں کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔..... عمران نے انہیں دلاسا دیتے ہوئے کہا۔“

”دیکھو کیا ہوتا ہے۔ ویسے مجھے تو کوئی امید نظر نہیں آتی۔“ سر سلطان نے مایوسانہ لہجہ میں جواب دیا۔

”آپ کیوں مایوس ہوتے ہیں۔ میں شاہ جنت کا وظیفہ خواہ مخواہ تو پورا نہیں کر رہا۔ پلک جھپکنے میں یورینیم ہمارے ملک میں موجود ہو گا۔..... عمران نے کہا اور سر سلطان بے بسی سے مسکرا دیئے۔“

”اچھا اجازت میں میٹنگ میں پہنچ جاؤں گا۔..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سر سلطان سے ہاتھ ملا کر باہر نکل گیا۔“

باس میری دلی خواہش ہے۔ مگر میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا..... جوزف نے مدھم تلچے میں کہا۔

تم بے فکر رہو۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا اس کا انتقام لینے کے لئے..... عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور جوزف اچھل پڑا۔ خوشی سے اس کا چہرہ گلنار ہو گیا تھا۔

باس۔ گریٹ باس..... وہ بے اختیار ہو کر اچھلنے لگا۔

”اچھا اب شریف آدمیوں کی طرح یہاں کرسی پر بیٹھ جاؤ اور میرے چند سوالات کا جواب دو.....“ عمران نے اسے ڈالتے ہوئے کہا اور جوزف نے حکم کی فوری تعمیل کی۔

”پوچھو باس۔ آج تم نے دل خوش کر دیا ہے۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا.....“ جوزف کے لہجے میں خوشی کے ساتھ ساتھ تعجب کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔ بلیک زیرو بھی حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اسے واقعہ اس بات پر حیرت تھی کہ عمران کو اس معمولی سے معاملے میں یہ اتنی دلچسپی پیدا ہو گئی۔ کہ اس نے صرف جوزف کے دوست کا انتقام لینے کے لئے افریقہ کے خوفناک جنگل میں گھسنے کا فیصلہ کر لیا۔ ویسے اس کا دل کہہ رہا تھا۔ کہ معاملہ اتنا معمولی نہیں جتنا بظاہر ہے۔ ضرور کوئی گہرا چکر ہے۔ ورنہ عمران ایسا فیصلہ ہرگز نہ کرتا۔ لیکن جوزف کے سامنے وہ کوئی بات نہیں کہنا چاہتا تھا۔ اس لئے خاموش رہا۔

”ہاں تو جوزف انکا نسبیلہ افریقہ میں کہاں واقع ہے.....“ عمران

”جوزف کو بلاؤ.....“ عمران نے ایک کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ چند ہی لمحوں بعد جوزف اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا شاید چوگاٹے کی موت سے اسے صدمہ پہنچا تھا۔

”باس میں آپ کے فلیٹ پر گیا تھا مگر آپ نہیں ملے.....“ جوزف نے عمران کو فوجی سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”جوزف۔ چوگاٹے کے ساتھی کہاں ہیں.....“ عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”باس آج وہ واپس جا رہے ہیں چوگاٹے کی لاش لے کر۔“ جوزف نے اداس لہجے میں کہا۔

”جوزف کیا تم اپنے دوست کی موت کا انتقام نہیں لو گے۔“

عمران نے پوچھا اور جوزف چونک پڑا۔

نے پہلا سوال کیا اور جوزف نے اس کے جواب میں پوری تفصیل سے اٹکانا قبیلے کا محل وقوع عمران کو سمجھا دیا۔ پھر عمران نے جوزف سے اٹکانا قبیلے کے متعلق دیگر سوالات کئے جن کے جواب جوزف نے بڑی تفصیل سے دیئے۔

”ایک بات ہے باس۔ مجھے وہاں سے آئے ہوئے کافی مدت گزر گئی ہے۔ اس لئے میں کہہ نہیں سکتا کہ اب وہاں کے حالات کیا ہیں“..... جوزف نے کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ میری ریڈی میڈ کھوپڑی ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر لے گی“..... عمران نے جواب دیا اور جوزف تحسین آمیز نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

”اچھا اب تم چھٹی کرو اور چلنے کی تیاری کرو کسی بھی وقت تمہیں روانگی کا حکم دیا جاسکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”بے فکر رہو باس۔ جوزف نے کون سا میک اپ کرنا ہے۔ بس جوزف تیار ہی ہے“۔ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”اچھا اچھا اب تم باہر جاؤ“..... عمران نے جان چھڑاتے ہوئے کہا اور جوزف اٹھ کر باہر چلا گیا۔

”عمران صاحب یہ کیا چکر ہے“..... جوزف کے جاتے ہی بلیک زیرونے پوچھا۔

”چکر ہی چکر ہے پیارے۔ یہ دنیا ایک چکر ہے۔ بلکہ گھن چکر ہے کیا خیال ہے مسٹر چکر“..... عمران دوبارہ پڑی سے اتر گیا۔

”آپ اصل چکر بتائیے۔ باقی سب چکر چھوڑیے“..... بلیک زیرونے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”آج کل بنا سستی کا زمانہ ہے اور تم اصل کی باتیں کر رہے ہو۔ بندہ نے کون سے زمانے کی روح ہے تم میں“..... عمران نے سر ہٹے ہوئے کہا۔

”چلیئے آپ بنا سستی ہی بتلا دیجئے“..... بلیک زیرونے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔

”یار بلیک زیرونے۔ ایک تجویز ہے۔ چھوڑیں اس سیکرٹ سروس سے چکر کو اور بنا سستی گھی کی مل لگالیں۔ ایمان سے دارے نیارے سو جائیں گے۔ گھی کے ڈبوں پر چمگاڈ کی تصویر بنادیں گے اور نام کھیں گے۔ نور نظر بنا سستی گھی“..... عمران نے باقاعدہ نام کا اعلان بھی کر دیا۔

”اس کی خصوصیات پر بھی روشنی ڈالیں گے آپ“..... بلیک زیرونے چمگاڈ اور نور نظر کی ترکیب پر ہنستے ہوئے کہا۔

”کیوں مر رہے ہو چمگاڈ پر روشنی ڈلو اگر۔ اسے کیوں اپ سیٹ کرنا چاہتے ہو۔ ویسے خصوصیات بتلا دیتا ہوں۔ اس میں اسے سے زید تک تمام دنا من شامل ہوں گے۔ شہ زور کھائیں تو فقیر زور بن جائیں۔ جن کو زیادہ نظر آنے کی شکایت ہو ان کے لئے تیر ہدف ثابت ہو گا۔ انشاء اللہ سورج بھی نظر آنا بند ہو جائے گا۔ پری کھائے تو چمزل بن جائے۔ جوزف دی گرےٹ کھائے تو یورپین نظر آئے۔

جاسوس کھائے تو مجرم بن جائے"..... عمران نے خصوصیات گنت شروع کیں۔

"بس بس اتنی ہی خصوصیات کافی ہیں"..... بلیک زیرو کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ عمران نے ایک نظر رسٹ واچ پر ڈالی اور پھر یکدم سنجیدہ ہو گیا۔

"ظاہر بات یہ ہے کہ ابھی صدر مملکت ایک میٹنگ کال کر رہے ہیں۔ میں نے بطور ایکسٹو اس میں شامل ہونا ہے"..... عمران نے کہا۔

"کیوں"..... بلیک زیرو ہنگامی میٹنگ کا سن کر چونک پڑا اور پھر عمران نے کرنل واسطی کی رپورٹ اور یورینیم کا تمام چکر اسے تفصیل سے بتلایا۔

"ٹھیک ہے اگر ہم یورینیم حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہمارا ملک بھی دفاعی لحاظ سے دنیا کی چند بڑی طاقتوں میں شامل ہو سکتا ہے"..... بلیک زیرو بے حد سنجیدہ تھا۔

"ہاں۔ اسی لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں یورینیم حاصل کرنے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے"..... عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ایک درخواست ہے عمران صاحب"..... بلیک زیرو نے بڑی لمبا جھٹ سے کہا۔

"لکھ کر پیش کرو"..... عمران کی سنجیدگی پھر غائب ہونا شروع

ہوئی۔

"اس کیس میں آپ مجھے ضرور ساتھ لے چلیں"..... بلیک زیرو نے اسے دوبارہ مذاق کے موڈ میں آتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔

"یہاں کا کام کون سنبھالے گا"..... عمران نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"آج کل تو ویسے بھی امن و امان ہے۔ پھر ہم جلدی آجائیں گے"..... بلیک زیرو نے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔

"اچھا میں غور کروں گا۔ پہلے جانے کا فیصلہ تو ہو جائے"۔ عمران نے سوچتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

دروازہ کھلا اور گولڈ مین اندر داخل ہوا۔ کمرے میں بیٹھے ہوئے چار غیر ملکی اٹھ کھڑے ہوئے۔ گولڈ مین نے منہ پر نقاب چڑھایا ہوا تھا۔ گولڈ مین خاموشی سے آکر ایک بڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد وہ چاروں غیر ملکی بھی بیٹھ گئے۔
 ”رپورٹ“..... گولڈ مین نے گھمبیر لہجے میں کہا۔
 ”کامیابی باس“..... کوئے میں بیٹھے ہوئے غیر ملکی نے مسرت سے لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

”گڈ“..... گولڈ مین نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں بھی مسرت کا عنصر نمایاں تھا۔ پھر اس غیر ملکی نے جیب سے چند تہہ کئے ہوئے کاغذ نکال کر گولڈ مین کی طرف بڑھا دیئے۔ گولڈ مین نے وہ کاغذ لئے اور پھر انہیں کھول کر بغور دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ ایک رپورٹ تھی۔ وہ کافی دیر تک اس کاغذات کا مطالعہ کرتا رہا۔ کمرے

میں ستور خاموشی طاری تھی۔ کاغذات پڑھ کر اس نے انہیں دوبارہ دیکھ لئے اور پھر انہیں جیب میں رکھ لیا۔

اس کا مطلب ہے کرنل واسطی انکانا غزانے کی حقیقت جان گیا۔ گولڈ مین نے سرد لہجے میں کہا۔ غیر ملکیوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ البتہ ان کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
 ”جی ہاں“..... گولڈ مین نے یہ اطلاع تشویشناک ہو۔

”کیا یہ لوگ جرات کریں گے کہ اس رپورٹ کے گم ہونے کے بعد بھی انکانا قبیلے کا رخ کریں؟“..... گولڈ مین نے جیسے اپنے آپ سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا کہا جاسکتا ہے باس۔ ویسے مجھے امید نہیں کہ وہ بغیر کسی سراغ کے موہوم سے نشان پر آدم خور قبیلے میں گھسنے کی کوشش کریں گے“..... ایک غیر ملکی نے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔

”معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ اس سلسلے میں کیا فیصلہ کرتے ہیں؟“..... گولڈ مین نے جواب دیا۔

”مگر اس سلسلے میں کوئی میٹنگ ہوئی تب تو معلوم ہو جائے گا۔“..... ایک غیر ملکی نے کہا۔

”میں اگر میٹنگ نہ ہوئی تو ہم زیادہ دیر تک انتظار بھی تو نہیں کرتے۔“..... رپورٹ ہمیں مل گئی ہے اب ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل

جانا چاہئے۔ ہمارا مقصد حل ہو چکا ہے جو گاشے قتل ہو چکا ہے۔
گولڈمین نے کہا۔

”جو گاشے قتل ہو چکا ہے“..... سب غیر ملکی ایک دم چونک کر
پڑے۔ ان کے چہروں پر تذبذب اور مسرت کے ملے جلے تاثرات
تھے۔

”ہاں جو گاشے کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ویسے مجھے افسوس ہے
ہمارا ایک ممبر بھی اپنے فرض پر قربان ہو چکا ہے“..... گولڈمین نے
سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

”اوہ“..... غیر ملکیوں کے چہرے رنج سے زرد پڑ گئے۔
”مارٹن نے وطن کے لئے قربانی دے دی۔ وہ عظیم ہے ہم
کی عظمت کو سلام کرتے ہیں“..... گولڈمین نے کبھیر لہجے میں

اور پھر کمرے میں ایک سو گوار سی خاموشی چھا گئی۔ اچانک اس
خاموشی کے طلسم کو ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز نے ورہم برہم کر دیا
سیٹی کی آواز سن کر سب چونک پڑے۔ گولڈمین سیٹی کی آواز سن
تیزی سے کرسی سے اٹھا اور پھر وہ کمرے کے کونے میں رکھی ہوئی
الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر ایک ٹرانسمیٹر اٹھا
یہ جدید قسم کا ٹرانسمیٹر تھا جو بظاہر ایک عام قسم کا ٹرانسمیٹر تھا۔
اس کی آواز اس میں سے نکل رہی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے
کر کمرے کے درمیان پڑی ہوئی میز پر رکھا۔ سیٹی کی آواز بدستور
رہی تھی۔ گولڈمین نے کرسی پر بیٹھ کر اس کی ایک ناب گھمائی

سیٹی کی آواز نکلتی بند ہو گئی اور ٹرانسمیٹر کا ڈائل روشن ہو گیا۔ گولڈ
مین نے ایک اور ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے آواز نکلتی
رہی ہو گئی۔

”ہیلو، ہیلو، نمبر سکس سپیننگ سر۔ اور“..... نمبر سکس نے کہا۔
”یہ گولڈمین سپیننگ۔ اور“..... گولڈمین نے جواب دیا۔

”باس دو گھنٹے بعد صدر مملکت کی زیر صدارت ایک ہنگامی
سیک ہو رہی ہے۔ جس میں انکانا کے سلسلے میں کوئی فیصلہ کیا
جائے گا۔ اور“..... نمبر سکس نے اطلاع دی۔

”اوہ یہ واقعی اہم میٹنگ ہے۔ کیا اس کی رپورٹ حاصل کرنے کا
مقررہ انتظام کیا گیا ہے۔ اور“..... گولڈمین نے سخت لہجے میں
پوچھا۔

”یہ اس بات میں نے ایک ڈکٹافون اس میٹنگ ہال میں ایک
غیر جگہ فٹ کروا دیا ہے۔ اس کا تعلق ٹیپ ریکارڈر سے ہے۔ آپ
رپورٹ مل جائے گی۔ اور“..... نمبر سکس نے مودبانہ لہجے میں
جواب دیا۔

”دیوید گڈ نمبر سکس۔ ہم اس میٹنگ کی تمام تفصیل کے منتظر
ہیں۔ رپورٹ ہمارے پاس پہنچ چکی ہے۔ جو گاشے کو قتل کر دیا گیا
ہے۔“..... باس کی آواز میں مسرت تھی۔

”گڈ نیوز باس۔ آپ بے فکر رہیں میٹنگ کی تمام تفصیل کا
ٹیپ میں خود لے کر آجاؤں گا۔ اور“..... نمبر سکس نے جواب دیا۔

"او کے۔ اور اینڈ آل"..... گولڈمین نے جواب دیا اور پھر نار
گھمادی ٹرانسمیٹر بند ہو گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور دوبارہ اسے
الماری میں رکھ دیا۔ باقی لوگوں کے چہروں پر مسرت دوڑ رہی تھی
شاید میٹنگ کی تفصیلی رپورٹ کے متعلق سن کر۔
"آپ تمام لوگ تیاریاں مکمل کر لیں۔ میٹنگ کی رپورٹ ہے
ہی ہم واپس چلے جائیں گے"..... گولڈمین نے کرسی پر بیٹھتے ہو۔
کہا۔
"او کے باس۔ مگر واپسی کا پروگرام کیا ہے"..... ایک آدمی نے۔

پوچھا۔

"ہم سب مختلف فلائس سے پہلے یہاں سے مختلف ملکوں میں
جائینگے اور پھر وہاں سے اکٹھے ہو کر واپس افریقہ پہنچیں گے"..... گولڈ
مین نے پروگرام بتلایا۔

"او کے باس"..... سب نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میٹنگ درخواست"..... گولڈمین نے کہا اور پھر
وہ سب اٹھ کر باری باری باہر چلے گئے۔

ایوان صدر میں ملٹری کے سخت ترین پہرے میں صدارتی میٹنگ
سو رہی تھی۔ میٹنگ میں اہم سرکاری شعبوں کے سربراہ موجود تھے
صدر مملکت خود میٹنگ کی صدارت کر رہے تھے۔ عمران بھی حسب
روایت نقاب لگائے بطور ایکسٹو وہاں موجود تھا۔ نقاب کے اندر بھی
اس نے میک اپ کیا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں سارے ہال اور
ممبران کا گہرا جائزہ لے رہی تھیں۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ
ضرور مجرموں نے اس میٹنگ کی کارروائی سننے کا انتظام کیا ہو گا۔
یعنی بظاہر کوئی چیز یا فرد مشکوک نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس لئے وہ
خاموش تھا۔ سر سلطان نے میٹنگ کا مقصد اور رپورٹ پر مختصر
روشنی ڈال کر کارروائی کا آغاز کیا۔ صدر مملکت نے آئندہ پروگرام کے
متعلق ممبران سے رائے طلب کی۔ سب سے پہلے ایٹمی ریسرچ کے
سربراہ سر ذاکر علی کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ایٹمی ہتھیاروں کی

موجودگی اپنے ملک کے لئے لازمی قرار دی اور کہا کہ بین الاقوامی حالات کے تحت ہمیں ہر قیمت پر جلد از جلد ایٹمی طاقت بننا چاہئے۔ مگر اصل مسئلہ یورینیم کا حصول ہے کوئی بھی ملک یورینیم اس کثیر مقدار میں دینے کو تیار نہیں۔ جس سے تمام ضروریات پوری ہو سکیں اور اگر کوئی دینے کے لئے تیار بھی ہو جائے تو ملک کے وسائل اتنے نہیں کہ وہ دنیا کی اس گراں قدر چیز کو خرید سکے۔ اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ اس رپورٹ پر گہرے غور و خوض کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے۔ سر ذرا کر علی کی تقریر کے بعد دوسرے ممبران تقریر کرتے رہے۔ اب چونکہ مسئلہ یہ تھا کہ وہ رپورٹ جس کی بناء پر یہ میننگ ہوئی تھی۔ وہ بھی سرے سے غائب ہو چکی تھی اور انکانا قبیلہ کوئی مشہور و معروف قبیلہ نہیں تھا کہ مہذب دنیا اس کے تمام رسم و رواج اور اس کے محل وقوع سے اچھی طرح واقف ہو۔ اس قبیلے کا نام پہلی بار سننے میں آیا تھا۔ اس لئے اتنے مبہم سراغ پر کہ افریقہ کے گھنے جنگلات کے انتہائی مشرقی سمت ایک آدم خور قبیلہ انکانا موجود ہے۔ جہاں ایک پہاڑی میں یورینیم کافی مقدار میں موجود ہے۔ اس یورینیم کو حاصل کرنے کے لئے کوئی ٹیم بھیجنا مضحکہ خیز نظر آتا تھا۔ لیکن ادھر یورینیم بھی انتہائی ضروری تھا۔ اس لئے کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ صدر مملکت بار بار ایکسٹو کی طرف دیکھ رہے تھے جو خاموشی سے بیٹھا تمام بحث سن رہا تھا۔ آخر صدر مملکت سے نہ دبا گیا انہوں نے ایکسٹو کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھ ہی لیا۔

۔ مسٹر ایکسٹو۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟..... صدر ست نے کہا۔

۔ میرے خیال میں کوئی ٹیم بھیجنا ضیاع اوقات اور اس ٹیم کے دے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔..... ایکسٹو نے بڑے ٹھوس ہے میں کہا اور سارے ممبران کے ساتھ ساتھ سر سلطان کا منہ بھی بند گیا۔ جیسے انہیں ایکسٹو کے اس فیصلے سے مایوسی ہوئی ہو۔ لیکن مسٹر ایکسٹو ہمارے لئے یورینیم کا حصول انتہائی ضروری ہے..... سر سلطان نے کہا۔

۔ مسٹر سلطان پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک شکاری جب سیاحت سے واپس آتا ہے تو ایک رپورٹ حکومت کو پیش کرتا ہے۔ جس میں افریقہ کے ایسے خطے کا ذکر ہے جو ابھی مہذب دنیا سے روشناس نہیں ہے وہاں وہ یورینیم کی موجودگی کا امکان پیش کرتا ہے۔ بعد میں وہ شکاری بھی خود کشی کر لیتا ہے یا اسے قتل کر دیا جاتا ہے اور پھر وہ رپورٹ بھی غائب کر دی جاتی ہے۔ اب بتائیے جو ٹیم یہاں سے انکانا قبیلے میں جائے گی وہ کس طرح انکانا قبیلے میں پہنچے گی اور اگر عوامی گھامتی وہاں جا بھی نکلی تو وہاں سے یورینیم نکال کر لے آنے کا مسئلہ کس طرح حل ہو گا۔ ہو سکتا ہے جب ٹیم وہاں پہنچے تو وہاں یورینیم موجود ہی نہ ہو۔ یہ ایسے سوالات ہیں جو بہت اہم ہیں اور ان سوالات کے پیش نظر میری یہ رائے ہے کہ ہم اس خام خیالی اور لالچ کو ترک کر دیں اور یورینیم کے حصول کا کوئی اور ذریعہ تلاش

کریں۔ اپنے کسی دوست ملک سے اس سلسلہ میں بات چیت متفرق رہے گی۔..... ایکسٹو نے اپنے فیصلے کی مفصل توجیہ بھی کر دی۔ اس مدلل اور مفصل توجیہ کو سن کر سب لوگوں کے سر جھک گئے اور پھر چند لمحوں بعد صدر مملکت نے خاموشی کے اس طلسم کو توڑا۔ انہوں نے یہ قطعی فیصلہ کر دیا کہ اس مسئلے کو ہمیں ختم کر دیا جائے۔ اور نہ کوئی ٹیم بھیجی جائے گی اور نہ ہی اس مسئلے پر آئندہ کوئی بات چیت ہوگی۔ البتہ انہوں نے سرسلطان اور سر عبدالرحمن کو یہ حکم ضرور دیا کہ وہ رپورٹ کی گمشدگی کے ذمہ دار افراد اور مجرموں کو فوراً گرفتار کریں اور تحقیقات کریں کہ آیا واقعی کرنل واسطی نے خودکشی کی ہے یا اسے پر سرار طریقہ سے قتل کیا گیا ہے۔ اس کے بعد میٹنگ درخواست کر دی گئی اور تمام ممبران ایک ایک کر کے میٹنگ ہال سے چلے گئے۔ ہر اس میٹنگ میں جس میں ایکسٹو شریک ہوتا تھا۔ یہ ایک اصول تھا کہ ایکسٹو سب سے آخر میں باہر جائے گا۔ کیونکہ باہر جا کر اسے لازمی نقاب اتارنا پڑتا تھا اور وہ ممبران کے سامنے ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ یہ اصول اپنایا گیا تھا کہ وہ سب سے آخر میں میٹنگ ہال سے باہر جائے۔ صدر مملکت سرسلطان اور ایکسٹو جب ہال میں رہ گئے۔ تو خلاف معمول سرسلطان کی بجائے ایکسٹو اپنی سیٹ سے اٹھا۔ صدر مملکت اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔ ایکسٹو نے ایک چٹ صدر مملکت کے سامنے رکھ دی۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔

”براہ کرم خاموش رہیں۔“..... صدر مملکت نے مسکرا کر وہ چٹ سٹان کی طرف بڑھا دی۔ عمران کرسی سے اٹھ کر گہری نظروں سے ہال کو دیکھنے لگا۔ اس نے تمام ممبران کی کرسیوں کی نچلی سطح کا سامنا کیا۔ میزوں کے نیچے دیکھا۔ صدر مملکت کو اشارے سے ہٹنے کے لئے کہا اور پھر صدر مملکت کی کرسی اور ڈائس کو بغور چیک کیا۔ سٹان کی کرسی کو دیکھا لیکن ڈکٹافون کہیں نظر نہیں آیا۔ وہ کافی پریشان تھا۔ اسے دراصل شک تھا کہ مجرم وزارت خارجہ کے ریکارڈ سے آسانی سے فائل اڑا سکتے ہیں ان کے لئے میٹنگ ہال میں ڈکٹافون یا ٹیپ ریکارڈ رکھنا کوئی مشکل نہیں۔ چنانچہ اسی شک کی بنا پر اس نے میٹنگ ہال میں خاص طور پر ٹیم بھیجنے سے منع پر زور دیا تھا۔ لیکن اب گہری نظروں سے دیکھنے کے باوجود ایسا کوئی آلہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ عمران چند لمحے ہال میں خاموشی سے کھڑا سوچتا رہا اور پھر اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں آیا اور پھر وہ کرسی پر اپنی کرسی کی طرف بڑھا۔ اس نے کرسی کو جو نہی اٹھایا۔ کرسی کی نچلی سطح سے ایک مٹر کے دانے سے بڑا کیپول بنا آلہ چمٹا ہوا تھا۔ صدر مملکت اور سرسلطان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ عمران نے آہستگی سے وہ کرسی دوبارہ وہیں رکھ دی۔ مجرموں نے انتہائی نفسیاتی حربہ اختیار کیا تھا۔ انہوں نے خاص طور پر اس کرسی کے نیچے ڈکٹافون لگایا تھا۔ جو ایکسٹو کے لئے مخصوص تھی۔ تاکہ اگر ایکسٹو کو شک بھی گزرے تو وہ دوسروں کی کرسیاں دیکھتا رہے

سے جاسوس کرنل واسطی کے پیچھے لگا دیئے جو اتفاق سے اٹکانا قبیلے
 کے ایک سردار موسیو چوگاٹشے کے پیچھے پیچھے ہمارے ملک میں پہنچ گئے۔
 "اٹکانا قبیلہ کا سردار، اور یہاں..... صدر مملکت اور سر سلطان
 انہیں بری طرح چونک پڑے۔

جی ہاں۔ میری یہاں ان سے ملاقات ہو چکی ہے۔ قصہ یہ ہے کہ
 موسیو چوگاٹشے کے والد ایک پادری کے کافی زیر اثر آگئے تھے اس کے
 بیٹے پر چوگاٹشے کے والد نے یعنی اٹکانا قبیلے کے سردار نے چوگاٹشے
 بچپن میں ہی یورپ تعلیم کے لئے بھیج دیا۔ موسیو چوگاٹشے یہاں
 خیر حاصل کرتے رہے۔ ادھر ان کے والد فوت ہو گئے۔ اب قبیلے
 کے روایت کے مطابق سردار کا بیٹا ہی سردار بن سکتا تھا۔ لیکن سردار
 نے بنائی یعنی چوگاٹشے کے چچا نے یہ افواہ اڑا دی کہ چوگاٹشے مر چکا
 ہے اور چند غیر ملکی سائنس دان اس پادری کی رپورٹ پر اس پادری
 کے ساتھ وہاں پہنچ گئے اور پھر پادری کی درخواست اور سائنس دانوں
 کے تحفوں نے سردار کو رام کر لیا اور اس طرح سائنسدانوں نے
 اس سے یورینیم کا ذخیرہ دریافت کر کے نکالنا شروع کر دیا۔ سردار کی
 موت کے بعد چوگاٹشے کے چچا نے پادری سے ساز باز کر لی اور چوگاٹشے
 کے چچا کو سردار بنا دیا گیا۔ اس طرح انہیں وہاں کام کرنے کی مزید
 مہلت چھٹی ہو گئی۔ اب اتفاق سے چوگاٹشے کو بھی ان باتوں کی سن
 مل گئی۔ وہ تعلیم چھوڑ کر وہاں پہنچ گیا لیکن وہاں سردار نے یعنی
 چچا کے چچا نے انہیں مروا دینا چاہا۔ اس میں وہ پادری بھی جو اب

جائے۔ اپنی کرسی کی طرف انسانی نفسیات کی بنا پر اس کا خیال
 نہیں جاتا۔ ویسے یہ خطرناک بھی تھا۔ مجرم ڈکٹافون کی بجائے نا
 ہم یا وائرلیس کنٹرول ہم بھی فٹ کر سکتے تھے اور ایسا صدر مملکت
 کی کرسی کے ساتھ بھی کیا جاسکتا تھا۔

"کسی دوسرے کمرے میں چلیئے..... عمران نے کاغذ پر لکھا اور
 صدر مملکت سر ہلا کر کھڑے ہو گئے اور تینوں اس ہال کے ایک
 خفیہ دروازے سے نکل کر ایک ایسے کمرے میں پہنچ گئے جو خاص طور
 پر صدر مملکت کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ یہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ
 پروف تھا۔

"ہاں مسٹر ایکسٹو۔ اب بتائیے یہ چکر کیا ہے..... صدر مملکت
 نے اس کمرے میں پہنچتے ہی ایکسٹو سے پوچھا۔

جواب بات یہ ہے کہ ایک غیر ملک جو پہلے ہی وہاں سے یورینیم نکال
 رہا ہے۔ نہیں چاہتا کہ ہمارے ملک کی کوئی ٹیم وہاں پہنچے۔ اس
 طرح وہ جگہ دوسرے ممالک کی نظروں میں بھی آجائے گی۔ اب اتفاقاً
 کرنل واسطی سیاحت کے دوران وہاں جا نکلا اور پھر اس کی قسمت
 یادری کر گئی کہ وہ صحیح سلامت ان کے ہاتھ سے نکل کر یہاں پہنچ
 جانے میں کامیاب ہو گیا۔ کرنل واسطی چونکہ ایک محب وطن
 باشعور شہری بھی تھا اس لئے اس نے پہلی فرصت میں اس بارے
 میں مکمل رپورٹ حکومت کو پیش کر دی اور وہاں تک لے جانے
 کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ اب دوسری طرف اس غیر ملک نے

وہاں غیر ملکیوں کا سردار تھا شامل تھا۔ کیونکہ اسے پتہ تھا کہ چوگاٹہ کو یورینیم کی اہمیت کا صحیح احساس ہے۔ چنانچہ وہ رخنہ اندازی کرے گا۔ موسیو چوگاٹہ اپنے چند جانثاروں کو لے کر جان بچانے کے لئے وہاں سے بھاگ پڑا اور پھر مختلف ملکوں سے ہوتا ہوا وہ بہار پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے ہی جاسوسوں کا ایک گروہ بھی تھا۔ یہاں پہنچ کر ایک تو انہوں نے کرنل واسطی کو ختم کر دیا۔ اسے اس طرح قتل کیا گیا کہ وہ خود کشی معلوم ہو۔ پھر وہ رپورٹ بھی اڑالی گئی اور ادو ان کا داؤ چوگاٹہ پر بھی چل گیا۔ اسے بھی قتل کر دیا گیا اب وہ آزاد تھے۔ لیکن انہیں ایک بات کا انتظار تھا کہ حکومت اس رپورٹ کے متعلق کیا فیصلہ کرتی ہے۔ اس لئے انہوں نے میٹنگ ہال میں ڈکنا فون فٹ کیا۔ اس کی دوسری سائیڈ پر یقیناً ٹیپ چل رہا ہو گا اور میٹنگ کی تمام کارروائی ٹیپ ہو چکی ہو گی۔ مجھے چونکہ پہلے سے شک تھا۔ اس لئے میٹنگ میں، میں نے ٹیم بھیجنے کی بھرپور مخالفت کی تھی۔ تاکہ وہ لوگ مطمئن ہو جائیں لیکن میں لازمی طور پر اپنے ممبران پر مشتمل ٹیم وہاں بھیجوں گا۔ کیونکہ یورینیم کا حصول ہمارے لئے بے حد اہم ہے۔..... ایکسٹو نے تفصیل بتلا کر ساتھ ہی فیصلہ بھی سنا دیا۔

”کمال ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ آپ پس منظر سے اتنی گہری واقفیت رکھتے ہیں۔..... صدر نے حالات سننے کے بعد تحسین آمیز نظروں سے ایکسٹو کو دیکھتے ہوئے کہا اور سر سلطان کا سینہ فخر سے تن

یہ۔ عمران نے ایک نظر سر سلطان کی طرف دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔
”دراصل ہماری آنکھیں ہر وقت کھلی رہتی ہیں۔ اس لئے ہمیں حالت کا زیادہ علم رہتا ہے۔..... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
”ہمیں آپ پر اور آپ کے ذیبا رٹمنٹ پر فخر ہے۔..... صدر نے جذبات سے مغلوب ہو کر کہا۔ عمران بھلا کیا جواب دیتا۔ خاموش باہر چند لمحوں تک وہاں خاموشی رہی۔ پھر صدر مملکت نے کہا۔
”مسٹر ایکسٹو۔ آپ جن ممبران کی ٹیم وہاں بھیجیں گے کیا ان میں کوئی سائنسدان بھی شامل ہو گا؟.....

”جی ہاں یقیناً۔..... عمران نے جواب دیا۔
”کتنے آدمی بھیجنے کا ارادہ ہے۔..... صدر نے دوسرا سوال کیا۔
”یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں انتہائی سوچ سمجھ کر فیصلہ کروں گا۔..... عمران نے ٹالتے ہوئے کہا۔

”دراصل میں چاہتا تھا کہ اس ٹیم میں ملٹری انٹیلی جنس کے بھی چند آدمی شامل کر لئے جائیں۔“ صدر مملکت نے اپنی تجویز پیش کی۔

”مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن انہیں میرے آدمیوں کے ماتحت کام کرنا پڑے گا۔..... عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔
”او کے ٹھیک ہے۔ میں آپ کے فیصلے سے متفق ہوں۔“ صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”سر سلطان آپ مجھ سے اجازت نامے پر دستخط کرالیں تاکہ رسمی

”ویری گڈ۔ معاملہ ہمارے حق میں بہتر ہی رہا“..... گولڈمین نے ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ بند کرتے ہوئے کہا اور سامنے بیٹھے ہوئے قریبیوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔

”اور ان کا یہ فیصلہ ہے بھی حق بجانب۔ مبہم سے کلیو پر وہ اتنا بڑا شک کیسے لے سکتے تھے“..... ایک غیر ملکی نے رائے پیش کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ بہر حال خطرہ تو تھا۔ یہ ایشیائی ہوتے تو سر پھرے ہیں۔ سوچتے سمجھتے نہیں۔ بس جذباتی فیصلے کرتے ہیں۔“ گولڈمین نے کہا۔

”اب کیا پروگرام ہے باس“..... ایک نے پوچھا۔

”میں مرکز کو اپنی مفصل رپورٹ آج بھیجتا ہوں۔ کل ہم اس ملک سے چلے جائیں گے۔ میں مختلف فلائٹس میں سیٹیں بک کرا

کارروائی ختم ہو جائے۔“

”بہتر جناب“..... سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر عمران اور سر سلطان صدر مملکت سے اجازت لے کر کمرے سے باہر نکل آئے۔

”عمران مجھے شام کو ملنا“..... سر سلطان نے باہر نکلتے ہی عمران سے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔

”بہتر، میں عمران کو آپ کے پاس روانہ کر دوں گا“..... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں جواب دیا اور سر سلطان مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

بھریے جیسی غزاٹ ابھری اور گولڈ مین یوں جھٹکے سے سیدھا ہو گیا
جیسے اسے شاک لگا ہو۔

”باس سپینگ۔ رپورٹ دو۔ اور“..... وہی بھریے جیسی آواز
سنائی دی۔

گولڈ مین فرام پی آپریشن سی سپینگ سر۔ مشن کامیاب رہا
ہے۔ سی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ڈبیلو کو موت کے گھاٹ اتار جا چکا
ہے۔ ویسے ہم نے اسے اس طرح قتل کیا ہے کہ سو فیصد خودکشی کا
میں بنے۔ مگر وہ پہلے ہی اوپر رپورٹ دے چکے تھے۔ چنانچہ پھر ریکارڈ
فیس سے وہ رپورٹ اڑا لی گئی۔ آج یہاں صدارتی میٹنگ میں یہ
فیصلہ کیا گیا کہ ٹیم نہیں بھیجی جائے گی۔ اس میٹنگ کا ٹیپ یہاں
میں سے سلسلے پڑا ہے۔ اور“..... گولڈ مین نے مختصراً الفاظ میں
تفصیل بتلائی۔

گولڈ مین ہم تمہاری کارکردگی سے خوش ہیں۔ وہ ٹیپ آن کرو۔
میں خود سننا چاہتا ہوں۔ اور“..... باس نے نرم لہجے میں کہا اور
گولڈ مین کی خوشی قابل دید تھی۔ جیسے اسے ہفت اقلیم کی دولت
حاصل ہو گئی ہو۔ وہ پھرتی سے ٹیپ ریکارڈ ٹرانسمیٹر کے قریب لایا اور
پھر اس کا بٹن دبا دیا اور خود کرسی سے پشت لگا کر اطمینان سے ہنپہ
گیا۔ ٹیپ چلتا رہا۔ میٹنگ کی مکمل کارروائی اس کے باس تک پہنچتی
رہی۔ جب ٹیپ ختم ہو گیا تو اس نے ٹیپ ریکارڈ بند کر دیا اور پھر
ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

لوں گا اور پھر باری باری سب کو اطلاع مل جائے گی“..... گولڈ مین
نے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اب میٹنگ
برخواست کرنا چاہتا ہے۔ تمام غیر ملکی باری باری کمرے سے باہر نکل
گئے۔ ان کے جانے کے بعد گولڈ مین نے دروازہ بند کر دیا اور پھر اس
نے ایک الماری کھول کر ٹرانسمیٹر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے لے کر
دوبارہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا اور اس نے ٹرانسمیٹر کو میز پر رکھ کر اس کی
ناب گھما کر اسے آن کیا اور مختلف نابیں گھمانے کے بعد جب ایک
مخصوص ہندسے پر سوئی رک گئی تو اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر
ادھر دیکھا اور پھر پشت پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر
سے ہلکی ہلکی آوازیں پیدا ہونے لگیں۔ یہ سمندر کے شور جیسی آوازیں
تھیں۔ جلد ہی یہ آوازیں معدوم ہو گئیں۔ اب ایک صاف مگر انتہائی
کرخت آواز ان پر غالب آ گئی۔

”ہیلو۔ ایچ کیو سنٹر سپینگ۔ اور“..... یہ آواز سنتے ہی گولڈ
مین نے پھرتی سے ہاتھ دوبارہ پشت کے بٹن پر رکھا اور پھر اسے دبا کر
کہنے لگا۔

”ہیلو گولڈ مین فرام پی آپریشن سی سپینگ۔ اور“..... گولڈ مین
نے جواباً کہا۔ ویسے اس کا لہجہ قدرے مؤدبانہ تھا۔

”گولڈ مین ایک منٹ رکو۔ باس سے رابطہ قائم کیا جا رہا ہے۔
اور“..... جواب ملا اور گولڈ مین خاموش بیٹھا رہا۔ سمندر کے شور کی
آوازیں دوبارہ تیز ہو گئیں۔ چند لمحوں تک وہ آوازیں آئیں اور پھر

”دیری گڈ گولڈ مین۔ میں نے تمام تفصیل سن لی ہے اب تم ایسا کرو کہ اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر میجر آپریشن سنٹر چلے جاؤ۔ افریقی ملک مانگا نیکا سے ایک گاڑی تم لوگوں کو وہاں لے جائے گا۔ باقی آرڈر وہیں پہنچ کر حاصل کرنا۔ اور اینڈ آل۔.....“ باس نے نیا حکم سنا دیا۔

”ہیلو انچ کیو سنٹر سپیکنگ۔ اور۔..... دوبارہ وہی کرخت آواز سنائی دی۔

”یس۔ گولڈ مین سپیکنگ۔ اور۔..... گولڈ مین نے جواب دیا۔
”باس کا حکم سن لیا گولڈ مین۔ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر مانگا نیکا چلے جاؤ۔ وہاں تم اکیلے ہوٹل بش بی چلے جانا۔ ہوٹل بش بی کے بیرے نمبر سولہ کو گلاب کا مصنوعی پھول پیش کرنا۔ وہ تمہیں ایک آدمی سے ملا دے گا۔ وہ آدمی تمہارا گاڑی ہو گا۔ وہ تمہیں میجر آپریشن تک لے جانے کے تمام انتظامات خود مکمل کر لے گا اور تمہیں وہاں تک پہنچا دے گا۔ بقیہ احکام تمہیں وہیں جا کر ملیں گے۔ اور۔“
”او کے سر۔ میں سب سمجھ گیا۔ اور۔.....“ گولڈ مین نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر دوبارہ سمندر کے شور کی آوازیں تیز ہو گئیں۔ گولڈ مین نے ہٹن آف کئے اور پھر ٹرانسمیٹر اور ٹیپ ریکارڈر دونوں کو اٹھا کر الماری میں بند کر دیا۔ وہ کافی دیر تک کرسی پر بیٹھا باس کے حکم پر غور کرتا رہا۔ کیونکہ یہ

حکم بالکل اچانک اور غیر متوقع تھا۔ اس لئے اسے اس بارے میں سوچنا پڑا۔ جہاں تک اس کا خیال تھا کہ باس کو ابھی بھی شک تھا کہ اس واسطی کی مہم رپورٹ پر حکومت کوئی مہم نہیں بھیجے گی۔ اس شک کی بنا پر گولڈ مین اور اس کے ساتھیوں کو میجر آپریشن پر بھیجا جا رہا ہے۔ تاکہ اگر کوئی ایسی مہم وہاں تک پہنچنے میں کامیاب بھی ہو۔ تو وہاں اس کا باسانی قلع قمع کیا جاسکے پھر اس نے ٹیلی فون اٹھا کر اپنے ساتھیوں کے نمبر ڈائل کئے اور واپسی کا پروگرام بتانا شروع کر دیا۔

وجود تھے۔ انہیں اچھی طرح بتلادیا گیا تھا کہ وہ کس کیس پر کام
 کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ عمران بطور پارٹی لیڈر جا رہا تھا۔ ایکسٹن
 نے تمام ممبران کو سختی سے حکم دے دیا تھا اور خاص طور پر تنویر کو
 عمران کے حکم کے خلاف ایک قدم نہ اٹھایا جائے۔ یہ مہم اس
 وقت سے بے حد خوفناک تھی کہ افریقہ کے گھنے جنگلوں میں جہاں ہر
 قدم پر موت کے ہزاروں سامان موجود تھے۔ انہیں کام کرنا پڑے گا
 پھر وحشی اور آدم خور قبیلے کے علاوہ سفید فام سائنسدان اور
 جاسوس بھی وہاں موجود ہیں۔ عمران اور صفدر ایک سیٹ پر تھے۔
 مینٹن تشکیل اور تنویر دوسری پر اور نعمانی اور جوزف اکٹھے موجود تھے۔
 مری انٹیلی جنس کے دونوں افراد بالکل آخر میں بیٹھے تھے۔ یوں یہ
 تمام لوگ پورے جہاز میں بکھرے ہوئے تھے۔ ادھر گولڈمین اور اس
 کے چار ساتھی بھی اس جہاز میں موجود تھے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے
 تو یہ جہاز جاسوسوں سے پر تھا۔ عمران خاموشی سے بیٹھا کچھ سوچ رہا
 تھا۔ صفدر کافی دیر تک عمران کی خاموشی کو اس لئے برداشت کرتا رہا
 کہ عمران شاید کسی خاص پوائنٹ پر غور کر رہا ہو۔ لیکن اتنی دیر تک
 عمران کی خاموشی، وہ برداشت نہ کر سکا۔ خاموش ہوتے ہی عمران کی
 شخصیت بدل جاتی تھی۔

عمران صاحب کیا بات ہے۔ آپ خاموش کیوں ہیں۔ صفدر
 نے اسے چھپرے ہونے کہا۔

”چپ چپ بیٹھے ہیں ضرور کوئی بات ہے۔ پہلی ملاقات ہے جی

جہاز فضا کی لامحدود وسعتوں میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں
 تھا۔ جہاز کے اندر خاموشی تھی۔ تمام مسافر یا تو کسی اخبار یا رسالے
 کے مطالعے میں غرق تھے یا آنکھیں بند کئے اونگھ رہے تھے۔ گولڈمین
 اور اس کے ساتھی اسی جہاز میں موجود تھے۔ اس جہاز کی منزل ٹانگانیکا
 تھی۔ پاکیشیا کے دارالحکومت سے ٹانگانیکا کے لئے یہ طویل ترین
 ڈائریکٹ پرواز تھی۔ جو ہفتے میں صرف ایک بار جاتی تھی۔ عمران،
 صفدر، کیپٹن تشکیل، تنویر، نعمانی، جوزف، چوہان اور دو دوسرے
 آدمی جو ملٹری انٹیلی جنس سے تعلق رکھتے تھے۔ ساراجنٹ سراج اور
 کیپٹن عارف۔ ان دونوں افراد کا انتخاب عمران نے ملٹری انٹیلی جنس
 کے ریکارڈ کے گہرے مطالعے کے بعد کیا تھا۔ یہ دونوں ریکارڈ کے
 مطابق فطری طور پر اہتہائی دلیر جالاک، ذہین اور فوری فیصلہ کرنے
 والے افراد تھے۔ ملٹری انٹیلی جنس میں ان کے بے شمار کارنامے

پہلی ملاقات ہے۔..... آواز اتنی زیادہ تیز نہیں تھی۔ لیکن جہاز مسلط گھمبیر خاموشی کے لئے یہ آواز ہی ہم کا دھماکہ ثابت ہوئی۔ سارے جہاز میں گانا گونجنے لگا اور پھر سب مسافر ہڑبڑا کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ زیادہ مسافر چونکہ غیر ملکی تھے اس لئے ان کے منہ بن گئے۔ باقی افراد بری طرح ہنسنے لگے البتہ صفدر کی گھبراہٹ قابل دید تھی۔

"یہ کیا کر رہے ہیں عمران صاحب۔ کبھی کبھی تو آب بالکل بچور جیسی حرکتیں شروع کر دیتے ہیں۔" صفدر کے لہجے میں جھنجھلاہٹ کے ساتھ ساتھ غصہ بھی موجود تھا۔

"اوں آں۔ اوں آں۔..... عمران شاید صفدر کو ستانے پر تل گیا تھا۔ اس نے بچوں کی طرح بلند آواز میں رونا شروع کر دیا۔ اب صفدر کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ جھنجھلاہٹ اور غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ لیکن مقابل میں عمران تھا اس لئے وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹنے لگا۔ ایک ایئر ہوسٹس تیز تیز چلتی ہوئی عمران کے قریب آئی۔

"کیا بات ہے مسٹر۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔..... ایئر ہوسٹس کے لہجے میں شدید حیرت ٹپک رہی تھی اور اسے حیرت ہوئی بھی چاہئے کہ اچھا بھلا آدمی یوں بچوں کی طرح رونا شروع کر دے۔

"اوں ہوں۔ مجھے ٹافی لا دو۔ مجھے یہ مارتا ہے۔ اوں ہوں۔" عمران نے بچوں کی طرح ٹھٹھکتے ہوئے صفدر کی طرف اشارہ کیا اور

ایئر ہوسٹس نے مسکرا کر باسکٹ سے ٹافیوں کا پیکیٹ نکالا اور عمران کے ہاتھ پر رکھ دیا اور پھر پورا جہاز زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ لوگوں کے ہنسنے ہنسنے پیٹ میں بل پڑ رہے تھے۔ صفدر غریب کو تو عمران کو چھوڑنا ستم بن گیا تھا۔ دوسرے لمحے وہ سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ گولڈ مین جو سامنے والی سیٹ پر بیٹھ بیٹھ غور غور عمران کو دیکھ رہا تھا۔ صفدر کے اٹھتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ میری سیٹ پر تشریف رکھیں۔..... اس نے صفدر کو اپنی سیٹ پیش کر دی۔ صفدر ایک لمحے کے لئے ہچکچایا اور پھر اس سیٹ پر بیٹھ گیا گولڈ مین خود عمران کے ساتھ صفدر کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اب سب لوگوں کی نظریں عمران پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ ضرور کوئی حرکت کرے گا۔ لیکن عمران یوں خاموش بیٹھا تھا جیسے اسے کسی بات کا علم ہی نہ ہو۔ گولڈ مین عمران کے قریب بیٹھا۔ کبھی کبھی اسے غور سے عمران کو دیکھ لیتا۔ عمران کو اس نے صرف ایک بار دیکھا تھا۔ اس وقت جب روشندان کے ذریعے چوگاٹے کو گولی مار رہا تھا۔ گو اس وقت بھی اس نے عمران کی ایک جھلک دیکھی تھی۔ مگر اب عمران کی آواز سن کر وہ چونک پڑا تھا۔ کیونکہ اسے یہ آواز گوشہ نشین معلوم ہوئی تھی اور اسے یاد آ گیا تھا کہ یہ آواز اس نے کہاں سنی ہے یقیناً یہ آواز موسیو چوگاٹے کو گولی مارنے سے پہلے اس نے سنی تھی۔ چنانچہ یقیناً ہی نوجوان اس وقت وہاں موجود ہو گا اور پھر صفدر

کے اٹھنے کو اس نے غنیمت جانا۔ اس طرح وہ نوجوان کے زیادہ قریب ہو سکتا تھا اور پھر قریب بیٹھ کر اس نے بغور عمران کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ دراصل میک اپ کا شک مٹانا چاہتا تھا لیکن عمران کے چہرے پر موجود پلاسٹک میک اپ اتنا مکمل اور بہترین تھا کہ وہ نزدیک سے بھی بغور دیکھ کر نہ پہچان سکا۔

”کیا میں عورت ہوں“..... عمران نے اچانک جھک کر گولڈ مین کے کانوں میں سرگوشی کی۔ لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ گولڈ مین اس اچانک سوال پر گولڈ بڑا گیا۔ انتہائی غیر متوقع سوال تھا۔ وہ کیا جواب دیتا۔

”نہ۔ نہیں نہیں۔ تو“..... گولڈ مین نے بوکھلاہٹ سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ مجھے یوں بغور کیوں دیکھ رہے ہیں۔ کہیں آپ کی جنس تو نہیں تبدیل ہو رہی“..... عمران نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار گولڈ مین سنبھل چکا تھا۔

”مسٹر خاموش بیٹھو۔ مجھے اس قسم کا مذاق پسند نہیں“..... گولڈ مین نے اس پر رعب جھاڑنے کے لئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”تم سے زیادہ سخت لہجے میں میں بھی بول سکتا ہوں۔ ویسے بائی دی دے تمہیں کس قسم کا مذاق پسند ہے“..... عمران شاید اسے ستانے پر تل گیا تھا۔ گولڈ مین اب بھلا کیا جواب دیتا۔ وہ خاموش رہا۔ ویسے اب وہ دل ہی دل میں پچھتا رہا تھا کہ خواہ مخواہ اس

مصیبت کو دعوت دے ڈالی۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ آدمی نہ ہو۔ اس کی صرف آواز ہی اس سے ملتی جلتی ہو۔ کیونکہ عمران کی باتیں سن کر اسے مکمل یقین ہو گیا تھا کہ یہ آدمی مکمل پاگل تو نہیں۔ البتہ ہاف مائینڈڈ ضرور ہے۔ چنانچہ اس نے بیچھا چھرانے کے لئے صفدر کی طرف دیکھا اور پھر اسے اپنی سیٹ پر واپس آنے کا اشارہ کیا۔ صفدر خاموشی سے اٹھ کر آیا اور اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گولڈ مین واپس اپنی سیٹ پر چلا گیا تھا۔

”صفدر یہ آدمی تجھے خطرناک محسوس ہو رہا ہے“..... عمران نے صفدر کے بیٹھتے ہی اس کے کان میں سرگوشی کی اور صفدر چونک پڑا۔

”کون سا“..... اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔ کیونکہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ عمران کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا اور وہ مذاق نہیں کر رہا تھا۔

”جس سے تم نے تبدیلی قلب کی طرح سیٹ تبدیل کی تھی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اس سے کیا خطرہ درپیش ہو سکتا ہے“..... صفدر شاید کچھ سمجھ نہ سکا تھا۔

”اس کی جنس تبدیل ہو رہی ہے“..... عمران نے صفدر کو جواب دیا اور صفدر شرمندہ ہو گیا۔

”تم ان لوگوں کو بھول گئے جنہوں نے موسیو چوگاٹے کو قتل کر

"کیوں کیا بات ہے"..... عمران نے اسے چونکتے دیکھا۔
 "کچھ نہیں"..... صفدر نے عمران کو آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا اور پھر دوسرے لمحے اس کی مشاق انگلیاں سیٹ کے نیچے تختے پر رینگنے لگیں۔ پھر جب وہ واپس آئیں تو ان انگلیوں میں ایک چھوٹا سا ڈکٹا فون تھا۔ جس کی ایک سائیڈ میں ایسا مصالحہ لگا ہوا تھا جو لکڑی کھڑا ہر جگہ آسانی سے چٹ جاتا تھا۔ عمران نے خاموشی سے وہ ڈکٹا فون صفدر کے ہاتھ سے لے لیا اور اس نے قدرے جھک کر ڈکٹا فون کے رسیور سے منہ لگا کر زور سے پھونک مار دی اور دوسرے لمحے صفدر اور عمران نے قریب بیٹھے گولڈمین کو بری طرح اچھلتے دیکھا۔ اس نے ہاتھ لپٹے بائیں کان پر رکھا ہوا تھا۔ لیکن اس نے اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی عمران اور صفدر کی طرف توجہ نہ دی۔ شاید وہ انہیں یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ ڈکٹا فون کا رسیور اس کے کان میں ہے۔ لیکن عمران نے تو پھونک اس لئے ماری تھی۔ نتیجہ میں انہیں پتہ چل گیا کہ ڈکٹا فون سے ان کی باتیں کون سن رہا ہے۔ عمران نے خاموشی سے ڈکٹا فون جیب میں ڈال لیا۔
 "اب کیا کیا جائے عمران صاحب"..... صفدر نے پوچھا۔
 "کیا خیال ہے اگر ٹوئسٹ ڈانس کر لیا جائے تو"..... عمران نے صفدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔
 "مگر پارٹنر کیسے تلاش کئے جائیں گے"..... صفدر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

دیا تھا۔ کرنل واسطی کو خود کشی پر مجبور کیا تھا۔ ریکارڈ آفس سے فائل غائب کروا دی وغیرہ وغیرہ"..... عمران نے جواب دیا اور صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی پر جی ہوئی برف پھلنی شروع ہو گئی ہو۔ اب اسے سب کچھ سمجھ آنے لگ گیا تھا۔
 "آپ کو کیسے شک ہوا"..... صفدر نے سوال کیا۔
 "میں نے دیکھا"..... عمران نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔
 "کیا دیکھا"..... صفدر پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔
 "میں نے دیکھا کہ اس کے سر پر سینک ٹکل رہے ہیں۔ فضا کی بلندیوں میں آکر تمہاری عتقل شاید ہوائی جہاز سے باہر پرواز کر گئی ہے۔ صفدر صاحب تمہارے اٹھتے ہی وہ فوراً میرے قریب آ بیٹھا اور پھر اس نے بغور میرے چہرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ جیسے وہ میک اپ کو چیک کرنا چاہتا ہو اور جب اسے ناکامی ہوئی تو وہ اٹھ کر واپس چلا گیا"..... عمران نے شک کی وجہ بھی بتائی۔
 "لیکن اسے آپ پر شک کیسے ہوا عمران صاحب"..... صفدر بھی شاید سب کچھ پوچھنے پر تل گیا تھا۔
 "میں تو شیطان کی طرح مشہور ہوں اور پھر جب موسیو چوگاٹے کو قتل کیا گیا میں اس کے ساتھ تھا"..... عمران نے جواب دیا۔
 "اودہ تو یہ بات ہے"..... صفدر نے تشویش زدہ لمحے میں جواب دیا اور پھر اس نے بے خیالی میں سیٹ کو مضبوطی سے پکڑا اور اسی لمحے چونک کر سیدھا ہو گیا۔

بہت پیدا کرتے ہوئے کہا۔ اس کا ریو الوور دیکھ کر ایڑہو سٹس خوف سے چیخ پڑی۔ شاید اس نے سمجھا کہ وہ طیارے کو اغوا کرنے والے ہی گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ایڑہو سٹس کی اس بے اختیار چیخ کو سن کر سٹیوارڈ بھاگتا ہوا آیا اور پھر گولڈ مین کو گھیر لیا گیا۔ عمران جی آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک خوف موجود تھا۔ گولڈ مین سے ریو الوور چھین کر اسے حراست میں لے لیا۔ گولڈ مین نے سٹیوارڈ کو بہت یقین دلانے کی کوشش کی کہ اس نے غلط فہمی پر ریو الوور نکالا تھا۔ وہ سمجھا کہ یہ شخص اس پر حملہ کرنے کا ہے لیکن ظاہر ہے کسی کو اندرونی حالات کا علم تو نہیں تھا۔ کہ وہ تیسے والی بات پر یقین کرتے۔ اتنے میں طیارے کا ٹانگا نیکا کے اڈے اترنے کا اعلان ہونے لگا۔ پائلٹ نے اڈے پر موجود سیوریٹی میس کو گولڈ مین کے متعلق اطلاع دے دی تھی۔ اس لئے وہاں سیوریٹی پولیس گولڈ مین کو حراست میں لینے کے لئے تیار تھی۔

شمع تو جل گئی مگر پروانوں کا کیا ہو گا..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے اسے عمران کا یہ نفسیاتی داؤ بے حد پسند آیا تھا۔

ابھی تم دیکھو تو ہسی کیا تماشا ہوتا ہے..... عمران نے جواب دیا جہاز ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا۔ دروازہ کھلا اور پھر سب سے پہلے سیوریٹی پولیس کے آدمی اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے گولڈ مین کو حراست میں لے لیا جب وہ گولڈ مین کو لے کر چلے تو اچانک ایک

شمع کو اٹھا لو پروانے خود بخود ساتھ چلے آئیں گے..... عمران نے فلمی انداز میں مکالمہ بولا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں.....“ صفدر شاید شروع سے ہی تمام اشارات سمجھ گیا تھا۔

”ہم ٹانگا نیکا کی سرحدوں سے صرف دس منٹ کے فاصلے پر ہیں۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد جہاز ٹانگا نیکا کے ہوائی اڈے پر اتر جائے گا۔ اس لئے دس منٹ کے اندر اندر کچھ ہونا چاہئے.....“ عمران نے کہا۔

”آپ پروگرام تو بتلائیں.....“ صفدر جھنجھلا گیا۔ اسے وقت کے ضائع ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔ پھر عمران اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس کا رخ ٹوائٹل کی طرف تھا۔ گولڈ مین نے عمران کو اٹھتے دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ اس کی بے چین نظریں اس وقت تک عمران کا تعاقب کرتی رہیں۔ جب تک وہ ٹوائٹل کے اندر داخل نہیں ہو گیا۔ اس کے چہرے پر قدرے پریشانی اور تنذیب کے آثار نمایاں تھے۔ چند لمحوں بعد عمران ٹوائٹل سے باہر نکلا اور پھر چلتا ہوا سیدھا گولڈ مین کی طرف بڑھا۔ وہ گولڈ مین کے قریب آکر رکا اور اس نے جھک کر گولڈ مین سے کہا۔

”مسٹر.....“ مگر دوسرے لمحے جہاز کے تمام افراد بری طرح چونک پڑے کیونکہ گولڈ مین نے ایک جھٹکے سے ریو الوور نکال لیا تھا۔

”مم۔ مم مگر میں تو ماحس مانگ رہا تھا.....“ عمران نے چہرے پر

عمینان سے آگے بڑھ جائیں گے..... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا اور صفدر خاموش ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی جلد ہی کسم گیت پر پہنچ گئے۔ وہاں موجود آفیسروں نے انہیں روک لیا کیونکہ ایئرپورٹ پر ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ اس لئے پولیس کی بھاری جمعیت نے پورے ایئرپورٹ کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ بہت سے دیگر مسافر بھی وہاں موجود تھے۔ کافی دیر بعد ایک پولیس آفیسر نے ان کے پاسپورٹ چیک کئے اور پھر تھکا دینے والی جرح کے بعد انہیں آزادی ملی انہوں نے کسم سے سامان وصول کیا اور پھر باہر کھڑی ہوئی ٹیکسیوں کی طرف بڑھ گئے۔

فائر ہوا اور ساتھ ہی جہاز ایک زوردار چیخ سے گونج اٹھا۔ یہ ایک سکیورٹی آفیسر کی چیخ تھی۔ گولی اس کی پشت میں لگی تھی۔ جہاز میں ایک ہنگامہ ہو گیا۔ مسافروں کی چیخ و پکار سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ پھر وہاں بھگدڑ مچ گئی۔ عمران ٹوائلٹ جاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو لاتعلقی رہنے کا اشارہ کر گیا تھا۔ چنانچہ عمران اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے رہے دوسرے لمحے جہاز میں بھگدڑ مچ چکی تھی۔ ہر آدمی ایک دوسرے کو دھکیل کر باہر نکلنا چاہتا تھا۔ گولی مین نے سکیورٹی آفیسر کو گراتے ہی جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ جہاز کے دروازے سے باہر ہو چکا تھا۔ جہاز کے باہر موجود پولیس نے اسے دوپٹا چاہا مگر اس نے جیب سے ایک دستی بم نکال کر ان پر اچھال دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پھر پولیس آفیسروں کے جسموں کے ٹکڑے اڑ گئے اور رن وے پر دھواں سا چھا گیا۔ پھر دروازے سے اندھا دھند مسافر جہاز سے باہر نکلنے لگے۔ ایک بھگدڑ مچ گئی۔ جس طرف جس کا منہ آیا بھاگ لکھڑا ہوا۔ عمران اور اس کے ساتھی سب سے آخر میں باہر نکلے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کسم گیت کی طرف بڑھ گئے۔

”عمران صاحب یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔ گولڈ مین اور اس کے ساتھی صاف نکل گئے“..... صفدر نے عمران سے سرگوشی کی۔

”تو کیا ہم نے ان کا چار ڈالنا تھا۔ بس انہیں تھوڑا سا سبق دینا تھا دے دیا۔ اب ٹانگہ نیکا کی پولیس ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی اور نہ

ہو جو اپنی جگہ سے نہیں ہلاتا تھا۔
لوں ہو تم سنتری نے کبھیر آواز میں پوچھا۔ مگر گولڈ مین
اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اجانک اس پر چھلانگ لگا
۔ چھلانگ اتنی غیر متوقع تھی کہ وہ سنبھل نہ سکا اور گولڈ مین
پڑا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ بندوق اس کے ہاتھ سے نکل چکی
اور پھر سنتری کے اٹھنے سے پہلے ہی گولڈ مین پھرتی سے اٹھ کھڑا
اور دوسرے لمحے اس کی بوٹ کی زوردار ضرب اٹھنے کی کوشش
کرتے ہوئے سنتری کی کنٹری پر پڑی اور وہ دوبارہ ڈھیر ہو گیا۔ گولڈ
مین نے دو چار اور بھرپور ٹھوکریں رسید کر دیں اور سنتری جلد ہی
شوک و حواس کی دنیا کو خیر باد کہہ کر عالم بے ہوشی کی طرف ہجرت کر
۔ سے بے ہوش دیکھ کر گولڈ مین نے بڑی پھرتی سے اسے ایک
پین پر گھسیٹا اور پھر اس کے کپڑے اتارنے لگا۔ اس کی پھرتی قابل
تھی۔ جیسے کوئی آٹومینٹک مشین کام کر رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد
اپنا لباس اتار کر سنتری کی دروی نہ ب تن کر چکا تھا۔ پھر اس
بندوق اٹھائی اور درکشاپ کے خارجی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔
کے قدم اتھاتی تیز تھے۔ مختلف درکشاپوں سے ہوتا ہوا وہ آخر
جی گیٹ تک پہنچ گیا۔ دیگر درکشاپوں میں کام کرتے ہوئے
وں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ خارجی گیٹ سے بھی
آسانی باہر نکل گیا۔ باہر نکل کر اس نے اطمینان کا سانس لیا
اور پھیپھیں کی اور پھر سائیڈ میں چلنے لگا۔ جلد ہی اسے ایک ٹیکسی مل

گولڈ مین بم پھینک کر اس طرف بھاگا جدھر ہینگر موجود تھا جلد ہی وہ ہینگرز کے قریب پہنچ گیا اس کے ساتھی نجانے کہاں گئے تھے۔ ہینگرز پر موجود تمام لوگ بھی جہاز کے قریب بم پھٹنے کا سن کر جہاز کی طرف دوڑ پڑے تھے۔ اس لئے گولڈ مین کو چھپ کر ورکشاپ میں داخل ہونے کا موقع مل گیا تھا۔ لیکن اب ورکشاپ سے باہر نکلنا بھی ایک مسئلہ تھا کیونکہ اس کا کوٹ پھٹ چکا تھا۔ ورکشاپ میں داخل ہونے کے بعد وہ جیسے ہی ایک جہاز کے پیچھے سے نکلا ایک ستری کی نظر اس پر پڑ گئی۔

”ہینڈ زاپ“..... ستری نے اپنی بندوق سیدھی کر لی۔ گولڈ مین نے چونک کر ہاتھ اونچے کئے۔ مگر اس کی تیز نظروں نے ایک لمحہ میں چٹیک کر لیا کہ ستری کے علاوہ اس ورکشاپ میں اور کوئی موجود نہیں ہے۔ یہ ستری شاید ضرورت سے زیادہ فرض شناس تھا کہ گولڈ

گئی۔

مین مارکیٹ چلو..... گولڈ مین نے کہا اور پھر جلد ہی وہ مین مارکیٹ پہنچ گیا۔ اس نے ایک دکان سے ریڈی میڈ سوٹ خرید لیا اور پھر بنڈل لے کر وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ گولڈ مین نے افریقہی زبان میں ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ پھر وہ ایک چھوٹے سے ہوٹل کے قریب رک گیا اس نے جیب سے چند سکے نکالے اور ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ میں رکھ دیئے۔ کپڑے تبدیل کرتے وقت وہ اپنا بیٹو لینا نہیں بھولا تھا۔ یہ ایک چھوٹا کینے نما ہوٹل تھا۔ وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک کیمین کی طرف بڑھا۔ پھر اس نے کیمین کا پردہ کھینچ دیا۔ ابھی وہ بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ ایئر میٹر اس کے سر ہو گیا۔ اس نے اسے کافی کا آرڈر دیا۔ ویٹر چلا گیا۔ پھر وہ کافی سرد کر دی گئی۔ ویٹر کے جانے کے بعد اس نے پردہ برابر کر لیا اور پھر سنتری کا لباس اتار کر اس نے جلدی جلدی وہ ریڈی میڈ سوٹ پہننا شروع کیا۔ سوٹ پہن کر اس نے سنتری کے لباس کا بنڈل باندھا اور پھر دو چار طویل گھونٹوں میں اس نے کافی کی پیالی خالی کر دی۔ جیب سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر اس نے پیالی کے نیچے رکھ دیا اور پردہ اٹھا کر ایک لمحے کے لئے اس نے جھانکا۔ جب کسی نے اس کی طرف متوجہ نہ دیکھا تو لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا کینے سے باہر نکلا آیا۔ اس نے قریب ہی ایک چھوٹی سی گلی میں سنتری کی وردی پر بنڈل پھینکا اور پھر وہ جلد ہی ایک خالی ٹیکسی حاصل کرنے میں

سبب ہو گیا۔ اس نے اسے سپر لینڈ ہوٹل چلنے کے لئے کہا اور پھر اس نے تیز رفتاری سے سڑکوں پر دوڑنے لگی۔ ابھی وہ ایک موڈ مزے کرتے تھے کہ اچانک ڈرائیور نے زوردار بریک لگائے۔ گولڈ مین جو اپنے خیال میں مست تھا۔ اس کا سر زور سے اگلی سیٹ کی پشت سے ٹکرا گیا۔ جب اس نے ڈرائیور کو گالیاں نکالنے کے لئے سر اٹھایا تو اس نے چوکری بھول گیا۔ کیونکہ ٹیکسی پولیس کے گھیرے میں تھی۔ باقاعدہ پولیس چیک پوسٹ تھی۔ باہر نکلو..... ایک پولیس آفیسر نے دروازہ کھول کر ریو الوور کے پہلو سے لگا دیا۔

م۔ مگر بات کیا ہے..... گولڈ مین جھنجھلا کر بولا۔

بات یہ ہے دوست کہ تم اپنا حلیہ تبدیل کرنا بھول گئے..... پولیس آفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور گولڈ مین ایک پورے سانس لے کر رہ گیا۔ کپڑوں سے تو وہ چھٹکارا پا چکا تھا مگر اس کا تو اسے خیال بھی نہیں آیا تھا۔ کہ ٹانگہ نیکیا کی پولیس اسے مستعد ثابت ہوگی۔ اس نے اس پہلو پر سوچا ہی نہیں کہ جہاز اٹلے نے پولیس کو اس کے حلقے سے پوری تفصیل سے آگاہ کر دیا۔ پولیس نے اس کی تلاشی لی اور پھر اسے دو آفیسروں کی نگرانی میں بیرونگ دین پر بٹھا کر ہیڈ کوارٹر کی طرف بھیج دیا گیا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایئر پورٹ سے باہر نکل کر ایک اچھے سے ہوٹل میں ڈیڑھ گھنٹہ جمایا اور پھر عمران کے حکم پر ان سب نے میک اپ کر لیا۔ وہاں عمران کو دو دن لگ گئے۔ ان دونوں دنوں میں عمران زیادہ تر اپنے کمرے سے غائب رہتا۔ تیسرے دن اس نے قبیلے کی طرف روانگی کا حکم سنا دیا۔

"مگر کس پر جائیں گے؟" تنویر سے نہ رہا گیا۔ اس نے پوچھا۔

ہی لیا۔

"ایک ریل گاڑی ٹانگا نیکا سے چلتی ہے اور پھر افریقہ کے دریا کے درمیان سے گزرتی ہوئی۔ سیدھی ٹانگا اسٹیشن پر پہنچتا ہے۔" عمران کا لہجہ بے حد طنزیہ تھا۔

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو؟" تنویر کو جلال آگیا۔

"اچھا یہ نئی بات سن رہا ہوں۔ یہ مذاق بھی پتنگ کی کسی

کو کہتے ہیں یا پھر کبوتر کی کوئی قسم ہو گی؟"..... عمران شاید اسے ستانے پر قتل گیا تھا۔ تنویر غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر صفدر نے اسے کچھ بچھا کر ٹھنڈا کر دیا۔

"تو عمران صاحب تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں؟"..... کیپٹن خشک نے پوچھا۔

"ہاں یہاں سے تقریباً سو میل تک تو ہم جیسوں پر جائیں گے۔ اس کے بعد گھنا جنگل شروع ہو جاتا ہے وہاں سے پیدل ڈبل مارچ کرنی پڑے گی۔"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا انکانا قبیلے کا راستہ معلوم ہے؟"..... صفدر نے پوچھا۔

"یہ ہمارا بلیک اینڈ ریڈ آدمی کب کام آئے گا؟"..... عمران نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جوزف نے خوشی سے ہاتھ نکال دیئے۔ اس دلیل نے سب کو مطمئن کر دیا۔ پھر عمران نے ہوٹل کا بل چکایا اور انہیں لے کر ٹیکسیوں میں چل دیا۔ شہر سے پچاس دور ایک چھوٹے سے احاطے میں بڑی بڑی جیسیں موجود تھیں۔

"کیپٹن خشک، نعمانی، چوہان اور کیپٹن عارف تم ایک جیب میں بیٹھو۔ تم لوگ باری باری ڈرائیونگ کر دو گے کیونکہ راستہ بے حد غراب ہے۔ میں صفدر، تنویر، جوزف، ساراجنٹ سراج اور موسیو شارانگی جیب میں ہوں گے۔"..... عمران نے بتلایا۔

"یہ موسیو شارانگا کون صاحب ہیں؟"..... صفدر نے حیرت سے پوچھا۔

"موسیو شارانگا دیکھتے ہوئے کہا۔"

"یہ یہاں کے مقامی آدمی ہیں۔ بہترین نشانہ باز اور ذہین آدمی ہیں۔ میں نے انہیں کرائے پر اپنے ساتھ لے لیا ہے۔ ابھی آجائے ہیں"..... عمران نے بتلایا اور پھر چند لمحوں بعد احاطے میں ایک نہ توڑکا افریقی داخل ہوا۔ افریقی ہونے کے باوجود اس کے جسم پر سونہ موجود تھا۔

"چلیں مسٹر عمران"..... افریقی نے انگریزی زبان میں عمران سے پوچھا۔

"ہاں موسیٰ نقارہ چلیں"..... عمران نے جواب دیا اور باقی سب لوگ ہنس پڑے۔ نشانہ اچھل کر اگلی جیب میں سوار ہو گیا۔ ان کے ساتھ والے سامان کے علاوہ دونوں جیبیں مختلف تھیلوں سے بھری ہوئی تھیں۔ نہ جانے عمران نے کیا کیا خرید لیا تھا۔ جیسیں سٹارٹ ہو کر احاطے سے باہر نکلیں۔ پہلی جیب کا سنیرنگ عمران کے ہاتھوں میں تھا اور پچھلی جیب کی ڈرائیونگ کیپٹن شکیل نے سنبھال رکھی تھی۔ کافی دور تک دونوں جیسیں ایک پختہ سڑک پر دوڑتی چلی گئیں۔ پھر پختہ سڑک ختم ہو گئی اب ایک کچی سی سڑک تھی جس کی حالت قطعی ناگفتہ بہ تھی۔ اب رفتار آہستہ کر دی گئی کیونکہ راستہ بے حد خراب تھا اور کسی بھی لمحے جیب کے لٹنے کا خطرہ تھا۔ جیسیں آہستہ آہستہ ریٹکتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں۔ پھر جنگل شروع ہو گیا۔ اب راستہ مزید خراب ہو گیا تھا۔ اس لئے رفتار پہلے سے بھی کم کر دی گئی۔ عمران اور کیپٹن شکیل تو ڈرائیونگ کے چکر میں پھنسے

۔ نے تھے البتہ باقی لوگ جنگل کا نظارہ بڑی دلچسپی سے کر رہے تھے۔ سچے سچے انہیں شام ہو گئی۔ پھر جیب کی ہیڈ لائٹس آن کر دی گئی اور سب اب چیونٹی کی رفتار سے آگے بڑھنے لگیں۔ اچھا خاصا اندھیرا ہو چکا تھا۔

میرے خیال میں آج رات کیمپ یہیں لگائے جائیں۔ عمران نے جیب روکتے ہوئے تجویز پیش کی اور پھر اس کی تائید میں باقی لوگوں نے بھی سر ہلا دیئے۔ کیونکہ اس خراب سفر میں دھکے کھا کھا کر ان کے جسموں کی چولیں ہل گئی تھیں۔ جیسوں کو ایک سائیڈ میں حرا کر دیا گیا اور پھر عمران کے ساتھیوں اور فوجیوں نے مل کر کیمپ لگانے شروع کر دیئے۔ کل تین کیمپ لگائے گئے تھے۔ عمران نشانہ باز اور دو اور ساتھی ایک کیمپ میں ہو گئے۔ باقی دو دوسرے جیسوں میں بٹ گئے۔ وہیں آگ جلا دی گئی اور پھر بند ڈبوں سے کھانا نکال کر سب لوگ کھانے لگے۔ کیمپوں کی نگرانی کے لئے مختلف دھت مقرر کر دیئے گئے۔ جوزف، نشانہ باز اور کیپٹن عارف کی پہلی دھت تھی۔ باقی سب لوگ چونکہ بے حد تھک گئے تھے۔ اس لئے جلد ہی پاؤں پसार کر سو گئے البتہ جوزف، نشانہ باز اور کیپٹن عارف کیمپوں کے باہر برین گئیں ہاتھ میں لے کر پہرہ دینے میں مصروف تھے۔ پچھلی دھت تنویر نعمانی اور صفدر کی پہرہ دینے کی باری تھی۔ اب صبح کا وقت کا نظارہ بے حد دلچسپ تھا۔ مختلف پرندوں کی پہکار سے سارا جنگل گونج اٹھا تھا اور ہلکی ہلکی روشنی اندھیرے سے آنکھ کھولی

رہی تھی۔ تنخیر اور نعمانی تو اس نظارے میں مست ہو گئے۔ مگر صفدر بے حد چوکنا تھا۔ دراصل ابھی ابھی اس کے کانوں میں ایک عجیب سی آواز پہنچی تھی۔ چونکہ اس کا کیمپ جیسوں سے زیادہ قریب تھا اس لئے آواز اس کے کانوں میں پڑ گئی۔ پہلے تو اس نے اسے اپنے وہم گردانا۔ مگر دوسری مرتبہ یہ آواز سن کر وہ چوکنا ہو گیا۔ یہ آواز جیسوں کی دوسری طرف سے آرہی تھی۔ سناخندہ آہستہ آہستہ چلتا ہو جیسوں کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں کسی بھی ناگہانی افتادے نپٹنے کے لئے برین گن موجود تھی۔ اس کی انگلی ٹریگر دبانے کے لئے پوری طرح تیار تھی۔ وہ ایک جیب کے قریب جیسے ہی پہنچا۔ اچانک اسے محسوس ہوا جیسے کوئی آدمی جیب کا دروازہ کھول کر دوسری طرف کودا ہو۔ پھر دوسرے لمحے وہ جھک کر جیب کے آگے رہنماتا ہوا دوسری طرف آیا۔ وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ صفدر چند لمحوں تک آہٹ لیتا رہا۔ لیکن وہاں کوئی ہوتا تو نظر آتا۔ البتہ پرندوں کی چہکار اس کے سر پر گونج رہی تھی۔ اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر کھڑا ہو گیا۔ اب اسے اپنے وہم پر خود ہی ہنسی آگئی۔ اس نے سنا تھا کہ جنگل میں ایسی آوازیں اور سرسراہٹیں عام طور پر محسوس ہوتی ہیں کہ آدمی شک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس نے اطمینان کے لئے جیب کا دروازہ کھولا۔ اندر جھانکا اور اندر کے ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ تمام سامان موجود تھا۔ اس نے دوسری جیب کا بھی اندر سے جائزہ لیا اور پھر اطمینان سے قدم اٹھاتا ہوا واپس کیمپ کی طرف چل پڑا۔ اب

یہ کیا معلوم تھا کہ قریب ہی درخت کی اوٹ سے دو آنکھیں صفدر کے مہینان پر مسکرا رہی تھیں۔

پھر اس نے سوئی واپس کھینچی۔ اب دیوار میں ایک باریک
سوراخ تھا۔ سوراخ اتنا باریک تھا کہ بغور دیکھنے کے باوجود بھی نظر
سب آسکتا تھا۔ پھر اس نے ایک اور بن دبا یا سوئی تو واپس چلی
گئی۔ البتہ آلے میں سے ہلکی ہلکی آواز آنے لگی۔

”ہیلو ہیلو ہیڈ کو ادر سپیکنگ۔ اور“..... دوسری طرف سے ہلکی

سی آواز آئی۔

”گولڈ مین سپیکنگ فرام ٹانگا نیکا۔ اور“..... گولڈ مین نے

جواب دیا۔

”گولڈ مین تم ٹانگا نیکا پہنچ چکے ہو۔ کیا بات ہے تم نے پوائنٹ
فور پر کیوں بات کی ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے آواز آئی۔
”لجے میں میں ہلکی سی پریشانی تھی۔ پھر گولڈ مین نے تمام حالات بتا
دیئے۔“

”اس کا مطلب ہے تم خطرے میں ہو۔ ٹھیک ہے ہم ابھی ٹانگا
نیکا کو کال کر کے تمہارے متعلق اطلاع دے دیتے ہیں جلدی ہی
تمہیں رہا کر لیا جائے گا۔ اور“..... دوسری طرف سے آواز آئی۔
”اوکے سر۔ اور“۔ گولڈ مین نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”اور اینڈ آل“..... جواب دیا گیا اور پھر گولڈ مین نے بن بند
کر کے آلہ دوبارہ واپس بغل کے نیچے موجود چرمی پیٹی میں رکھ دیا۔
اب وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ پھر چند ہی منٹوں بعد دروازہ کھولا گیا اور
دو سپاہی اسے لے کر اندر آفس کی طرف چل پڑے۔ جلد ہی گولڈ مین

گولڈ مین کو چیف آفسیر کی آمد تک لاک اپ میں بھیج دیا گیا۔
لاک اپ میں گولڈ مین اکیلا تھا۔ باہر ایک سپاہی رانفل لئے پہرہ
دے رہا تھا۔ گولڈ مین چند لمحے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کوٹ
کے اندر ہاتھ ڈالا اور بغل کے نیچے سے چھٹی ہوئی ایک چڑے کی پیٹی
سے ایک چھوٹا سا آلہ باہر نکال لیا۔ یہ ایک چھٹا سا پنسل بنا آلہ تھا۔
اس نے آلہ نکال کر ادھر ادھر دیکھا۔ سپاہی اس کی طرف متوجہ نہیں
تھا۔ گولڈ مین اٹھ کر دور کونے میں چلا گیا۔ اس نے آلے کا پچھلا حصہ
دبا یا تو آلے کی نوک سے ایک پتلی سی سوئی باہر نکل آئی۔ جو تیزی
سے گھوم رہی تھی۔ گولڈ مین نے وہ سوئی دیوار کے ساتھ لگا دی۔
دیوار گو سیمنٹ کے بلاکوں سے بنی ہوئی تھی لیکن وہ سوئی اس میں
اس تیزی سے گھستی چلی گئی جیسے وہ سیمنٹ کی بجائے موم کی بنی ہوئی
ہو۔ جلد ہی پوری سوئی دیوار میں گم ہو گئی۔ چند لمحے گولڈ مین رکا

تاری اور پھر جب اندر ہاتھ ڈال کر وہ آلہ نکالا تو سب حیران رہ گئے۔ چیف آفسیر کے چہرے پر اپنی کامیابی اور دور اندیشی پر خوشی کی چمکیاں رقص کر رہی تھیں۔

”یہ کیا ہے“..... چیف آفسیر نے پوچھا۔

”یہ بظاہر تو کوئی پنسل نظر آرہی ہے“..... آفسیر نے کہا۔

”نہیں پنسل اس طرح چمپا کر نہیں رکھی جاتی“..... پھر آفسیر نے آلے کو پشت کی طرف سے دبایا۔ وہ ایسا بہت احتیاط سے کر رہا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں بٹن دبے ہی کوئی بم وغیرہ نہ پھٹ پڑے۔ مگر بٹن دبے ہی اس کی نوک سے ایک پتلی سی لمبی سوئی باہر نکل آئی جو انتہائی تیزی سے گھوم رہی تھی۔ آفسیر حیرت سے دیکھ رہے تھے لیکن اس کی وجہ تسمیہ ان کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ آفسیر نے پھر وہی بٹن دبایا وہ سوئی واپس چلی گئی۔ لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔

”کچھ پتہ نہیں چل رہا سر۔ بہر حال یہ کوئی پر سر آلہ ہے۔“ چیف آفسیر نے گولڈمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور گولڈمین دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ جب تک سوئی کو کسی دیوار کے اندر ایک دفعہ نہ گھونپ دیا جائے۔ ٹرانسمیٹر نہیں جاگ سکتا اور اس آئیڈیے کا کوئی تصور ہی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا۔ کہ یہ کتنا ہی زور نگاہیں اس کی اصل ماہیت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

چیف آفسیر کے سامنے تھا۔

”اس کی تلاشی لی ہے“..... چیف آفسیر نے جو ادھیر عمر کا آ

تھا۔ دوسرے آفسیروں سے پوچھا۔

”جی ہاں“..... ایک آفسیر نے جواب دیا۔

”کیا برآمد ہوا ہے“..... چیف آفسیر نے پوچھا۔ پھر ایک آفسیر

نے ایک رومال کھول کر میز پر رکھ دیا۔ اس میں ایک پاسپورٹ تو بٹوہ اور چند معمولی قسم کے کاغذات تھے۔

”تلاشی اچھی طرح لی گئی ہے“..... چیف آفسیر نے بغور گولڈمین کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں“..... اسی آفسیر نے جواب دیا۔ جس نے وہ چیزیں پیش کی تھیں۔

”ایسے مجرم بے حد خطرناک ہوتے ہیں۔ میرے سامنے اس کی مکمل تلاشی لو“..... چیف آفسیر شاید حد سے زیادہ محتاط واقع ہوا تھا۔

چیف آفسیر کے حکم پر ایک بار پھر آفسیر نے گولڈمین کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اس کے ارد گرد چند سپاہی ریوالور تانے کھڑے تھے۔

اس لئے گولڈمین خاموشی سے کھڑا تھا۔ پھر اچانک آفسیر کا ہاتھ گولڈمین کی بغل کے نیچے پکڑ گیا۔ پھر وہ حیرت سے اچھل پڑا۔

”کیا ہوا“..... سب نے اسے چونکتے دیکھ کر پوچھا اور پھر آفسیر

نے اس کے کپڑے اتار دیئے۔ اب ایک چرمی ڈوری کے ذریعے چرمی پٹی اس کے بغل میں موجود صاف نظر آنے لگی۔ آفسیر نے وہ چرمی

"بتاؤ یہ کیا ہے"..... ایک آفیسر نے سخت لہجے میں گولڈمین سے پوچھا۔

"ایک پنسل ہے"..... گولڈمین نے جواب دیا۔ اس نے اطمینان بھرے لہجے نے آفیسروں کے دلوں میں آگ بھردی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس کے خلاف کوئی مزید کارروائی کرتے ایک چپراسی کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے ایک لفافہ چیف آفیسر کے سامنے رکھ دیا۔ چیف آفیسر نے حیرت سے لفافہ کھول کر اس میں سے کاغذ نکالا اور پھر کاغذ پڑھ کر وہ چونک پڑا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے الٹ پلٹ کر کاغذ دیکھا اور پھر طویل سانس لیتے ہوئے کاغذ واپس لفافے میں رکھ دیا۔ باقی لوگ اس کی شکل دیکھ رہے تھے۔

"اس آدمی کو وزارت داخلہ نے فوراً طلب کیا ہے"..... اس نے آفیسر کو کاغذات کے مندرجات کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر جناب"..... آفیسر بھی اس اچانک حکم پر قدرے پریشان ہو گئے۔

"اسے مسلح حفاظت میں فوراً سیکورٹی کے سامنے پیش کرنے کا انتظام کیا جائے"..... چیف آفیسر نے کہا اور خود اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد ایک پٹرولنگ جیپ گولڈمین اور دو سپاہیوں کو لے کر تیزی سے سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ ایک سنسان سی سڑک پر اچانک ایک کار نے آگے بڑھ کر ان کا راستہ روک لیا۔ پھر تین نقاب پوشوں نے جیپ کا محاصرہ کر لیا۔ پھر تین اور نقاب

ش بھی جو شاید سڑک کی سائیڈوں میں چھپے ہوئے تھے آگے بڑھ گئے۔ دوسرے لمحے وہاں سپاہیوں کی پینچیں گونج اٹھیں۔ سائیلنسر کے ریوالتور سے نکلی ہوئی گولیاں ان کے سینوں پر پڑی تھیں۔ یہی حشر یور اور اس آفیسر کا بھی جس کے چارج میں گولڈمین کو لے جایا رہا تھا۔ گولڈمین کے ہاتھ ہتھکڑیوں سے آزاد کرالئے گئے اور پھر وہ زمین کو لے کر وہ نقاب پوش کار میں بیٹھ گئے اور کار تیزی سے بڑھ گئی۔ چند ہی لمحوں بعد گولڈمین ایک عظیم الشان کوٹھی کے عین کمرے میں بیٹھا تھا۔ تین نقاب پوش جواب اپنے نقاب اتار چکے تھے۔ اس کے پاس بیٹھے تھے۔ یہ تینوں غیر ملکی تھے۔

"ہیڈ کوارٹر میں میری رہائی کی اطلاع دے دی گئی ہے"۔ گولڈمین نے پوچھا۔

"جی ہاں"..... ایک غیر ملکی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اب تم ذرا اپنے آدمیوں سے پتہ کرو کہ عمران اور اس کے ساتھی کیا انکافیلے کی طرف چل پڑے ہیں"..... گولڈمین نے ایک اور ہدایت کی۔

"بہتر" میں ابھی پتہ کر دیتا ہوں"..... ایک نے جواب دیا اور پھر گولڈمین نے عمران کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا حلیہ سن کر ایک آفیسر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میرے باقی ساتھیوں کا کیا ہوا"..... گولڈمین نے پوچھا۔

"وہ پولیس مقابلے میں مارے گئے"..... ایک غیر ملکی نے جواب

دیا۔

"اوہ..... گولڈ مین ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی آفسیر کمرے میں داخل ہوا۔

"ہدایات دے دی گئی ہیں۔ جلد ہی عمران کے متعلق اطلاعات مل جائیں گی"..... غیر ملکی نے گولڈ مین سے کہا اور گولڈ مین۔ جواب میں سر ہلادیا۔ پھر عمران وغیرہ کے متعلق انہیں دوسرے اطلاع ملی۔ وہ بھی مبہم سی کہ ایک پارٹی دو جیسوں میں افریقہ کے وسط کی طرف چلی گئی ہے۔ اس کے لیڈر اور قدامت سے گولڈ مین نے اندازہ لگایا کہ یہ ضرور عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ حلیہ تو گو ویسا نہیں تھا لیکن قدامت عمران جیسا ہی بیان کیا گیا تھا۔

"ہمیں ان کا تعاقب کرنا چاہئے۔ آپ مجھے چار آدمی اور جیب دیں۔ میں راستے میں ہی ان کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں"..... گولڈ مین نے غیر ملکیوں سے کہا۔

"مگر اطلاع کے مطابق وہ لوگ تو تعداد میں کافی ہیں"..... ایک غیر ملکی جو شاید ٹانگا نیکا کا مقامی انچارج تھا نے جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں۔ وہ رات کو یہاں سے تقریباً سو کلومیٹر دور کیمپ لگائیں گے۔ ہم ایک اور راستے سے وہاں پہنچ جائیں گے اور پھر میزا ارادہ ہے کہ رات کو جب وہ لوگ سو رہے ہوں ان کی جیسور میں دائر لیس بم فٹ کر دوں پھر دوسرے دن جب وہ لوگ سنا کریں گے۔ تو دائر لیس بم چارج کر دیئے جائیں گے۔ اس طرح وہ

وگ ختم ہو جائیں گے"..... گولڈ مین نے پروگرام بتلایا۔

- ٹھیک خیال ہے۔ یہ بہتر رہے گا..... مقامی انچارج نے جواب دیا۔ پھر گولڈ مین ایک جیب میں چار آدمی لے کر ایک راستے سے چل پڑا۔ یہ راستہ گو کافی حد تک خراب تھا لیکن پھر بھی وہ براہ انداز میں جیب دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ ایک آدمی آنکھوں سے دور بین لگائے مسلسل ادھر ادھر چینگ کر رہا تھا۔ شام پڑ چکی تھی۔ پھر دور انہیں دو جیسیں جاتی ہوئی نظر آ گئیں۔ درمیان میں موجود چھدرے درختوں کی وجہ سے وہ جیسیں کبھی کبھی نظر آتی تھیں۔ گو ان کے درمیان کوئی فاصلہ تھا۔ مگر طاقتور دور بین کی وجہ سے وہ نظر آ جاتی تھیں۔ جلد ہی دونوں جیسیں رک گئیں۔ گولڈ مین نے بھی جیب روک لی اور پھر وہ خود دور بین سنبھال کر ایک انتہائی اونچے درخت پر کسی بندر کی طرح چڑھتا چلا گیا۔ چوٹی کے قریب پہنچ کر اس نے دور بین آنکھوں سے لگائی۔ گو کافی حد تک اندھیرا چھا چکا تھا مگر اب بھی مدھم سا نظر آ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جیسوں کے قریب کیمپ لگائے جا رہے ہیں۔ جب گہرا اندھیرا چھا گیا تو وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا درخت سے نیچے اتر آیا۔ اس نے دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لیا اور پھر جیب سے دو چھوٹے چھوٹے دائر لیس بم جیب میں ڈال لئے اور پھر وہ تینوں تیزی سے اس طرف بڑھنے لگے۔ کافی دیر چلنے کے بعد وہ عمران کے کیمپ کے قریب پہنچ گئے۔

"تم دونوں قریبی درختوں پر چڑھ جاؤ اور خیال رکھنا کہ اگر کوئی

گڑبڑ کرے تو بلا تکلف گولی مار دینا..... گولڈ مین نے اپنے دونوں
ساتھیوں سے کہا اور وہ دونوں بندروں کی طرح درختوں پر چڑھ
چلے گئے۔ لیکن اتنی احتیاط سے کہ ہلکی سی سرسراہٹ بھی نہ ہوئی۔
گولڈ مین نے جیسوں کی آڑ سے کیمپوں کی طرف نگاہ ڈالی تو اسے تینوں
کیمپوں کے سامنے تین آدمی پہرہ دیتے نظر آئے۔ وہ ان لوگوں کی
دوراندیشی کا قائل ہو گیا جنہوں نے اس جنگل میں بھی پہرے کا
انتظام کر رکھا تھا۔ پہریدار کافی سے زیادہ چوکے نظر آتے تھے۔
لئے گولڈ مین نے سوچا کہ اسے انتظار کرنا چاہئے۔ جب رات ڈھلے
گی۔ تو پہرے داروں کے چوکناپن میں کمی آجائے گی۔ تب وہ پہرے
کام سرانجام دے گا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ عمران وغیرہ کو کسی
قسم کا شبہ ہو سہتا چہ وہ آہستہ سے پیچھے ہٹا اور پھر ایک درخت پر چڑھ
گیا۔ رات دہے پاؤں گزر رہی تھی۔ پھر گولڈ مین نے دیکھا کہ
پہریدار کیمپوں میں چلے گئے اور ان کی جگہوں پر تین دوسرے آدمی
پہرہ دینے لگے۔ گولڈ مین ان کی احتیاط پر دل ہی دل میں عیش
اٹھا۔ بہر حال وہ مناسب وقت کا انتظار کرنے لگا۔ پھر تیسری پار
کے پہرے کی باری آئی۔ گولڈ مین نے اب مزید انتظار کرنا مناسب
نہ سمجھا۔ کیونکہ اب صبح قریب تھی سہتا چہ وہ آہستہ سے درخت سے
نیچے اترا اور پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا پچھلی جیب کی طرف
اس کے پیروں کے نیچے موجود گھاس نے قدموں سے پیدا ہونے والی
آوازیں کو دبائے رکھا۔ اس نے بڑی احتیاط سے پچھلی جیب کا دروازہ

کھولا اور پھر ایک نگاہ اندر ڈالی۔ جیب میں مختلف سامان پڑا ہوا تھا۔
اس نے جیب کی ایک سیٹ آہستہ سے اٹھائی اور پھر جیب سے
تیس بیج جس کے پینڈے میں میگنٹ لگا ہوا تھا سیٹ کے نیچے
سیٹ۔ سیٹ برابر کر کے اس نے جیب کا دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ
جیب والی جیب کی طرف بڑھا۔ یہ جیب کیمپوں سے زیادہ نزدیک تھی
لئے اسے زیادہ احتیاط کرنی پڑی۔ یہاں بھی اس نے وہی عمل کیا
پھر وہ باہر کودا اور اس نے جیب کا دروازہ بند کیا۔ اسی لمحے اس
جیب کے احساس کانوں میں دہے پاؤں کسی کے جیب کی طرف بڑھنے کی
آئی اور وہ تیزی سے ایک قریبی درخت کی اوٹ میں ہو گیا اور پھر
اس نے ایک آدمی کا سر جیب کے اگلے سرے سے نکلتا دیکھا۔ گولڈ
مین نے سوچا کہ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو راز فاش ہو
جاتا اور اس کا تمام پروگرام درہم برہم ہو جاتا۔ اس آدمی نے جیب کے
دروازہ دیکھا پھر جیب کا دروازہ کھول کر اندر نظر ڈالی۔ پھر وہ پچھلی
جیب کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے جاتے دیکھ کر گولڈ مین کی آنکھیں
سکڑنے لگیں۔

”سے تعویذ لیتے پھر دو گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”آپ کو اتارنے کے لئے تو صرف ایک پیر کافی ہے“..... صفدر
 جمیعت بھی آج حاضر تھی۔ اس لئے وہ بھی ترکی بہ ترکی جواب دے
 رہا۔

”وہ کون سا“..... عمران نے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔
 ”پیر ایکسٹو شاہ۔ نقاب والا“..... صفدر نے قہقہہ مارتے ہوئے
 اور پھر پوری جیب قہقہوں سے گونج اٹھی۔

”صفدر تمہارا قصور نہیں۔ تم سمجھ رہے ہو کہ ایکسٹو یہاں جنگل
 میں کہاں ہماری باتیں سن رہا ہو گا۔ اس لئے جو مرضی کہہ دو۔ مگر یہ
 رکھنا وہ واقعی پیر ایکسٹو شاہ ہے۔ اسے الہام بھی ہو جاتا ہے۔“
 ”مجھ نے اسے بناوٹی غصے سے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

”تو میں نے کون سی بری بات کہہ دی ہے۔ یہ تو آپ ہی ہیں جو
 سے چوہا تک کہتے رہتے ہیں“..... صفدر نے قدرے جھینپتے ہوئے
 جواب دیا۔

”ارے ارے کیوں مجھے مروانے کا ارادہ ہے۔ اگر واقعی ایکسٹو کو
 سمجھ ہو رہا ہے تو سمجھو میری خیر نہیں“..... عمران نے چہرے پر
 خوف کی علامات پیدا کرتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ نے وہ واقعہ نہیں بتلایا مسٹر صفدر“..... نشاندار جو خاموشی
 سے سب باتیں سن رہا تھا پہلی بار بولا اور صفدر چونک پڑا۔ عمران کی
 اس میں وہ اصل واقعہ بتلانا ہی بھول گیا تھا۔

صبح کو ساری ٹیم نے ناشتبہ کیا۔ پھر انہوں نے کیمپ اٹھائے اور
 سامان جیبوں میں لاد کر اپنا سفر دوبارہ شروع کیا۔ جیسے آہستہ آہستہ
 آگے بڑھ رہی تھیں۔

”عمران صاحب رات ایک عجیب واقعہ ہوا“..... صفدر صبح سے
 اس شش و پنج میں تھا کہ عمران کو رات کے اپنے وہم کے بارے میں
 بتلائے یا نہیں۔ آخر اس سے نہ رہا گیا۔ چنانچہ اس نے عمران کو
 بتلانے کا فیصلہ کر لیا۔

”کیا واقعہ ہوا میاں دختر۔ کہیں کوئی بھوت تو نظر نہیں
 گیا“..... عمران نے حماقت آمیز لہجے میں کہا۔

”آپ کے ہوتے ہوئے بھلا کسی اور بھوت کی کیا گنجائش ہو سکتی
 ہے“..... صفدر نے جواباً چوٹ کی۔

”انہا یہ بات ہے۔ تو دھیان رکھنا اگر میں چٹ گیا تو پیر گاڑے

۔ اور عمران کے ساتھیوں کو نیچے اترتے دیکھ کر وہ بھی نیچے اتر
 ۔ کیا بات ہے عمران صاحب..... کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر
 سے سوال کیا۔

۔ جیوں کا سامان نیچے اتارو۔ ہمیں جیب کی تلاشی لینا ہے۔
 نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور پھر جیب سے سامان نیچے اتارا
 نے لگا۔ سب سے پہلے عمران کی ہدایت پر تمام اسلحہ جیب سے نکالا
 یہ بھر خور و نوش کا سامان اتارا گیا۔ ابھی خور و نوش کا آخری پیکیٹ
 جیب سے نکلا تھا کہ عمران نے اپنی جیب کی سیٹ کے نیچے ایک
 سے سا جھپٹے دیکھا۔

لیٹ جاؤ۔ لیٹ جاؤ خطرہ..... عمران نے چیخ کر کہا اور چونکہ
 سب افراد تربیت یافتہ تھے اس لئے سب نے پوچھنے کی ضرورت ہی
 نہ تھی اور عمران کے حکم پر پلک جھپکتے میں زمین پر لیٹ گئے۔
 سرے لچے ہولناک دھماکے ہوئے اور دونوں جیوں کے پرزے
 میں اڑ گئے۔ جب گرد و غبار چھٹا تو تمام لوگ اٹھے۔ مگر دو آدمی
 بے کی زد میں آکر شدید زخمی ہو چکے تھے۔ باقیوں کو تھوڑی بہت
 ششیں ہی آئی تھیں۔ یہ دونوں ملٹری انٹیلی جنس کے آدمی تھے پھر
 تھوڑی لمحوں بعد کیپٹن عارف نے دم توڑ دیا۔ جیب کے بلبے نے اس
 کے سینے کی ہڈیاں توڑ دی تھیں۔ ابھی اسلحہ بچ گیا تھا۔ وہ کافی دور
 کھا گیا تھا۔ اگر وہ بھی قریب پڑا ہوتا تو جیوں کے ساتھ ساتھ کسی

”چھوڑیں مسٹر نشار۔ واقعہ کیا ہوتا ہے۔ بس صفدر صاحب
 ضرورت سے زیادہ ہی تو ہم پرست واقع ہوئے ہیں..... عمران۔
 ہنستے ہوئے کہا مگر صفدر سے کوئی جواب نہیں بنا۔ وہ چند
 خاموش رہا۔ پھر بولا۔

رات کو جب میں پہرہ دے رہا تھا تو میں نے جیوں کے پاس
 آہٹ کی آواز سنی جیسے کوئی دبے قدموں دوسری طرف چل رہا ہو
 پہلے تو میں نے اسے وہم سمجھا لیکن جب دوسری بار یہ آواز سنی تو
 نے چیک کرنا مناسب سمجھا۔ جب میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا جیب کے
 قریب گیا تو مجھے محسوس ہوا جیسے ہماری والی جیب کا دروازہ کھول
 کوئی باہر کو داہو۔ لیکن جب میں نے جا کر دیکھا تو وہاں کوئی بھی
 تھا۔ پھر میں نے احتیاطاً دونوں جیوں کے دروازے کھول کر اندر
 ڈالی مگر کوئی خاص بات نظر نہیں آئی۔ میں نے اسے اپنا وہم سمجھا
 واپس چلا آیا..... صفدر نے تفصیل سے سارا واقعہ سنا دیا۔ ایک
 لمحے تک جیب میں خاموشی رہی جیسے ہر شخص اس واقعے کے متعلق
 سوچ رہا ہو اور فیصلہ نہ کر سکتا ہو۔ کہ آیا یہ صفدر کا وہم تھا یا کوئی
 چکر ہے۔ اچانک عمران نے جیب کو بریک لگا دیا۔

”نیچے اتر آؤ۔ ہمیں احتیاطاً جیوں کو اچھی طرح چیک کر لینا
 چاہئے۔ دشمن ہماری ٹاک میں ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی چکر چلا دیا گیا
 اور ہم بے خبری میں مارے جائیں..... عمران کے ساتھ سب جیب
 سے نیچے اتر آئے۔ عمران کی جیب کے رکتے ہی پچھلی جیب بھی رک

آدمی کا ایک ٹکڑا بھی دستیاب نہ ہوتا۔ عمران اور دیگر لوگوں کو بھڑکی سی خراشیں آئی تھیں مگر وہ ایسی خطرناک نہیں تھیں جن خطرناک کہا جاسکے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے سب سے بچے زخمی سارجنٹ کو طبی امداد دینے کی کوشش کی مگر کیپٹن عارف نے تھوڑی دیر بعد وہ بھی چل بسا۔ اسے دماغی چوٹ آئی تھی۔ اپنے ساتھیوں کی اس ناگہانی موت نے ہر آنکھ کو آنسو بہانے پر مجبور دیا۔ عمران بھی گم سم تھا۔ چند لمحوں بعد عمران سنبھلا اور پھر اس نے کہا۔

”مجھے افسوس ہے کہ ہمارے دو ساتھی ہمارا ساتھ ہمیشہ کے نہ چھوڑ گئے۔ مگر ہمیں اب وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ دشمن ہمارا ٹاک میں ہے۔ وہ کسی بھی لمحے دوسرا حملہ کر سکتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ہمیں اپنے دو ساتھیوں کو دفن کرنا چاہئے۔“..... عمران کے لہجے میں افسردگی تھی۔ لیکن چونکہ اس کی بات صحیح بھی تھی اس لئے سب تیار ہو گئے اور پھر وہیں قریب ہی ایک درخت کے نیچے بڑے مشکلوں سے دو قبریں تیار کی گئیں۔ پھر آنسو بہاتے ہوئے سب نے مل کر اپنے دو ساتھیوں کو قبروں میں اتارا۔ پھر فاتحہ پڑھنے کے بعد قبریں بنا دی گئیں۔ ایک بار پھر سب نے دعا مانگی اور پھر پلٹ پڑے۔

”سامان سمیٹو اور بانٹ کر اٹھاؤ اور آگے بڑھو“..... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ہر شخص سامان اٹھائے پیدل آگے بڑھنے لگا۔

گولڈ مین اور اس کے ساتھی بڑی احتیاط سے واپس ہو گئے تھوڑی دیر بعد وہ لوگ اپنی جیب پر پہنچ چکے تھے۔

”کام ہو گیا باس“..... ایک آدمی جو جیب کے پاس کھڑا تھا نے پوچھا۔

”ہاں“..... گولڈ مین نے جواب دیا۔

”اب کیا پروگرام ہے“..... اسی نے سوال دوہرایا۔

”انہیں جیسوں پر سوار ہو کر چلنے دو۔ ابھی تو وہ ناشتہ وغیرہ کریں گے“..... گولڈ مین نے جواب دیا اور پھر اس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ درخت کی چوٹی پر چڑھ کر دور بین سے عمران وغیرہ کی نقل و حرکت کی نگرانی کرے۔ چنانچہ حکم ملتے ہی وہ دور بین سنبھال کر تیزی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ کافی دیر بعد اس نے وہیں سے ہانک لگائی۔

”میرا خیال ہے جیب پر چلیں“..... جیب پر موجود ایک آدمی نے تجویز پیش کی۔

”نہیں ہمیں پیدل چلنا چاہئے کیونکہ ایک تو جیب کا درمیان سے گزر کر وہاں پہنچنے کا راستہ نہیں ہے دوسرا ہمیں وہاں کی صحیح پوزیشن کا بھی اندازہ نہیں۔ اس لئے پیدل ہونے کی وجہ سے ہم ہر صورت میں احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں“..... گولڈ مین نے جواب دیا۔ پھر سب نے گولڈ مین کی تائید میں سر ہلا دیئے۔

”اسلحہ ساتھ لے لو“..... گولڈ مین نے کہا اور خود بھی جیب سے ایک مشین گن اٹھالی۔ پھر وہ تینوں مسلح ہو کر تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس طرف چل پڑے جہاں جیسپس تباہ ہوئی تھیں۔ جیسپس چونکہ کافی دور جا چکی تھیں اس لئے انہیں پیدل چلتے چلتے کافی وقت ہو گیا۔ پھر انہیں تباہ شدہ جیسپس نظر آ گئیں۔ وہ احتیاطاً درختوں کے پیچھے چھپ کر دیکھتے رہے۔ لیکن جب انہوں نے وہاں کسی قسم کی نقل و حرکت نہ دیکھی تو پھر وہ احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے جیسپس کے قریب پہنچ گئے۔ گولڈ مین نے ادھر ادھر گھوم کر اچھی طرح جیسپس کے لمبے کوچک کیا۔ مگر پھر یہ دیکھ کر اس کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں کہ وہاں کوئی لاش موجود نہ تھی اور نہ ہی کوئی انسانی عضو۔

”ادھر۔ وہ لوگ بچ گئے ہیں۔ صرف جیسپس تباہ ہوئی ہیں۔“ گولڈ مین کے لہجے میں ناکامی کی جھلک تھی۔

”سرا در دو قبریں بنی ہوئی ہیں“..... ایک آدمی نے گولڈ مین کی

”باس وہ لوگ چل پڑے ہیں“..... اس نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں دیکھتے رہو۔ جب وہ کافی دور نکل جائیں تو مجھے بتلانا“..... گولڈ مین نے ہم چار جنگ مشین کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”تھوڑی دیر اور گزر گئی“..... پھر اس آدمی نے کہا۔

”باس اب وہ کافی دور جا چکے ہیں۔ درختوں کی آڑ سے اب وہ کبھی کبھی نظر آتے ہیں“..... اسی آدمی نے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے“..... گولڈ مین نے جواب دیا اور پھر اس کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے پوری قوت سے ہینڈل دبا دیا۔ ایک لمبے بعد دور سے دو دھماکوں کی آوازیں آئیں۔

”وہ مارا۔ دیری گڈ باس“..... دور بین والے نے خوشی سے چلاتے ہوئے کہا۔

”باس درختوں کے پیچھے سے شعلے نکلتے مجھے صاف نظر آ رہے ہیں“۔ درخت پر موجود آدمی نے گولڈ مین کو رپورٹ دی۔

”تو کیا جلتی ہوئی جیسپس تمہیں نظر نہیں آ رہیں“..... گولڈ مین نے ادنیٰ آواز میں پوچھا۔

”نوسر۔ آپ نے جب ہم بلاسٹ کئے ہیں۔ اس وقت جیسپس درختوں کے پیچھے تھیں“..... اس آدمی نے جواب دیا۔

”اچھا نیچے اتر آؤ۔ ہم خود وہاں چل کر ان کے مدفن کا نظارہ کرتے ہیں“..... گولڈ مین نے کہا اور پھر وہ آدمی درخت سے نیچے اتر آیا۔

عمران اور اس کی ٹیم آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ عمران بے حد
چوکنہ محسوس ہو رہا تھا۔ وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتا۔ پھر دور تک کسی
کو نہ پا کر وہ آگے چل پڑتا۔
”جنہوں نے جیسپیں تباہ کی ہیں وہ ضرور ہمیں وہاں نہ پا کر ہمارا
تعاقب کریں گے“..... نشانہ انے عمران سے کہا۔
”ہاں ہونا تو ایسا ہی چاہئے“..... عمران نے جواب دیا۔
”پھر ٹھیک ہے آپ لوگ آگے بڑھیں۔ میں دور بین لے کر کسی
درخت پر چڑھ جاتا ہوں۔ اگر دور تک وہ مجھے نظر نہ آئے تو پھر میں
آپ سے آملوں گا“..... نشانہ نے تجویز پیش کی۔
”ٹھیک ہے اگر وہ لوگ نظر آجائیں تو ٹرانسمیٹر وائچ پر اطلاع کر
دینا“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے جوزف کو اشارہ کیا اور
جوزف نے نشانہ کے حصے کا سامان بھی اپنے اوپر لاد لیا۔ پھر تمام پارٹی

توجہ ایک درخت کے نیچے بنی ہوئی قبروں کی طرف مبذول کرائی۔
پھر گولڈ مین چند لمحوں تک ان دو قبروں کو دیکھتا رہا۔
”اس کا مطلب ہے صرف دو آدمی ختم ہوئے ہیں“..... گولڈ مین
نے کہا۔

”جی ہاں دو قبروں سے تو یہی محسوس ہوتا ہے“..... ایک آدمی
نے جواب دیا۔

”مگر وہ کون سے آدمی ہیں۔ کیا عمران بھی ان دو میں شامل
ہے“..... گولڈ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں وہ آگے چلے گئے ہیں“..... ایک آدمی نے
اشارہ کیا۔

”ہاں آثار سے تو یہی معلوم ہوتا ہے“..... گولڈ مین نے جواب
دیا۔

”تو کیا ان کا تعاقب کیا جائے“..... ساتھی نے پوچھا۔
”ہاں چلو میں اس بات کی تسلی کرنا چاہتا ہوں کہ وہ احمق
نوجوان جو اس ٹیم کا سرغنہ ہے زندہ ہے یا مر گیا“..... گولڈ مین نے
کہا اور پھر وہ آگے چل دیئے۔

”نجانے وہ کتنی دور ٹکل گئے ہوں گے۔ ایک آدمی نے کہا۔
”نہیں ان کے پاس کافی سامان ہو گا۔ اس لئے آہستہ آہستہ چل
رہے ہوں گے۔ ہم جلد ہی انہیں پکڑ لیں گے“..... گولڈ مین نے
جواب دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھنے لگے۔

آگے بڑھ گئی اور نشانرا دور بین گلے سے لٹکائے ایک اونچے۔
ورخت پر چڑھنے لگا۔ وہ تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ کافی اونچائی
پہنچنے کے بعد جب اس نے دیکھا کہ اب وہاں سے وہ دور دور تک
منظر دیکھ سکتا ہے۔ تو اس نے بیٹھنے کے لئے ایک مضبوط سی شارٹ
انتخاب کیا اور پھر اس پر جم کر بیٹھنے کے بعد اس نے دور بین آنکھوں
سے لگائی۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ دور جیوں کے طے کے
قریب اسے تین آدمی گھومتے نظر آئے۔ اس نے دور بین کا فوکس
ٹھیک کرنا شروع کر دیا۔ دور بین میں لگی ہوئی فوکس سیٹنگ
گراری گھومتی رہی اور وہ جیسیں اور ان کے گرد گھومنے والے آدمی
واضح ہوتے چلے گئے۔ اب وہ ان لوگوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا۔
جیسے وہ اس سے صرف سو فٹ کی دوری پر ہوں۔ وہ بغور ان کی
شکلیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے گولڈمین کو پہچان لیا۔

”ہوں۔ تو یہ اس کی حرکت تھی“..... نشانرا نے سوچا۔ پھر جب
ہی اس نے ان کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ ہاتھوں میں مشین گنیں
اٹھائے تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔

”تو یہ تعاقب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں“..... نشانرا نے دل میں
سوچا اور پھر وہ انہیں دیکھتا رہا۔ وہ لوگ آگے بڑھتے رہے جب وہ کافی
قریب آگئے تو نشانرا نے دستی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا۔ گھڑی کا ایک
نقطہ سرخ ہو گیا۔ وہ گھڑی کو کان سے لگائے رہا۔ جلد ہی رابطہ مل
گیا۔

”بیلو عمران سیٹنگ“..... دوسری طرف سے عمران کی آواز
آئی۔

”بلیک زیرو دس اینڈ“..... نشانرا جو در حقیقت بلیک زیرو ہی
نے کہا وہ میک اپ میں اجنبی مسافر کی طرح عمران کی پارٹی کے
ساتھ تھا۔ ٹانگہ لٹکایا کھینچ کر اس نے اپنا میک اپ تبدیل کر لیا تھا اور
ایک مقامی افریقی کی حیثیت سے عمران کی ٹیم کے ساتھ سفر کر
رہا تھا۔

”یہ نشانرا کیا رپورٹ ہے“..... عمران کے لہجے میں قدرے
تعمی اور بلیک زیرو کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اس نے
موت میں بلیک زیرو کا نام لے دیا تھا۔ حالانکہ عمران کی سخت
تعمی تھی کہ وہ ہر جگہ نشانرا کا نام استعمال کرے۔

”سر گولڈمین اور اس کے ساتھی جیوں کے قریب موجود تھے اب
مشین گنیں ہاتھوں میں لئے تیزی سے ہمارے تعاقب میں آ رہے
ہیں“..... بلیک زیرو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
”کتنی تعداد ہے ان کی“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ چار افراد ہیں اور پیدل ہی آگے بڑھ رہے ہیں ویسے ان کی
تعداد بے حد تیز ہے۔ اس لئے وہ جلد ہمیں آ لیں گے“..... بلیک
زیرو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم تیار ہیں ان کے استقبال کے لئے“..... عمران
نے جواب دیا۔

۔ سرے لمحے بلیک زیرو کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اس نے پھرتی سے سانپ کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور ایک زوردار جھٹکا۔ تنکا کافی شدید تھا۔ سانپ کی دم اوپر والی شاخ سے کھل گئی۔ زور جا کر اگر بلیک زیرو بھی اس جھٹکے سے نہ سنبھل سکا۔ اس نے تھوڑے پاؤں مارنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ وہ کافی کمزور سے نیچے گر رہا تھا۔ جہاں اس کے دشمن مشین گن سنبھالے ہوئے تھے۔ لیکن اسے اچھی طرح علم تھا کہ دشمن کو اس کی ہڈیوں سے ریزے ہی ملیں گے۔ اتنی بلندی سے گر کر زندہ بچ جانا تقریباً ممکن تھا۔

”او کے۔ اور اینڈ آل.....“ بلیک زیرو نے کہا اور پھر دنڈ۔ دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اب گولڈ مین اور اس کے ساتھی بہت قریب چکے تھے۔ پھر وہ دور بین کے بغیر بھی نظر آنے لگ گئے ایک لمحے لئے بلیک زیرو نے سوچا کہ ان چاروں سے یہاں پیٹ لے لیکن کے پاس صرف ریو الور تھا اور جنگل میں ریو الور سے صرف ایک کوہی گرا سکتا تھا اس لئے اس نے یہ خیال ذہن سے نکال دیا۔ اب اطمینان سے ٹانگیں لٹکائے اس درخت پر بیٹھا انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ لوگ اس درخت کے نیچے سے گزرنے لگے۔ اچانک بلیک زیرو ایک زوردار پھنکار سنائی دی۔ آواز اس کے کان کے بالکل قریب سے آئی تھی۔ بلیک زیرو اس اچانک افتاد سے گھبرا گیا۔ وہ اضطراب سے پرہے ہٹ گیا اور پھر یہ دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ کہ ایک انتہائی خطرناک اور زہریلا سانپ تھا۔ بلیک زیرو کے اچانک ہٹنے سے پتوں کی کھوکھڑا ہٹ اور شاخ کے کڑکڑانے سے نیچے گزرنے والے افراد چونک کر رک گئے اور اوپر دیکھنے لگے۔

”کوئی بندر وغیرہ ہو گا.....“ گولڈ مین نے کہا۔ اب سانپ بلیک زیرو کی طرف بڑھنے لگا۔ بلیک زیرو دونوں اطراف سے گھبرا گیا تھا۔ ادھر زہریلا سانپ اور مسلح دشمن تھے۔ بلیک زیرو کا ذہن تیزی سے گھوم رہا تھا۔ اب سانپ بالکل قریب آچکا تھا۔ اس کے منہ سے نکلنے والی پھنکار اب بلیک زیرو کے منہ پر پڑنے لگی تھی۔ اب بلیک زیرو ایک لمحہ بھی دیر کرتا تو سانپ اسے آسانی سے ڈس سکتا۔

سے صاف نظر آ رہے تھے۔ ان کی مشین گنیں دور درخت کی
انہی ہوئی تھیں۔

خاموشی سے نیچے اتر آؤ ورنہ بھون کر رکھ دیں گے..... گولڈ
پتہ پہنچ کر کہہ رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ بلیک زیرو کو درخت پر
بٹایا گیا ہے۔ اسی لمحے بلیک زیرو نیچے اتر آیا۔ بلیک زیرو جب نیچے
آتا تو اچانک اس کا ہاتھ ایک شاخ پر پڑ گیا۔ وہ اس شاخ سے
لٹکیا۔ اس طرح وہ نیچے گرنے سے توج بچ گیا۔ مگر دشمن اس کی
پوزیشن سے ہوشیار ہو چکے تھے۔ اس کا ریوالور بھی نیچے گر چکا تھا۔
بے محوراً بلیک زیرو کو نیچے اترنا پڑا۔

ہاتھ اونچے کر لو..... گولڈ مین نے گن کی نالی اس کے سینے پر
دھری۔ بلیک زیرو نے خاموشی سے ہاتھ اٹھلے۔

جہاز کے ساتھی کہاں ہیں..... گولڈ مین نے سوال کیا۔

وہ تو چلے گئے..... بلیک زیرو نے مقامی زبان میں جواب دیا۔
تم ہمیں چیک کرنے کے لئے یہاں رہے تھے..... گولڈ مین
بڑبڑا۔

نہیں میں لیٹرین کی ضرورت محسوس کر رہا تھا۔ اس لئے درخت
پر چڑھا گیا..... بلیک زیرو نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

اسے درخت سے باندھ کر اس پر گولیوں کی بارش کر دو۔
گولڈ مین نے غصے سے چیخے ہوئے کہا۔

مگر درخت سے باندھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں گولی مار دیتے

آپ لوگ تیار ہو جائیں۔ مختلف جھاڑیوں میں چھپ جائیں
پھر جیسے ہی دشمن نظر آئیں فائر کھول دیں۔ مگر یاد رکھنا میں گولڈ
کو زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ وہ ایک بہترین گائیڈ ثابت
گا..... عمران نے احکام دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب لوگ
جھاڑیوں میں چھپ گئے۔ کافی دیر گزر گئی لیکن آدمی تو کجا چڑیا کا
بھی نظر نہ آیا۔ عمران سوچ میں گم ہو گیا۔ آخر اس نے تنگ
ٹرائسمیٹر وائچ کا بٹن دبایا اور رابطہ قائم کرنے لگا۔ لیکن جب کافی
تک رابطہ قائم نہ ہوا تو اسے تشویش ہوئی۔ کہ بلیک زیرو کہیں کس
مشکل میں نہ پھنس گیا ہو۔ اب وہ چکرا گیا کہ کیا کیا جائے۔ آخر
نے مشین گن سنبھالی اور پھر اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا
دے کر وہ ادھر بڑھنے لگا۔ جدھر بلیک زیرو تھا۔ وہ بڑے احتیاط
آگے بڑھ رہا تھا۔ کافی دیر تک چلنے کے بعد اچانک وہ رک گیا۔ اب

”لیڈر وہی احمق عمران ہی ہے“..... گولڈ مین نے پوچھا۔

”ہاں“..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”نھیک ہے۔ اب تم موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پہلے ہی ہمارا وقت ضائع ہو گیا ہے۔ ہمیں اس ٹیم کو بھی ختم کرنا ہے۔“..... گولڈ مین نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔ اس کے آدمی سب زیرو پر گولی چلانے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر اسی لمحے قریب کے ایک درخت کی اوٹ سے آگ برس پڑی۔ گولڈ مین کے تینوں آدمی اس پر پڑے چوپ رہے تھے۔ گولڈ مین نے اچھل کر بلیک زیرو کو گھیر کر لیا۔ مگر دوسرے لمحے بلیک زیرو کے اوپر سے ہوتا ہوا وہ زمین پر گرا۔ بلیک زیرو نے ایک لمحے میں اسے اچھال دیا تھا۔ جیسے کسی نے کھلونے کو کوئی اٹھا کر زمین پر پھینک دیتا ہے۔ عمران مشین کے لئے درخت کی اوٹ سے باہر نکل آیا۔

”خبردار۔ اگر حرکت کی تو جسم میں شہد کی مکھیوں کا چھتہ بنا جائے گا“..... عمران نے کہا اور گولڈ مین جو اچھل کر کھڑا ہوا تھا۔ اسے حس و حرکت کھڑا ہو گیا۔ اس کے تین ساتھی دم توڑ چکے تھے۔ بے شمار گولیاں ان کے جسموں کو چھید چکی تھیں۔

”اس کی تلاش لو نشانرا“..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

”بزنس مین کی گن پہلے ہی گر چکی تھی۔ پھر بلیک زیرو نے اس کی تلاش کی اور اس کی جیب سے ریو الور اور دیگر چیزیں نکال لیں۔

”اس کے ہاتھ پیچھے کر کے باندھ دو“..... عمران نے دوسرا حکم

”ہیں“..... ایک آدمی نے گولڈ مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ میں اسے اتنا موقع دینا چاہتا ہوں کہ ایک بار پھر سوچ لے“..... گولڈ مین نے جواب دیا۔

”کیا سوچ لوں“..... بلیک زیرو کے ذہن میں اس کی بات

آئی۔

”جو میں پوچھوں اس کا صحیح صحیح جواب دو۔ تم مقامی آدمی ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اگر تم صحیح بات بتلا دو گے تو تمہیں معاف بھی کر سکتے ہیں“..... اس دفعہ گولڈ مین کا لہجہ بے نرم تھا۔

”تم کیا پوچھنا چاہتے ہو“..... بلیک زیرو نے کچھ سوچ کر سنجیدگی سے جواب دیا۔

”جیسوں کی تباہی میں کتنے آدمی ہلاک ہوئے ہیں“..... گولڈ مین نے پہلا سوال کیا۔

”دو“..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”کیا بموں کے متعلق پہلے سے علم ہو گیا تھا“..... گولڈ مین

سوال کیا۔

”ہاں“..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”کس طرح“..... گولڈ مین کے لہجے میں ہلکا سا تعجب تھا۔

”بس۔ ویسے ہی لیڈر کو جیسوں کی تلاش کا خیال آ گیا تھا۔“..... بلیک

زیرو نے اصل بات کو چھپاتے ہوئے کہا۔

سے کوئی روکتا اس نے ٹریگر دبا دیا۔ جوزف کی قسمت اچھی تھی۔ وہ ایک لمحے میں صورت حال سمجھ گیا اور اس نے چھلانگ لگانے کی زبردستی کی۔ درنہ آج اس کی خیر نہ تھی۔ عمران نے پھرتی سے جھپٹ لیا اور دوسرے لمحے وہ تنویر کو نیچے گرا چکا تھا۔ اس کا مقصد تنویر کے ہاتھ سے مشین گن علیحدہ کرنا تھا۔ مگر غصے سے بھرا ہوا تنویر اس سے پٹ گیا۔ پھر عمران نے اس کا دماغ ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کر ہی نہیں کیا۔ اور پھر دوسرے لمحے تنویر کو اٹھا کر اس نے زمین پر دے مارا۔ تنویر کی زبانیں کڑکڑا اٹھیں۔

عمران صاحب "..... صفدر انہیں چھڑانے کے لئے آگے بڑھا۔ ہٹ جاؤ۔ آج میں اسے بتاتا ہوں کہ عمران کیا چیز ہے۔" عمران دھاڑا۔ اس کا لہجہ اتنا خوفناک تھا کہ باقی لوگوں کے جسموں پر بے اختیار جھرجھری آگئی۔ تنویر کو بھی ہوش آگیا۔ اس نے فطرت سست کر دی۔ شاید یہ عمران کے لہجے کا ہی اثر تھا۔ انہو تنویر آج میں تمہیں جنگل کے قانون کا مطلب بتلاتا ہوں۔ عمران کے لہجے میں بھیر دینے جیسی غراہٹ تھی۔ چھوڑیئے عمران صاحب آپس میں لڑ کر وقت ضائع کرنے کا میں فائدہ نہیں "..... بلیک زیرو ہمت کر کے پیچ میں آگیا اور عمران کو ڈیک دم بدل گیا۔ پھر اس کے چہرے پر غصے کی بجائے حماقتوں کی بیز تہہ چڑھ گئی۔ عمران کو واقعی اپنے موڈ پر بے پناہ کنٹرول تھا۔ ساری پارٹی کے چہرے پر اطمینان کے آثار نظر آئے۔

دیا اور بلیک زیرو نے اپنی مائی کھول کر گولڈ مین کے ہاتھ مضبوط سے باندھ دیئے۔

"اب چلو آگے مسٹر سونا آدمی "..... عمران دوبارہ حماقتوں پر آیا۔ گولڈ مین تب سے اب تک خاموش تھا۔ وہ اب بھی خاموشی سے آگے چل دیا۔ کافی دور تک چلنے کے بعد عمران اس جگہ پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔

"اپنے اپنے بلوں سے باہر نکل آؤ دوستو "..... عمران نے دہریہ پہنچ کر ہانک لگائی اور پھر یکے بعد دیگرے اس کے سب ساتھی باہر نکل آئے۔

"کیا خیال ہے اس پر تمام بوجھ نہ لا دیا جائے "..... تنویر نے تجویز پیش کی۔

"کیوں کیا اسے گدھا سمجھ رکھا ہے اپنی طرح "..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گدھے تم ہو خردار۔ اگر بکواس کی تو ہمیں گولی مار دوں گا۔ یہاں ایکسٹو کا راج نہیں۔ یہاں جنگل کا قانون چلتا ہے "..... تنویر آپے سے باہر ہو گیا۔

"اے مسٹر ہوش میں رہ کر بات کرو۔ اگر باس کے خلاف اب زبان ہلائی تو گردن توڑ دوں گا "..... جوزف کو تنویر کی بات پر غصہ آیا اور پھر تنویر کا پارہ انتہائی ڈگری تک پہنچ گیا۔ اس نے سامنے پھینک دیا اور پھر مشین گن جوزف کی طرف تان دی۔ اس سے بھی

یہ لہجے میں جواب دیا۔
 "نوسٹ ڈانس تو کر سکتے ہو"..... عمران نے جواب دیا۔
 "پھر عمران نے گولڈمین کے ہاتھ کھول دیئے۔ گولڈمین نے یوں
 "میں مسلیں جیسے وہاں درد محسوس کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر
 یہ عجیب سی طمانیت کے آثار چھلگئے۔ جیسے وہ بے حد مطمئن ہو گیا
 اور عمران سوچنے لگا کہ شاید ہاتھ کھلنے کی وجہ سے وہ اطمینان
 محسوس کر رہا ہے مگر اصل چکر سے وہ بھی لاعلم رہا۔

"اٹھو یار کپڑے، جھاڑ لو سہاں تو ڈرائی کلینگ کی دکان بھی نہیں
 ہے۔ ورنہ ڈرائی کلیں ضرور کرا دیتا"..... عمران نے حماقت آمیز۔
 میں کہا اور تنویر پھینکی ہنسی ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔
 "سونا آدمی تم تو بڑے سبز قدم واقع ہوئے ہو"..... عمران۔
 گولڈمین سے مخاطب ہوا۔ گولڈمین مسکرا دیا۔ جوزف خاموش
 مگر وہ بڑی کنینہ تو زلفوں سے تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا۔
 "تنویر جوزف سے معافی مانگو ورنہ یہ تمہیں بخشے گا نہیں"۔ عمران
 نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر جوزف"..... تنویر نہ جانے کیوں بے
 نرم پڑ چکا تھا۔

"کوئی بات نہیں مسٹر تنویر۔ بہر حال مجھے افسوس رہے گا
 باس اگر درمیان میں نہ آجاتے تو"..... جوزف نے جواب دیا۔
 "چلو بھئی آگے بڑھو۔ کیا ہمیں عمر گزارنے کا ارادہ ہے؟۔ عمر
 شاید اب اس ٹاپک سے اکتا چکا تھا۔ پھر تمام قافلہ آگے بڑھنے لگا
 عمران گولڈمین کے قریب چل رہا تھا۔

"مسٹر گولڈمین اگر تم کوئی حرکت نہ کرنے کا وعدہ کرو تو یہ
 تمہارے ہاتھ کھول دوں"..... عمران نے بڑے پراسرار انداز میں۔
 گولڈمین کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ جیسے اسے بے
 راز کی بات بتلا رہا ہو۔ گولڈمین مسکرا دیا۔

"مسٹر عمران میں بھلا کیا حرکت کر سکتا ہوں"..... اس نے۔

ہیلو۔ ہیلو ایٹ ون سکس کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔ سب بلب جلتے ہی
نے کہا۔

ہیلو نمبر ون سپیکنگ۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک
آواز سنائی دی۔

باس میں ٹانگہ نیکا سے ڈیڑھ سو میل دور موجود ہوں۔ مجرم
آئی کی جیپوں میں مسٹر گولڈمین نے وائر لیس بم فٹ کر دیے تھے۔
ہمیں تباہ کر دی گئیں۔ مسٹر گولڈمین تین دوسرے ساتھیوں کو
کر لوکیشن پر گئے۔ پھر تقریباً چار گھنٹے بعد ابھی ریڈ پوائنٹ
نے خطرے کا اظہار کیا ہے۔ میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں۔
..... نمبر ایٹ ون سکس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں تفصیل
دینا کی۔

اوہ اس کا مطلب ہے کہ گولڈمین خطرے میں پھنس چکا ہے۔
اس کے لہجے میں پریشانی تھی۔

جی ہاں۔ ریڈ پوائنٹ کے جلتے سے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ
بڑے خطرے میں ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ نمبر ایٹ ون سکس نے جواب
دیا۔

او کے۔ ٹھیک ہے تم وہیں ٹھہرو ہم ابھی امداد بھیجتے ہیں۔
اور۔۔۔۔۔ باس نے جواب دیا۔

او کے سر۔ اور۔۔۔۔۔ نمبر ایٹ ون سکس نے جواب دیا۔

جیپ میں بیٹھا ہوا آدمی کافی دیر سے گولڈمین اور اس کے
ساتھیوں کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ مگر کافی دیر ہو گئی اور وہ لوگ
واپس نہ آئے تقریباً دو گھنٹے بعد وہ بے چین ہو گیا۔ اب اس کی جیپ
میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ نہ وہ جیپ چھوڑ سکتا تھا اور نہ اس
کے پیچھے جا سکتا تھا۔ جیپ میں ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ مگر یہ ایک طرف
تھا۔ یعنی گولڈمین کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی میں فٹ ٹرانسمیٹر
سے یہاں رابطہ قائم کیا جا سکتا تھا مگر ادھر سے کال نہیں کی جا سکتی
تھی۔ کافی دیر بعد اچانک ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ اس کا سرخ بلب جلنے لگا
اور تیز سی سیٹی گونجنے لگی اور سب کچھ ایک لمحے کے لئے ہوا اور پھر
ٹرانسمیٹر بند ہو گیا۔ وہ آدمی چونکا ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ گولڈ
مین خطرے میں پھنس چکا ہے۔ دوسرے لمحے اس آدمی نے جیپ کی
سیٹ کے نیچے سے ایک وسیع المیٹہ ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا بٹن آن

کے گلے میں طاقتور قسم کی دور بین لٹکی ہوئی تھی۔ وہ ایک تیلے بندر کی طرح درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ درخت کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ اس نے دور بین آنکھوں سے لگائی پھر ادھر بچنے لگا جدھر ان لوگوں کی موجودگی کا شبہ ہو سکتا تھا۔ کافی دیر تک بچتا رہا۔ پھر اس نے دور بین آنکھوں سے ہٹائی اور نیچے اتر آیا۔

”وہ لوگ کہیں دکھائی نہیں دے رہے۔ البتہ دو جیسپیں چلی ہوئی ہیں۔ مگر ان کے قریب کوئی آدمی نہیں ہے۔“ اس نے پارج کو رپورٹ دی۔

”اس کا مطلب ہے وہ لوگ اور آگے بڑھ چکے ہیں۔“ انپارج نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”مگر جس راستے پر وہ بڑھ رہے ہیں وہ تو ناشی قبیلے کے راستے میں رہتا ہے اور ناشی قبیلے کے متعلق آپ جانتے ہی ہیں۔“ اسی آدمی نے جواب دیا۔

”میرے خیال میں گولڈ مین اور اس کے ساتھی ان کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے ہیں۔ ہمیں ناشی قبیلے کی سرحد سے پہلے ہی ان کو چھڑانا پڑے گا۔ ورنہ ناشی قبیلے والے کسی کو بھی رہا کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔“ انپارج نے کہا اور پھر وہاں چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر انپارج نے ہی سکوت توڑا۔

”اور آگے بڑھو۔“ اور ایک دفعہ پھر جیسپیں آگے دوڑنے لگیں۔ تقریباً دس بارہ کلومیٹر آگے جانے کے بعد انہوں نے جیسپیں روکیں۔

”اور اینڈ آل۔“ باس نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہو گیا۔ نہ ایٹ ون سکس نے ٹرانسمیٹر بند کر کے اسے جیب کی سیٹ کے نیچے رکھا اور پھر ہیڈ کوارٹر سے آنے والی امداد کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد ایک جیب تیزی سے اس کی طرف بڑھتی ہوئی نظر آئی۔ چند ہی لمحوں بعد جیب اس کے قریب آکر رک گئی۔ جیب سے چار آدمی باہر نکلے۔ سوٹوں میں ملبوس ہونے کے باوجود وہ چاروں کسی وحشی افریقی قبیلے سے تعلق رکھنے والے افراد معلوم ہوتے تھے۔ ان کے جسم دبلے پتلے لیکن بے حد ٹھوس محسوس ہو رہے تھے۔ آنکھوں میں وحشیانہ پن قسم کی چمک تھی۔

”وہ لوگ کدھر ہیں۔“ ان میں سے ایک نوجوان نے جوار کا انپارج معلوم ہوتا تھا نے نمبر ایٹ ون سکس سے سوال کیا اور نمبر ایٹ ون سکس نے انہیں اشارے سے وہ جگہ بتا دی۔

”ہمیں آگے سے چکر لگا کر جانا چاہئے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ لوگ اب آگے نکل گئے ہوں۔“ اسی انپارج نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور باقی تینوں نے تائید میں سر ہلا دیئے۔

”ہمارے پیچھے آؤ۔“ انپارج نے نمبر ایٹ ون سکس سے کہا اور پھر وہ دوبارہ اپنی جیب میں سوار ہو گئے۔ پھر ایک دوسرے کے پیچھے اچھی خاصی رفتار سے جیسپیں دوڑنے لگیں۔ کافی دور تک جانے کے بعد انہوں نے جیسپیں روک دیں۔ اس وقت دوپہر ڈھلنے والی تھی۔ پھر ان میں سے ایک اتر کر ایک بڑے درخت کی طرف بڑھا۔

”میرے خیال میں دن ایون یہاں سے صبح مار کرے گی۔“
انچارج نے کہا۔

”جی ہاں“..... ایک آدمی نے جواب دیا اور پھر انچارج کے حکم پر لوگ نیچے اتر آئے۔ انہوں نے جیسوں کی سیٹوں کو اتھائی پھرتی سے علیحدہ کر کے باہر نکال لیا۔ پھر چاروں نے مل کر جیب کے اندر چلا ہوا ایک طویل آلہ باہر نکالا۔ یہ عجیب و غریب آلہ تھا۔ دیکھنے میں یہ ماحوس ہوتا تھا۔ جیسے رافیل کی لمبی نال ہو۔ مگر اس کے آخری سرے پر بجائے دستے کے ایک گول جار سا تھا۔ اسے باہر نکال کر انچارج نے اس جار کا ایک بٹن دبایا۔ تو اس جار کا خول اٹھ گیا۔ اس کے اندر مختلف بٹن نظر آ رہے تھے عجیب پیچیدہ سی مشینری فٹ تھی۔ انچارج نے جیب میں موجود ایک ڈیہ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا بم نکالا اور پھر اس نے اسے اس مشینری میں موجود ایک خانے میں ڈال کر ایک بٹن دبایا۔

”اسے فٹ کرو“..... انچارج نے حکم دیا اور پھر چاروں نے مل کر اسے ایک درخت کے تنے کے ساتھ فٹ کر دیا۔ فٹنگ کے لئے اس آلے جس کا نام دن ایون تھا کے ساتھ ضروری انتظامات موجود تھے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد اس آلے کو درخت کے ساتھ مضبوطی سے فٹ کر دیا گیا۔ پھر انچارج نے اس آدمی کو جس کے گلے میں دور بین فٹ تھی۔ اشارہ کیا اور وہ دوبارہ درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ اس مرتبہ اس کے ہاتھ میں ایک ڈکٹافون ٹائپ کا آلہ بھی تھا۔

وہی آدمی ایک دفعہ پھر درخت پر چڑھ کر دور بین آنکھوں سے لگا دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ چونک پڑا۔ اس نے دور بین آنکھوں سے ہٹالی اور پھر تیزی سے نیچے اتر آیا۔

”وہ لوگ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ناشی قبیلے کی سرحد سے ابھی پانچ سو نیزوں کے فاصلے پر ہیں۔ ان کی تعداد کافی ہے اور انہوں نے سامان بھی اٹھا رکھا ہے۔ لیکن ان میں صرف گولڈ مین ہی نظر آ رہے۔ باقی ساتھی ان کے ساتھ نہیں ہیں“..... اس نے رپورٹ دی۔

”اس کا مطلب ہے کہ گولڈ مین کے علاوہ باقی ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں“..... انچارج کے لہجے میں افسوس کے ساتھ ساتھ وحشت بھی تھی۔

”معلوم تو یہی ہوتا ہے“..... اس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”ہمیں ناشی قبیلے میں ان لوگوں کے داخلے سے پہلے پہلے گولڈ مین کو ان کے نیچے سے چھڑانا ہے“..... انچارج نے کہا۔ پھر اس نے سب کو جیسوں میں بیٹھنے کا حکم دیا اور جیسوں جنگل کے اندر موز دیں۔ انچارج خود جیب چلا رہا تھا۔ وہ بے اتہا ماہر تھا۔ کہ گئے درختوں کے درمیان میں سے کافی سے زیادہ تیز رفتاری سے جیب چلاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ کافی دور آنے کے بعد اس نے جیب روک دی۔

سن دبا دیا۔ مشین سے زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز آئی اور پھر وہ
 کی لمبی نالی کے سرے سے ایک سرخ رنگ کا شعلہ سالپکتا نظر
 آتا تھا۔ بال کارخ آسمان کی طرف تھا۔ وہ شعلہ آسمان کی طرف تیزی
 سے اٹھتا چلا گیا۔ کافی دور اونچا جا کر وہ اپنے مخصوص زاویے پر نیچے
 لے لگا۔

بالکل صحیح اینگل پر وہ ایون ہم جا رہا ہے..... دور بین والے
 آواز سنائی دی اور انچارج سمیت سب کے چہرے خوشی اور مسرت
 سے کھل اٹھے۔

اس نے درخت کی چوٹی پر پہنچ کر دور بین آنکھوں سے لگائی اور پھر ڈی
 فون کو منہ کے سامنے رکھا۔ ڈکٹافون کا رسیور وہ ایون کے اوپر
 فٹ کر دیا تھا۔ اب دور بین والے کی آواز وہ لوگ بخوبی سن رہے
 تھے۔

”مجھے وہ لوگ نظر آگئے ہیں۔ وہ ناشی قبیلے کی سرحد سے صرف
 سو فیوٹ کے فاصلے پر ہیں۔ مجھے ناشی قبیلے کی سرحد پر بھی پر سرارج
 نقل و حرکت نظر آرہی ہے۔ شاید ناشی قبیلے والے ان لوگوں کو
 گرفتار کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ وہ صرف انتظار اس بات کا
 کر رہے ہیں کہ کب یہ لوگ ان کی سرحد میں داخل ہوں اور کب
 ان پر ہاتھ ڈالیں۔ درخت پر موجود آدمی رپورٹ دے رہا تھا۔
 گولڈمین کی پوزیشن کیا ہے..... انچارج نے رسیور کا ایک
 بٹن دبا کر پوچھا۔

”گولڈمین درمیان میں ہے..... جواب ملا۔

”ٹھیک ہے۔ اینگل بلساؤ..... انچارج نے پوچھا۔

”سراے سکس تھر ڈیگری اپ سیون سکس دن ڈاؤن تقریباً فائیو
 کلومیٹر۔“

”ڈسٹنس فائر کریں..... اوپر والے نے بتایا۔ وہ دور بین کے
 اینگل پر سے ریڈنگ لیتا ہوا بولا۔

”اوکے..... انچارج نے کہا اور پھر اس نے پھرتی سے مختلف
 بٹن دبا کر اور ڈائل گھما کر مطلوبہ اینگل لئے اور پھر ایک سرخ رنگ

پھر تو باس آپ کو ناشی قبیلے کے متعلق پوری طرح علم نہیں
تے..... جوزف نے جواب دیا۔

کیا ان کے سروں پر سینگ ہیں اور دم کے سرے پر پھول لگے
ہیں..... عمران جھنجھلا کر بولا۔

باس یہ قبیلہ انتہائی خوشخوار اور خوفناک ہے۔ یہ آدم خور تو
نہیں۔ مگر ان میں غیر ملکیوں کو قتل کرنا مقدس سمجھا جاتا ہے۔
جوزف نے جواب دیا۔

نہیں۔ مہذب شہر سے صرف دو ڈھائی سو میل دور بسنے والا قبیلہ
غیر مہذب نہیں ہو سکتا..... عمران بحث پر اتر آیا۔
باس آپ نہیں جانتے یہ انتہائی خطرناک قبیلہ ہے۔ ہمیں اس
رستے سے نہیں آنا چاہئے تھا۔..... جوزف نے جواب دیا۔

لیکن وہاں ناگائیکاس تو مجھے ہی معلوم ہوا تھا کہ یہ محفوظ ترین
رستہ ہے..... عمران کے لہجے میں بھی تشویش کے آثار ابھر آئے۔
ہمیں اس قبیلے سے کترا کر نکل جانا چاہئے..... جوزف نے
تجویز پیش کی۔

مگر اس قبیلے کی سرحد کہاں سے شروع ہوتی ہے..... عمران
نے پوچھا۔

ابھی سرحد کافی دور ہے۔ ہمیں آج رات ان کی سرحد سے ادھر
بی قیام کرنا چاہئے..... جوزف نے جواب دیا۔

تو کیا رات کو وہ لوگ ہم پر نہ ٹوٹ پڑیں گے..... عمران نے

تمام پارٹی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ اچانک جوزف تیز
قدم اٹھاتا ہوا عمران کے قریب آیا۔

باس میری بات سنیں..... اس نے تشویش بھرے لہجے میں
عمران سے کہا اور عمران چونک پڑا۔
کیا بات ہے..... اس نے پوچھا۔

ایک خاص بات ہے باس..... جوزف نے جواب دیا اور پھر
عمران باقی پارٹی سے علیحدہ ہو گیا۔

باس جس رستے پر ہم چل رہے ہیں اس رستے میں ناشی قبیلہ آتا
ہے۔ آپ کو معلوم ہے..... جوزف کے لہجے میں تشویش تھی۔

ناشی قبیلہ۔ ہاں مجھے پتہ تو چلا تھا کہ ہمیں ناشی قبیلے کے قریب
سے ہو کر گزرنے ہے..... عمران نے جواب دیا۔ ویسے وہ اس وقت
بے حد سنجیدہ تھا۔

دور بھاگو۔ ہٹ جاؤ۔..... عمران چیخا اور دوسرے لمحے ساری
 پانی کی طرح چھٹ گئی۔ مگر گولڈمین نے لپک کر عمران کی کمر
 سے گرد ہاتھوں کا گھبرا ڈال دیا۔ عمران اس اچانک افتاد سے ایک
 لمحے کے لئے بوکھلا گیا مگر دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے اپنے
 پ کو اس سے علیحدہ کر لیا۔ اب وہ شعلہ عین عمران کے سر کے اوپر
 تھ۔ عمران نے پھرتی سے ایک طرف جمپ لگا دیا اور اسی لمحے ایک
 دروازہ دھماکہ ہوا۔ وہ شعلہ زمین سے ٹکرا کر پھٹ چکا تھا۔ زرد
 دھواں کے دھوئیں کا بادل سا چاروں طرف چھا گیا۔ پھر پوری ٹیم اس
 زرد رنگ کے دھوئیں کے حلقے میں آ گئی۔ عمران کو یوں محسوس ہوا
 جیسے اس کے حلق میں کوئی چیز پھنس گئی ہو۔ اس کا سانس رک
 گیا۔ دوران خون پھرے کی طرف زیادہ ہو گیا ذہن میں سیٹیاں بجنے
 لگیں۔ پھر لکھت اندھیرا چھا گیا۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ
 دھل میں دھنسا چلا جا رہا ہے۔ ایک دو لمحے احساس رہا پھر ہر قسم
 کے احساس سے وہ عاری ہو گیا۔ ایسی حالت باقی ٹیم کی بھی تھی۔
 تھوڑی دیر بعد دھوئیں کا بادل چھٹا تو وہاں چاروں طرف ٹیم کے افراد
 زمین پر پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ سب بے حس و حرکت پڑے
 تھے۔ عمران اور گولڈمین قریب قریب ہی پڑے تھے البتہ ان کے باقی
 ساتھی کافی فاصلے پر تھے۔ مگر وہ سب بے حس و حرکت تھے اور جنگل
 میں ایک پر سرار سکوت طاری ہو گیا۔ جیسے اس ٹیم کے ساتھ ساتھ
 جنگل کی ہر چیز ساکت ہو گئی ہو۔

پوچھا۔

”نہیں قبائلی روایات کے مطابق وہ اپنی سرحد سے ایک قدم بچے
 اور کسی پر حملہ نہیں کر سکتے۔ ہم ان کی سرحد سے ایک قدم بچے
 بالکل محفوظ ہوں گے۔..... جوزف نے بتایا۔

”اچھا ٹھیک ہے جب ان کی سرحد قریب آئے تو مجھے بتا دیجئے۔
 رات وہیں کیمپ لگائیں گے پھر رات کو ہی سوچیں گے۔..... عمران
 نے جواب دیا اور جوزف نے سر ہلادیا اور عمران دوبارہ گولڈمین کے
 قریب آ گیا۔

”مسٹر گولڈمین آپ ناشی قبیلے کے متعلق کیا جانتے ہیں۔“ عمران
 نے گولڈمین سے سوال کیا۔

”جہاں تک مجھے علم ہے یہ قبیلہ کسی زمانے میں بڑا خونخوار تھا۔
 مگر اب قدرے مہذب ہو چکا ہے۔..... گولڈمین نے جواب دیا۔
 ابھی عمران کوئی جواب دینے ہی لگا تھا۔ کہ اچانک آسمان پر ایک
 زوردار گونج کی آواز سنائی دی۔ سب کی نظریں آسمان کی طرف اٹھ
 گئیں۔ دور آسمان کی طرف ایک شعلہ سا لپکتا نظر آ رہا تھا۔ گولڈمین
 کی نظروں میں یہ شعلہ دیکھ کر ایک مطمئن سی چمک آ گئی تھی۔
 عمران کی نظروں میں تشویش تھی۔ اس نے اس شعلے کو سگنل سمجھا۔
 مگر شعلہ بدستور بلندی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ نیچے کرنے لگا۔
 عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس شعلے کا نیچے کرنے کا اینگل اس
 قسم کا تھا کہ وہ ان کے درمیان آگرتا۔

حر سنائی دی اور ساری پارٹی یوں رک گئی جیسے کسی نے زبردستی
بب لگا کر روک دیا ہو۔

شیر قریب ہی ہے باس..... ایک آدمی نے جواب دیا۔
بھاگتے چلو ہمارے پاس مشین گنیں ہیں۔ اگر شیر نے ہمارا
ستہ روکا تو اس کی قسمت ہی خراب ہوگی..... انچارج نے غصے
سے کہا اور ایک مرتبہ پھر وہ سب لوگ بھاگنے لگے۔ شیر کی دھاڑ
جیب بار پھر سنائی دی۔ مگر اس بار کافی دور تھی۔ سب نے اطمینان کا
سانس لیا۔ انہیں بھاگتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ مگر ابھی تک وہ
اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچے تھے۔ پھر اچانک سب سے آگے
مانے والا آدمی رک گیا۔

رک جاؤ۔ رک جاؤ..... وہ بری طرح چیخا اور ساری پارٹی
رک گئی۔

کیا بات ہے..... انچارج نے غصے سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔
باس ہم غلط راستے پر آگئے ہیں۔ ہم ناشی قبیلے کی سرحد میں داخل
ہونے والے ہیں..... اس آدمی نے تقریباً سو گز دور ایک درخت کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر سب کی نظریں اس درخت پر جم
گئیں۔ یہ ایک خاصا اونچا درخت تھا۔ جس کی ایک مضبوط سی شاخ
سے شیر کی کھال لٹک رہی تھی۔ یہ ناشی قبیلے کی سرحد کا مخصوص
نشان تھا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے..... انچارج پریشان لہجے میں بڑبڑایا۔

”سب لوگ ون ایون کا شکار ہو گئے ہیں باس..... دور سے
والے کی مسرت سے بھرپور ہنسا سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ نیچے اترو۔ ہمیں جلد از جلد ان کے پاس پہنچنا چاہیے
وقت بہت تھوڑا ہے..... انچارج نے کہا اور پھر درخت پر بیٹھا ہو
آدمی نیچے اتر آیا۔ ان سب نے مل کر ون ایون درخت سے علیحدہ کر
اور پھر اسے دوبارہ جیب میں لوڈ کر دیا۔

”مشین گن ہاتھ میں لے لو۔ ہم پیدل ہی جائیں گے۔“ انچارج
نے حکم دیا اور پھر وہ سب لوگ مشین گنیں ہاتھوں میں لئے تقریباً
بھاگنے لگے ان کا رخ ادھر ہی تھا جہاں عمران لہو اس کے ساتھیوں کو
ون ایون کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ وہ تیزی سے بھاگتے چلے جا رہے تھے۔
انچارج بار بار ہاتھوں میں بندھی ہوئی گھڑی پر نظر ڈالتا۔ وہ لگاتار
درختوں کے درمیان بھاگ رہے تھے۔ اچانک کہیں قریب سے شیر

”راستہ تو ٹھیک ہی ہے۔ مگر یہ نشان“..... وہ حیرت بخیز نظروں سے نشان کو دیکھ رہا تھا۔

”دائیں طرف بھاگو“..... آخر انچارج نے ایک لمحے سوچنے کے بعد حکم دیا اور پھر پارٹی دائیں طرف گھوم گئی۔ مگر اسی لمحے نامعلوم سمتوں سے ان پر تیروں کی بارش ہونے لگی۔ ایک آدمی کی چیخ جنگل میں گونج گئی۔ تیر اس کی گردن میں پیوست ہو گیا تھا۔ باقی لوگ گئے تھے۔ مگر وہ رکے نہیں۔ بھاگتے رہے۔ وہ آدمی جس کی گردن میں تیر لگا تھا وہیں گر گیا۔ پھر چند لمحے تپنے کے بعد وہ بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ دوسری مرتبہ تیر نہیں آئے۔ شاید یہ ناشی قبیلے والوں کی طرف سے انتباہ تھا۔ پھر جلد ہی وہ دائیں طرف بھاگتے ہوئے انچارج کے کہنے پر سیدھے رخ بھاگنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوگ اس جگہ پہنچ گئے جہاں دن ایوں بم پھٹا تھا۔ سب لوگ بری طرح ہانپ رہے تھے۔ مگر یہاں پہنچ کر ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ کیونکہ وہاں ایک آدمی بھی موجود نہیں تھا۔ گولڈمین بھی غائب تھا۔ ”اوہ یہ لوگ کہاں گئے“..... انچارج جو بے تحاشا دوڑنے کی وجہ سے ہانپ رہا تھا۔ بڑبڑایا۔

”معلوم نہیں جناب“..... ایک آدمی نے جواب دیا۔
”کہیں ناشی قبیلے والے تو انہیں اٹھا کر نہیں لے گئے“۔ انچارج نے پھر کہا۔

”مگر ناشی قبیلے کی سرحد تو یہاں سے کافی دور ہے۔ پھر وہ لوگ

ہی سرحدوں سے باہر آیا نہیں کرتے“..... دوسرے آدمی نے جواب

”تو پھر یہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں“..... انچارج نے حیرت سے پوچھا۔

”اگر آپ حکم دیں تو میں درخت پر چڑھ کر چیک کروں“۔ ایک آدمی نے پوچھا جس کے گلے میں دو درمیں لٹکی ہوئی تھی۔

”ہاں۔ ہاں فوراً جلدی کرو“..... انچارج نے اسے حکم دیا اور پھر وہ حکم ملتے ہی انتہائی پھرتی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ درخت کی بوٹی پر پہنچ کر اس نے دو درمیں آنکھوں سے لگائی۔ تھوڑی دیر تک وہ دھڑلے سے دیکھتا رہا۔ مگر اسے دور دور تک کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے وہ حالات کو سمجھ سکتا۔ کافی دیر تک وہ دیکھتا رہا۔ پھر اس نے دو درمیں آنکھوں سے اتار دی اور مایوسی سے سر ہلاتا ہوا نیچے اتر آیا۔

”وہ لوگ کہیں بھی نظر نہیں آ رہے۔ ہر طرف خاموشی ہی خاموشی ہے“..... اس نے انچارج کو رپورٹ دی اور پھر اس سے پہلے کہ انچارج کوئی جواب دیتا اچانک ان کے چاروں طرف ہلکا سا شور بلند ہوا اور پھر چاروں طرف بڑی بڑی جھاڑیوں سے قوی ہیکل مادر زاد برسنہ افریقی نکل آئے۔ ان کے ہاتھوں میں نیزے تھے۔

”اوہ نامبی ڈاکو“..... ایک آدمی انہیں دیکھتے ہی چیخا اور پھر نامبی ڈاکوؤں کا نام سنتے ہی ان کے رنگ اٹکے۔ انہیں اپنی بھیانک

عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے تھے۔ کہ اچانک ان کے چاروں طرف جھاڑیوں سے لمبے قد اور گھٹے ہوئے جسم کے مادر زاد برہنہ افریقی نکل آئے۔ یہ لوگ تعداد میں تقریباً پچاس ساٹھ تھے۔ وہ سب آکر ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ ان کا سردار جس نے سر پر کسی خوبصورت پرندے کے پروں کا تاج پہنا ہوا تھا آگے بڑھا اور پھر اس نے عمران کو سیدھا کیا۔ تھوڑی دیر تک وہ آپس میں بات چیت کرتے رہے پھر سردار کے حکم پر ان سب نے مل کر پوری ٹیم کے افراد کو ہاتھوں پر اٹھالیا۔ دوسرے افریقیوں نے ان کا سامان بھی اٹھا لیا۔ اسی لمحے دور سے ایک افریقی چلایا۔ اس کی آواز سن کر سب چونک پڑے۔

”نامبی، نامبی“..... وہ افریقی چلا رہا تھا۔ نامبی کا لفظ ان سب کے لئے دھماکہ خیز ثابت ہوا اور پھر وہ لوگ شور مچاتے ہوئے

موت کا یقین ہو گیا۔ دوسرے لمحے انہوں نے گھبرا کر بے تحاشہ مشین گنوں کے فائر کھول دیئے۔ گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ چیخوں کا ایک طوفان اٹھ آیا۔ بے تحاشا نامبی ڈاکو مرنے لگے مگر دوسرے لمحے ان پر زہریلے نیروں کی بارش ہو گئی اور پھر چند لمحوں بعد میدان صاف تھا۔ ان سب کے جسموں میں کئی کئی تیز تر ازو ہو چکے تھے۔ مشین گنیں ان کے ہاتھوں سے چھوٹ چکی تھیں اور وہ زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ نامبیوں کے قہقہوں سے جنگل اس طرح گونج اٹھا جیسے وہاں ہزاروں بدروہیں مل کر قہقہے لگا رہی ہوں۔ وہ خوشی سے ناچتے ہوئے زمین پر تڑپنے والوں کے گرد اکٹھے ہونے لگے اور پھر جب وہ لوگ ان کے قریب پہنچے تو تڑپنے والے دم توڑ چکے تھے۔

بھاگنے لگے۔ ان کی رفتار باوجود وزن اٹھانے کے کافی تیز تھی۔ جلد ہی وہ گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں گم ہو گئے۔ کافی دیر تک بھاگنے کے بعد وہ لوگ جنگل کے درمیان ایک صاف قطعہ میں پہنچ گئے۔ یہاں چاروں طرف سرکنڈوں کی بھدی جھونپڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو انہوں نے ایک بڑی سی جھونپڑی میں بند کر دیا۔ نجانے کتنی دیر بعد دروازہ کھلا اور دوبارہ افریقی اندر داخل ہوئے۔ یہ سب لوگ ابھی تک بے ہوش تھے۔ انہوں نے ان سب لوگوں کو اٹھایا اور جھونپڑی سے باہر لے آئے۔ رات بھیک چکی تھی اور میدان میں قبیلے کے تمام افراد موجود تھے۔ ان سب نے ایک گھم سا بنایا ہوا تھا جس کے درمیان صاف زمین تھی اور اس میدان کے درمیان لکڑیوں کا ایک ڈھیر جل رہا تھا۔ جس سے دور دور تک روشنی ہو رہی تھی۔ میدان میں چھوٹے چھوٹے درختوں کے تنے گاڑے ہوئے تھے۔ افریقیوں نے ان سب کو ان کھمبوں سے باندھ دیا اور پھر وہ سب لوگ ناچنے اور گانے لگے۔ سب سے پہلے عمران کو ہوش آیا۔ چند لمحوں تک وہ خالی الذہن سے سب کچھ دیکھتا رہا۔ پھر اسے ہوش آنے لگا۔ اب اسے سب کچھ یاد آ گیا کہ ہم پھنسنے سے وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ اب اپنے ارد گرد جنگلیوں کو دیکھ کر وہ دھیرے سے مسکرایا وہ سمجھ گیا کہ اس وقت وہ ناشی قبیلے کی قید میں ہیں۔ اس نے ارد گرد دیکھا۔ پھر اسے کھمبوں سے اپنے تمام ساتھی بندھے ہوئے نظر آئے۔ اس کی سیدھی طرف گولڈ مین بندھا ہوا تھا۔ وہ ابھی

بے ہوش تھا۔ پھر جنگلیوں کے ناچ میں تیزی آتی چلی گئی۔ ایک عیب سا وحشت ناک رقص تھا۔ پھر عمران نے دیکھا کہ گولڈ مین کو بھی ہوش آ رہا تھا۔ رقص جاری تھا شاید یہ وحشیوں کے بے پناہ شور اس کا اثر تھا کہ تمام لوگ یکے بعد دیگرے ہوش میں آتے چلے گئے۔ ہر ناچتے ناچتے وحشی نرے تان کر گولڈ مین کی طرف بڑھے۔ کیونکہ عیب کے لحاظ سے پہلا کھمبا گولڈ مین ہی کا تھا۔ انہوں نے قریب آ کر گولڈ مین کی رسیاں کھولیں اور پھر اپنے بازوؤں میں پکڑ کر میدان کے درمیان میں لے گئے۔ گولڈ مین اب پوری طرح ہوش میں تھا اس سے بری طرح ترپ رہا تھا۔ مگر وحشیوں کی مضبوط گرفت کی وجہ سے بے بس تھا۔ اسے میدان میں لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔ گولڈ مین کے ہوش و حواس جواب دے گئے تھے کہ اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر چاروں طرف ناچنے والے وحشیوں نے اپنے نرے تان لئے اور پھر گولڈ مین جدھر بھاگتا اُدھر سے نرے اس کے جسموں میں چبھنے لگے۔ ایک عیب سا وحشت ناک منظر تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ لوگ اسے تکلیف پہنچا کر بے پناہ خوشی محسوس کر رہے ہوں۔ جیسے ہی ان میں سے کسی کا نرہ گولڈ مین کے جسم میں گھستا خوشی کے نعروں کا ایک طوفان برپا ہو جاتا۔ گولڈ مین ابو لہان ہو گیا تھا۔ وہ بری طرح چیخ رہا تھا۔ وہ لگاتار افریقیوں کو گالیاں دے رہا تھا۔ آخر وہ بے دم ہو کر درمیان میں گر پڑا اور پھر ایک دم سینکڑوں نرے اس کے جسم کو چھید دیا۔ عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ اب وحشی

ہو لہان نیزے لئے اچھل کود رہے تھے۔ پھر ان میں سے ایک۔
 گولڈمین کا سر علیحدہ کیا اور اسے نیزے پر پرو کر ناچتا ہوا دور بیٹے
 سردار کی طرف بڑھنے لگا۔ سردار دو افریقی عورتوں کے ساتھ جوتے
 پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے گلے میں کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ اس افریقی
 سردار کے پاس جا کر گولڈمین کا سر نیزے سے اتار اور پھر اسے سرد
 کے سامنے ڈال دیا۔ سردار نے خوشی کا نعرہ مارا اور پھر وہ وحشی ناچتے
 ہوا واپس اپنے گروہ میں آگیا۔ اب سب افریقی ناچتے ہوئے عمران کے
 طرف بڑھنے لگے۔ عمران کے دیگر ساتھی مضطرب ہو گئے۔ وہ گولڈمین
 کا دردناک حشر اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ پھر جیسے ہی وہ عمران
 کے قریب پہنچے۔ جوزف کی دھاڑ سنائی دی۔ وہ چیخ بول کر افریقی زبان
 میں کچھ کہہ رہا تھا۔ سارے پنڈال پر سکوت طاری ہو گیا۔ پھر سردار
 نے کھڑے ہو کر افریقی زبان میں کچھ کہا اور وحشی عمران سے ہٹ کر
 جوزف کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے جوزف کو کھنبے سے آزاد کیا اور
 پھر اسے درمیان میں لے کر سردار کی طرف بڑھے۔ اب وہ ناچ نہیں
 رہے تھے بلکہ خاموشی سے چل رہے تھے۔ جلد ہی جوزف سردار کے
 سامنے پہنچ گیا۔ پھر سردار اور جوزف کے درمیان گفتگو ہونے لگی۔
 عمران اور اس کے ساتھی چونکہ کافی دور تھے اس لئے وہ ان دونوں
 کے درمیان ہونے والی گفتگو نہ سن سکتے تھے اور پھر وہ لوگ ان کی
 زبان بھی نہیں جانتے تھے کہ اگر ان کی گفتگو سن بھی لیتے تو انہیں
 کیا سمجھ آتی۔ کافی دیر تک ان کی آپس میں گفتگو ہوتی رہی۔ پھر سردار

نے چیخ کر اپنے آدمیوں سے کچھ کہا اور وہ سب لوگ تیز تیز دوڑتے
 گئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف آئے۔ اس دفعہ ان کے
 ہاتھوں پر مسرت کے بجائے خوف تھا۔ انہوں نے عمران اور اس کے
 ساتھیوں کو کھولا اور انہیں درمیان میں لے کر سردار کی طرف
 لے گئے۔ سردار نے جوزف سے کچھ کہا اور پھر جوزف عمران سے مخاطب
 ہوئے۔

باس میں نے انہیں آپ کے متعلق بتلایا ہے کہ آپ بہت
 مخبر وچ ڈاکٹر ہیں اور اگر آپ نے ان کو کوئی تکلیف پہنچائی تو
 میرے قبیلے پر دیوتاؤں کا عذاب نازل ہو گا۔ سردار نے اس صورت
 میں آج رات سب لوگوں کی جان بخشی کی ہے کہ کل رات کو آپ
 کے اور ناشی قبیلے کے وچ ڈاکٹر کے درمیان مقابلہ ہو گا۔ اگر آپ
 جیت گئے تو یہ ہمیں چھوڑ دیں گے۔ ورنہ..... اس کے بعد کا جملہ
 جوزف نے جان بوجھ کر اٹھوڑا چھوڑ دیا۔ عمران کیا باقی سب ساتھی
 کے بعد کا جملہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔

ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں لیکن ان سے کہو کہ وہ ہمارا سامان
 ہمیں لوٹا دیں..... عمران نے بڑے اطمینان سے کہا اور سب
 وچ حریت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے جوزف نے سردار سے کچھ
 بات کی اور سردار کے جواب دینے پر انہیں بتلایا کہ سردار سامان
 واپس کرنے پر رضامند ہو گیا ہے۔
 ٹھیک ہے..... عمران نے سر ہلا دیا اور پھر افریقی انہیں لے

کر ایک بڑی سی جھونپڑی کی طرف بڑھے۔ ان سب کو جھونپڑی سے دھکیل کر باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ اس جھونپڑی کے ایک کونے میں ایک مشعل جل رہی تھی اور ان کا سامان بھی ایک کونے میں موجود تھا۔ وہ سب لوگ یوں زمین پر بیٹھ گئے جیسے بہت طویل مسافت طے کر کے آئے ہوں۔

”گولڈمین کا حشر دردناک ہوا ہے“..... صفدر نے سب سے پہلے سکوت توڑا۔

”ہاں اس نے بھی تو ہم سب لوگوں کو ہم سے اڑا دینے کو شش کی تھی“..... عمران لا پرواہی سے بولا اور سب لوگ ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

”کھانا تو نکالو“..... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف کو۔ میں پڑے ہوئے سامان کی طرف بڑھ گیا۔ سامان میں خشک کھانے کے بہت سے ڈبے تھے۔ پھر سب لوگ کھانا کھانے لگے۔ لیکن سر کے چہروں سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کھانا مجبوری کی بنا پر زہر مار رہے ہیں۔

”کیا بات ہے بھائی۔ وچ ڈاکٹر سے مقابلہ میں نے کرنا ہے“ بارہ آپ کے چہروں پر بچ رہے ہیں“..... عمران نے ماحول میں دردناک سنجیدگی دیکھی تو مسکرا کر کہا۔

”ہم لوگ دراصل اسی وچ ڈاکٹر کے بارے میں ہی سوچ رہے ہیں“..... صفدر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

تم فکر نہ کرو۔ مجھ سے بڑا وچ ڈاکٹر آج تک افریقہ پیدا ہی نہیں کیا..... عمران نے سر پر ہاتھ پھرتے ہوئے جواب دیا اور پھر پہلی سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

آپ لوگ اطمینان سے سوئیں۔ مجھے جوزف سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ کل وچ ڈاکٹر کو میں مقابلے میں شکست دوں گا..... عمران نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا اور عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی کا خیال کر کے سب لوگ پاؤں پسار رہ گئے۔ جوزف اور عمران باتیں کرنے میں مشغول ہو گئے۔ پھر ان نے نشانہ کو بھی اس میٹنگ میں شریک کر لیا۔

وہ بڑی عجیب سی چال چلتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔ سب کی نگاہیں اس بوڑھے پر جمی ہوئی تھیں۔ یہی بوڑھا دراصل قبیلے کا وچ ڈاکٹر تھا۔ اس کی جادوگری سے قبیلے کا ہر آدمی لرزہ مسموم رہتا تھا۔ وہ عمران کے قریب آکر رک گیا۔ اس نے ایک بخور عمران کی طرف دیکھا جیسے نظروں ہی نظروں میں اسے جانچ رہا ہو۔ پھر اس نے جوزف سے باتیں شروع کر دیں۔ عمران خاموشی سے عمران کی باتیں سنتا رہا تھا۔ پھر جوزف نے بتلایا کہ بوڑھا وچ عمران کے خلاف ایک خطرناک واؤ استعمال کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ عمران پر عمل پڑھ کر اسے بے حس کرے گا اور عمران نقل و حرکت کرنے سے معذور ہو جائے گا۔

ٹھیک ہے کرنے دو اسے میں سمجھتا ہوں کہ بوڑھا ہینائزم کا ہے اس کی نظروں میں مقناطیسی قوت ہے مگر اسے معلوم ہو گیا کہ عمران کیا ہے..... عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور جوزف نے بوڑھے سے کچھ کہا اور درمیان سے ہٹ گیا۔ اب وہ عمران اور عمران ایک دوسرے کے مقابل تھے پورے پنڈال پر ایک سا سکوت طاری تھا۔ ہر شخص کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔ بوڑھے نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ عمران نے زہرے کی آنکھوں میں دیکھنے لگا اور پھر عمران کو بوڑھے کی ایسی قوت پر ایمان لے آنا پڑا۔ واقعی بوڑھے کی آنکھوں میں بے قوت تھی۔ اس کی تیز نظریں عمران کی کھوپڑی میں گھسٹی چلی جا

یہ دوسری رات تھی اسی طرح افریقیوں نے حصار باندھ رکھا تھا۔ درمیان میں الاؤ جل رہا تھا مگر صورت حال بدلی ہوئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب ہاتھوں میں برین گنیں تھیں۔ وحشی چونکہ ان برین گنوں کے متعلق کچھ نہیں جانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ میدان کے درمیان میں عمران خالی ہاتھ کھڑا تھا جوزف بھی اس کے قریب موجود تھا۔ اس وقت جوزف ترجمان کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ عمران کی ٹیم کے ہر آدمی کا دل آنے والے وقت کے لئے دھڑک رہا تھا لیکن عمران یوں ہشاش بشاش دکھائی دے رہا تھا جیسے وہ کسی سرکس میں تماشا دکھانے کے لئے کھڑا ہو۔ پھر افریقیوں نے مل کر ایک زوردار نعرہ مارا اور کونے سے ایک بوڑھا سا آدمی میدان میں داخل ہوا۔ وہ خاصا ضعیف العمر تھا مگر اس کی کمر ٹھکی ہوئی نہیں

ان کے ساتھ ساتھ سارے افریقی بھی ناپچنے لگے وہ عمران کے گرد
 رہے تھے اور عمران ان کے درمیان کھڑا معصومیت سے پلکیں
 مچا رہا تھا۔ جیسے یہ تماشا اس کی سمجھ سے باہر ہو۔ پھر اس نے بھی
 کی طرح تاہیاں پیٹ پیٹ کر ہلنا شروع کر دیا۔ باقی ساتھیوں
 نے تب عمران کو یوں بے ڈھنگے سے ناپتے دیکھا تو ہنستے ہنستے ان کے
 پیٹ میں بل پڑ گئے اور وحشیوں پر اس کا رد عمل برعکس ہوا۔ عمران
 یوں بے ڈھنگے پن سے ناپتے دیکھ کر وہ یک دم ساکت ہو گئے اور
 انہوں نے عمران سے دور ہونا شروع کر دیا۔ ان کے چہروں پر
 بے خوف کے آثار تھے۔ عمران نے اپنے ناچ کا یہ رد عمل دیکھا تو
 حیرت سے کھڑا ہو گیا۔

"باس وہ آپ سے کسی اور شعبہ کے خواہشمند ہیں"..... جوزف
 نے عمران کے کان میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
 سرے لچے اس نے ایک افریقی کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ یہ
 وحشی خاصے لطیف شہیم جسم کا مالک تھا۔ پہلے تو وہ عمران کے قریب
 نے پر قدرے ہنچکایا۔ پھر نجانے کیا سوچ کر محتاط قدم اٹھاتا ہوا
 عمران کے قریب آگیا۔ عمران ایک لمحے کے لئے بغور اس وحشی کی
 شکل دیکھتا رہا۔ جیسے بچہ کسی نئی چیز کو پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ عمران
 اپنی طرف یوں گھورتے دیکھا تو وحشی بری طرح خوفزدہ ہو گیا۔
 عمران مسکرا دیا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس وحشی کی ناک پکڑ لی۔
 سراسر مجمع بڑے تجسس سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ عمران کے ساتھی

رہی تھیں۔ لیکن مقابل میں بھی اس صدی کا عیار ترین آدمی تو
 عمران نے اپنی پوری ذہنی قوت اپنی آنکھوں میں مرکوز کر لی
 دوسرے لمحے اس نے دیکھا کہ بوڑھے کے سر نے ایک زوردار
 ہکھایا۔ عمران میں اعتماد بڑھ گیا کہ اب وہ اس خطرناک بوڑھے
 ضرور شکست دے دے گا۔ چنانچہ اس نے اس کی آنکھوں میں آنسو
 ڈال دیں۔ چند لمحوں تک ان دونوں کی ذہنی قوتوں کے درمیان
 کشمکش جاری رہی پھر بوڑھے کی آنکھوں کی چمک مدھم پڑتی چلی گئی
 شکست کھا رہا تھا۔ چند لمحے بعد عمران نے محسوس کیا کہ مقابلہ
 قوت مدافعت جواب دے گئی ہے۔ اب وہ عمران سے نظریں چر
 کی کوشش کر رہا تھا مگر عمران اب اسے کس طرح اس بات
 اجازت دے سکتا تھا۔ عمران نے ساتھ ہی ٹیلی پتھی سے کام لیا
 اس بوڑھے کے ذہن میں یہ بات راسخ کرنی شروع کر دی کہ
 شکست تسلیم کر لے۔ چند لمحوں بعد عمران اپنے مقصد میں کامیاب
 ہو گیا۔ بوڑھے نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور پھر وہ چیختا ہوا زمین
 گر پڑا وہ بری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ پھر وہ اٹھا اور اس نے چیخ
 کچھ کہا۔ دوسرا لمحہ حیرت انگیز تھا کہ سارے افریقی سردار سمیت
 کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ جوزف نے خوشی کا ایک بھرپور نعرہ
 اور پھر وہ بے اختیار ہو کر ناپچنے لگا۔

"گڈ باس۔ تم عظیم ہو باس۔ تم نے افریقہ کے خطرناک
 وچ ڈاکٹر کو شکست دے دی"..... جوزف خوشی سے چلا رہا تھا۔

بھی حیران تھے کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے۔ عمران نے ایک لمحے لئے وحشی کی ناک کو پکڑ کر زور سے دبایا اور پھر چھوڑ دیا۔ اس کے علیحدہ ہوتے ہی وہ وحشی بری طرح جھومنے لگا۔ جیسے اس نے شہ کی دس بوتلیں پی لی ہوں۔ ایک دو لمحے تک وہ جھومتا رہا۔ پھر وہ زمین پر گر پڑا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے زمین پر گرتے ادر ادر کھڑے ہوئے وحشی اس کی طرف لپک پڑے۔ سردار نے بے اختیار اس وحشی کی طرف بھاگا۔ ادر عمران بڑی بے نیازی سے کھڑا تھا۔ دوسرے لمحے وہ تمام وحشی ایک بار پھر عمران کے سب سے سجدے میں گر پڑے۔ پھر جب وہ کھڑے ہوئے تو بری طرح کانٹے رہے تھے کہ اچانک سردار نے جوزف سے کچھ کہا۔ جوزف مسکے اور پھر اس نے عمران سے کہا۔

”باس سردار کہہ رہا ہے۔ کہ وچ ڈاکٹر اب اس آدمی کو زندہ دیں۔ یہ سردار کا بھائی ہے۔“..... عمران بھی شاید لطف لینے کے میں تھا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ چند لمحوں تک اس کا ہاتھ جیب میں رہا اور پھر وہ اس وحشی کی طرف بڑھ گیا۔ جو دراصل بے ہوش پڑا تھا۔ اس نے جیب سے ہاتھ نکالا اور ایک بار پھر اس وحشی کی ناک سے لگا دیا۔ ایک لمحے بعد وحشی نے زوردار جھینک ماری دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وحشیوں کے چہروں پر مسرت کے سوتے پھوٹ پڑے۔ پھر انہیں بڑی عرت سے شاہی جھونپے میں لے جایا گیا۔ وہ سب لوگ ان کی خدمت میں تکھے جا رہے تھے۔

سب فوراً بھنی ہوئی رائیں پیش کی گئیں۔ سب لوگوں نے خوب کھا کر کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد جوزف نے سردار سے کچھ کہا۔ سردار نے سر ہلا دیا۔

”ابے مجھے تو کچھ بتا کیا راز و نیاز کر رہا ہے۔“..... عمران نے تیس آپس میں بات چیت کرتے دیکھ کر ہانک لگائی۔

”باس اپنے شاگ کی بچت کر رہا ہوں۔“..... جوزف نے دانت تھیں دیئے اور عمران نے یوں سر ہلا دیا جیسے جوزف نے یہ بچت کر کے اس کی سات بچستوں پر احسان کر دیا ہو۔ رات کو انہیں شاہی حویلیوں میں ٹھہرایا گیا اور پھر وہ سب لوگ پاؤں سپار کر سو گئے۔ عمران نے بہت بڑا معرکہ مارا تھا اور ان سب کی زندگیاں بچ گئی تھیں۔ ورنہ کیا ہو جاتا۔ اس کے تصور سے ہی ان کی روح کانپ جاتی تھی۔

”تم نے یہ سب کچھ کیسے معلوم کیا۔ اور..... ڈاکر نے
چھا۔“

”بیس ٹانگانیکا ہیڈ کوارٹر سے رپورٹ ملتے ہی میں نے اس قبیلے میں موجود اپنے خاص آدمی سے رابطہ قائم کیا اور پھر مجھے تمام تفصیلات معلوم ہوئیں۔ اور.....“ زیدوالیون نے بتلایا۔

”ہوں اس کا مطلب ہے یہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی

یہ ایک خاصا بڑا ہال تھا۔ گو اس کی دیواریں بڑی بڑی چٹانوں پر مشتمل تھیں۔ مگر ہال کی تعمیر سراسر انسانی ہاتھوں کی رہن منت تھی۔ اس ہال میں بے حد بڑی بڑی مشینیں فٹ تھیں جو زور شور سے چل رہی تھیں اور ان مشینوں کے بے پناہ شور سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ ہر مشین کے ساتھ تین چار غیر ملکی کام کر رہے تھے۔ اس ہال کے ایک کونے میں فولادی چادروں کا ایک بڑا سا کین بنا ہوا تھا۔ اس کا دروازہ بند تھا اور اس کے باہر ایک سفید فام ہاتھ میں مشین گن لئے پہرہ دے رہا تھا۔ کین کے اندر ایک شیشے کی ٹاپ والی خاصی لمبی چوڑی میز کے پیچھے ایک لحیم خیم غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر قدرے پریشانی کے آثار تھے وہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے میز کی ٹاپ کو ہلکے ہلکے بجارہا تھا۔ اس کی آنکھیں نیم وا تھیں۔ جیسے وہ کسی گہری سوچ میں گم ہو۔ پھر اچانک کمرے میں

خطرناک ہیں۔..... ڈاکٹر نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

”جی ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور۔..... زیرو ایون۔
مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”اس وقت وہ لوگ کہاں ہیں۔ اور۔..... ڈاکٹر نے پوچھا۔

”باس اس وقت وہ تمام لوگ شاہی جھونپڑے میں موجود ہیں۔

اور۔..... زیرو ایون نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ زیرو ایون ان پر ایم ایم تھری آزماؤ۔ اور۔..... ڈاکٹر

نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”بہتر جناب، میں ابھی انتظامات کرتا ہوں۔ اور۔..... زیرو

ایون نے جواب دیا۔

”نتائج کی مجھے فوراً رپورٹ دینا میں سپیشل روم میں موجود

رہوں گا۔ اور۔..... ڈاکٹر نے جواب دیا۔

”بہتر۔ امید ہے ایم ایم تھری کے نتائج ان کے لئے خوفناک

ہی ثابت ہوں گے۔ اور۔..... زیرو ایون کے لہجے میں قدر۔

مسرت کا عنصر بھی شامل تھا۔ جیسے وہ ایم ایم تھری کے استعمال کے

اجازت ملنے پر خوشی محسوس کر رہا ہو۔

”اور اینڈ آل۔..... ڈاکٹر نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ناشی قبیلے سے تقریباً پانچ کلومیٹر دور جنگل میں گھنے درختوں کے
میان ایک کنیاسی موجود تھی۔ اس وقت اس کنیاسی میں بڑی تیزی
سے نقل و حرکت جا رہی تھی۔ دو تین آدمی جو سیاہ فام ہی تھے ایک
مشین کو کنیاسی سے باہر نکال رہے تھے۔ کنیاسی کے فرش کا حصہ
کی صورت میں تھا۔ مشین جلد ہی کنیاسی سے باہر لائی گئی اور پھر
اسے ایک مخصوص جگہ پر فٹ کر دیا گیا۔ یہ ایک کافی بڑی مشین
تھی۔ اس کے ساتھ موٹے موٹے تار منسلک تھے۔ جو کنیاسی کے اندر جا
کر اس خلا میں نیچے تک اتر گئے تھے۔ مشین کی ہیئت کرین کی سی
تھی۔ پھر ایک سیاہ فام جو ان کا انچارج معلوم ہوتا تھا، نے مشین
کے چند ڈائل سیٹ کئے اور انہیں سیٹ کرنے کے بعد اس نے ایک
بن دبا دیا۔ مشین کو ایک جھٹکا سا لگا۔ پھر اس میں سے گھر گھر کی
آوازیں نکلنے لگیں۔

سے بیٹھ کر کٹیا میں داخل ہو گیا۔ فرش کا وہ حصہ جو کھلا ہوا تھا۔ اس
 نے نیچے تک سیڑھیاں چلی گئی تھیں۔ سیڑھیوں کے ساتھ ساتھ
 سون تھی۔ شاید مشین اوپر لانے کے لئے یہ انتظام کیا گیا تھا۔ وہ
 یہ نام سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ ایک کافی بڑے ہال میں پہنچ
 گیا۔ اس ہال میں کئی اور مشینیں موجود تھیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا
 ایک چھوٹی سی مشین کے پاس جا کر رک گیا۔ اس نے قریب
 ایک کرسی کھینچی اور پھر اس مشین کے سامنے رکھ کر بیٹھ گیا۔
 اس نے اس ٹرانسمیٹر کی سائیڈ میں لگا ہوا ہیڈ فون اتارا اور اسے
 فون پر چڑھا لیا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر کے مختلف بٹن دبانے شروع
 کیے۔ ٹرانسمیٹر میں زندگی کی لہریں دوڑ گئی۔ ہلکی ہلکی زوں زوں کی
 آوازیں آنے لگیں۔ اس نے ایک بٹن دبایا اور پھر بولا۔

”ہیلو زیردایون فرام پوائنٹ فور سپیکنگ۔ اور“ ... وہ بار بار
 فقرہ دہراتا رہا۔

”ہیلو تمہری سکس سیون سپیکنگ باس۔ اور“ دوسری
 طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”رپورٹ تمہری سکس سیون ایم ایم ایم تمہری کے کیا نتائج رہے۔
 پور۔“ ممبرایون کے لہجے میں دبا دبا جوش تھا۔

”باس کیا بتاؤں۔ سارے قبیلے میں حشر مچا ہوا ہے۔ پورے
 قبیلے کی جھونپڑیوں میں آگ لگ چکی ہے۔ میں خود بھاگ کر ایک
 درخت پر آچر بھا ہوں۔ اور“ دوسری طرف سے جواب ملا۔

”باس میرا خیال ہے آپریشن شروع کیا جائے“ ایک سی
 فام نے اسی آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جس نے مشین سٹارٹ کر
 تھی۔

”ہاں“ باس نے جواب دیا اور پھر وہ کٹیا کے اندر چلا گیا۔
 چند لمحوں بعد مشین کی گھر گھر میں اچانک انتہائی تیزی آگئی اب
 مشین پر مختلف بلب جلنے بجھنے لگے۔ باس جو غور سے مشین کو دیکھ
 رہا تھا اس نے مشین کا ایک بٹن دبایا۔ گھر گھر کی آوازوں میں
 تیزی آتی چلی گئی۔ پھر اچانک مشین کی سائیڈ سے ایک چمکیلا راز لنگر
 اور انتہائی تیزی سے اونچا ہوتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ کافی بلندی تک جا کر
 رک گیا پھر اس راز کے اوپر سرے پر سے نیلے رنگ کے شعلے سے نکلنے
 لگے۔ پھر شعلے سرخ ہوتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد ایک ہلکا سا
 دھماکہ ہوا اور ایک بڑا سا شعلہ بلب کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اب تو
 ان شعلوں کے بلبوں کا سلسلہ سا بن گیا۔ وہ اوپر اٹھتے اور پھر ان کا
 رخ مڑ جاتا۔ جلد ہی نظروں سے غائب ہو جاتے۔ تقریباً پانچ منٹ
 تک یہ شعلے اٹھتے رہے۔ پھر باس نے مشین کا بٹن آف کر دیا۔ راز
 کے سرے سے شعلے غائب ہو گئے۔ مشین کی گھر گھر بھی ختم ہو
 گئی راز سمٹتا ہوا مشین میں گم ہونے لگا۔ پھر باس نے ایک اور بٹن
 بند کیا۔ اب مشین بے جان ہو چکی تھی۔

”اسے تہہ خانے میں لے آؤ۔ میں ٹرانسمیٹر پر رپورٹ لیتا ہوں۔“
 باس نے کھڑے ہوئے سیاہ فاموں سے کہا اور پھر مشین کے پاس

"مگر عمران اور اس کے ساتھیوں کا کیا بنا۔ اور"..... نمبر ایون نے جھٹلا کر پوچھا۔

"باس کوئی پتہ نہیں چل رہا۔ انتہائی افراتفری ہے۔ آپ انتظار کریں۔ تھوڑی دیر بعد میں خود کال کر کے تفصیلات بتاؤں گا۔ اور"۔ تھری سکس سیون نے جواب دیا۔

"اوکے۔ جلد ہی تفصیلات معلوم کر کے مجھے کال کرو۔ میں نے گریڈ باس کو جواب دینا ہے۔ اور اینڈ آف..... نمبر ایون نے کہا۔ اور پھر رابطہ ختم کر دیا۔ کانوں سے ہیڈ فون اتار کر اس نے ہک میں لٹکایا اور پھر اس مشین کو دیکھنے لگا جسے سیاہ فام دھکیل کر پیچھے آئے تھے اور جس سے اس نے ابھی پورے ناشی قبیلے کی بستی میں افراتفری مچادی تھی۔

تمام لوگ مست سوئے ہوئے تھے مگر عمران اور بلیک زیرو جوں جاگ رہے تھے۔ عمران کے اشارے پر بلیک زیرو اٹھ کر اس قریب آگیا تھا۔ وہ آپس میں سرگوشی میں گفتگو کر رہے تھے۔

"نشارا ہمیں صبح یہاں سے چل دینا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں جلد از انکانا قبیلے تک پہنچ جاؤں۔ کیونکہ ہمیں بہت دیر ہو رہی ہے اور بچے دارالحکومت میں اکیلی جو لیا کیا کر سکتی ہے"..... عمران نے سرگوشی میں بلیک زیرو سے کہا۔ ویسے پھر بھی اس نے بلیک زیرو کو اس کے فرضی نام سے ہی پکارا۔ وہ ہر لمحے محتاط رہنا چاہتا تھا۔

"جی ہاں مگر کیا کیا جائے۔ یہ افریقہ ہے یہاں ہر قدم پر نئی مصیبتیں کھڑی ہو سکتی ہیں"..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ویسے ہمیں اس وچ ڈاکٹر سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ کہیں وہ اپنی حسرت کا انتقام لینے کے لئے کوئی حرکت نہ کرے"..... عمران نے

کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ولے مجھے امید تو نہیں کہ وہ حرکت کرے گا مگر پھر بھی ہر
ہو شیار رہنا چاہئے۔ آپ سو جائیے میں جاگ رہا ہوں..... بلیک ز
نے جواب دیا۔

..... یہ ہے چار گھنٹے بعد مجھے اٹھا دینا پھر میں ڈیوٹی دوں گا۔
عمران نے اس کی تجویز کی تائید کی۔ کیونکہ اسے نیند کے شدید جھٹکے
رہے تھے۔ پھر جلد ہی اس کے خراٹوں کے سارن پوری جھونپڑی میں
گوجننے لگا۔ بلیک زبرد خاموشی سے پڑا حالات پر غور کر رہا تھا۔ وہ
سوچ رہا تھا کہ ہم لوگوں کی زندگیاں بھی عجیب ہیں۔ عجیب عجیب
حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اب ایک وحشی قبیلے میں موجود
ہیں۔ کل کسی سائنسدان سے مقابلہ ہو جاتا ہے۔ کبھی کوئی عیار
سیکریٹ ایجنٹ راستہ کاٹ جاتا ہے۔ ولے اسے اس سنگمہ خیز زندگی
سے بے حد پیار تھا۔ ابھی وہ انہی حالات میں گم تھا کہ اچانک اسے تیر
قسم کی زوں زوں کی آوازیں آئیں۔ جیسے جھونپڑے کی چھت پر کوئی
پرندہ موجود ہو۔ وہ چند لمحے آہٹ لیتا رہا۔ زوں زوں کی آوازوں میں
لحہ بہ لمحہ تیزی آتی چلی گئی۔ پھر اچانک وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ کیونکہ
یہ زوں زوں کی آواز اب بہت قریب آرہی تھی۔ چند لمحے سکوت رہا۔
پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ کیونکہ اس نے جھونپڑی کی
چھت کو بری طرح جلتے دیکھا۔ جھونپڑی سرکنڈوں کی بنی ہوئی تھی۔
اس لئے وہ دھڑا دھڑا جل رہی تھی۔ اس نے بری طرح عمران کو جھنجھوڑ

عمران ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ لیکن پھر اسے بلیک زبرد سے کچھ پوچھنے
دورت نہیں رہی۔ کیونکہ آگ تیزی سے پھیلی چلی گئی۔ عمران
تیزی سے ممبران کو جھنجھوڑ ڈالا۔ پھر باہر بھی شور و غل کی آوازیں
.....

..... جلدی کرو۔ باہر نکلو۔ سامان بھی نکالو..... عمران نے چیخ کر
پھر بلیک زبرد نے دروازہ کھولنے کے لئے زور لگایا مگر دروازہ
..... سے بند تھا۔ اب آگ چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ ساری
..... آگ کی لپیٹ میں آچکی تھی۔

..... دروازہ توڑ دو..... عمران نے کھانستے ہوئے کہا کیونکہ
..... میں دھواں بھر چکا تھا پھر بلیک زبرد نے پوری قوت سے
..... کو دھکا مارا مگر دروازہ خاصا مضبوط تھا۔ آگ دروازے تک پہنچ
..... تھی۔ اب سب لوگ بری طرح کھانسنے لگے۔ عمران نے
..... دیکھا کہ بلیک زبرد سے دروازہ نہیں کھل سکا تو اس نے جنونی
..... میں پوری قوت سے دروازے کو ٹکڑا کر مارا۔ دروازہ بری طرح
..... ہٹا تھا۔ اس لئے وہ علیحدہ ہو کر جاگرا اور ساتھ ہی عمران بھی باہر
..... اس کے بال جھلس گئے تھے۔ دروازہ کھلتے ہی سب لوگ آگ
..... کی آواز بھانڈ کر جھونپڑی سے باہر آئے۔ پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ
..... کہ پوری بستی آگ کے شعلوں میں گھری ہوئی تھی۔ اسی لمحے
..... کی نظریں آسمان پر اٹھیں۔ اس نے آسمان پر سے ایک شعلہ
..... ترے دیکھا جو میدان کے درمیان آگرا۔ بستی کی جھونپڑیاں چونکہ

ایک گول دائرے میں بنائی گئی تھیں اس لئے اب چاروں طرف
آگ کا حصار موجود تھا اور پورا قبیلہ افراتفری میں پھنستا چلا رہا تھا۔
ادھر بھاگ رہا تھا۔ وہ بری طرح خوفزدہ تھے۔ کئی آدمی کچل گئے۔
"ادھر بھاگو ادھر"..... عمران نے ایک طرف آگ کی شدت سے
قدرے کی دیکھ کر کہا اور پھر پوری ٹیم عمران کے پیچھے ادھر بھاگ
نکلی۔ انہوں نے سامان ہاتھوں میں اٹھایا ہوا تھا۔ وہ ایک دوسرے
سے نکراتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ جلدی ہی وہ آگ کی دیوار
قریب پہنچ گئے۔

"دوڑ کر اسے کر اس کرو"..... عمران نے کہا۔

"مگر عمران صاحب ہمارے سامان میں بارود موجود ہے"۔ بلیک
زیرو نے چیخ کر کہا۔

"پردہ نہیں۔ بھاگتے ہوئے آگ کر اس کر جاؤ اتنی دیر میں بارود
کو کچھ نہیں ہوگا"..... عمران نے جواب دیا اور پھر دوڑتا ہوا آگ کے
بلند شعلوں میں گم ہو گیا۔ پھر یکے بعد دیگرے باقی لوگ بھی آگ کی
دیوار میں گھستے چلے گئے۔ جلد ہی وہ لوگ آگ کی اس دیوار کو کر اس
کر گئے۔ واقعی عمران کا اندازہ صحیح تھا۔ یہاں آگ کا حجم زیادہ نہیں
تھا۔ مگر کئی آدمیوں کے کپڑوں نے آگ پکڑ لی تھی۔ پھر انہوں نے
سامان ایک طرف رکھا اور زمین پر لیٹنے لگے۔ تو آگ بجھ گئی۔

"بھاگتے چلو"..... عمران نے جو ایک طرف کھڑا تھا، نے چیخ کر
کہا اور پھر وہ سامان اٹھا کر اندھا دھند جنگل میں بھاگنے لگے لیکن ان

نے یہ خیال ضرور رکھا تھا کہ وہ ایک دوسرے کے قریب ہی
ہیں۔ اب وہ کافی دور نکل آئے تھے آگ کے شعلے اور ناشی قبیلے کا شور
بھیچھے رہ گیا تھا۔ وہ اس طرح بھاگنے سے بری طرح تھک چکے تھے۔
"بھاگتے رہو۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ دور نکل جانا چاہئے"۔ عمران
نے ان کے قدم سست پڑتے دیکھ کر ہانک لگائی اور ایک دفعہ پھر
ان کے قدم تیز ہو گئے۔ اب وہ بری طرح ہانپ رہے تھے اندھیرے
میں ایک دوسرے کے صرف ہیولے ہی نظر آ رہے تھے۔ پھر جنگل میں
سنگی جانوروں کی دھاڑیں بھی انہیں کافی پریشان کئے ہوئے تھیں
وہ بھاگ رہے تھے۔ دیوانہ وار۔ کافی دور نکل آنے کے بعد آخر
ان رک گیا اور پھر اس کے پیچھے باقی ٹیم بھی رک گئی مگر رکتے ہی
زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ ان کے جسم بری طرح تھک گئے تھے۔ چونکہ
سین عجیب عالم میں دوڑ لگائی پڑی تھی اس لئے ان کے ذہنوں پر بے
دباؤ تھا۔ جس نے انہیں مزید تھکا دیا تھا۔ پھر دیے بھی وہ تقریباً
بچ کھو میٹر کا فاصلہ طے کر آئے تھے۔ عمران بھی بیٹھ گیا لیکن وہ
پہنچ نہیں رہا تھا۔

"ساری ٹیم موجود ہے۔ کوئی رہ تو نہیں گیا۔ حاضری لکواؤ"۔
ان اس لمحے بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا۔

"نشارا"..... عمران نے پکارا۔

"یس سر"..... بلیک زیرو نے جواب دیا جیسے بچے کلاس میں
حاضری بولتے ہیں اور باقیوں کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ

کوشی کے انداز میں کہا اور پھر سب لوگ رک گئے۔ جھونپڑی کا زہ کھلا اس میں سے ایک ہیولا سا باہر نکلا۔ جھونپڑی سے اب ہلکی روشنی بھی باہر آنے لگی تھی۔ وہ ہیولا چند لمحے جھونپڑی کے باہر رکھا۔ پھر اس نے اوپر ادھر دیکھا اور دوبارہ جھونپڑی کا دروازہ کھول کر داخل ہو گیا۔ دروازہ بند ہونے سے روشنی کی کوئی کرن بھی باہر سے نکل رہی تھی۔ جھونپڑی کی ساخت میں شاید اس بات کا خیال نہ کیا گیا تھا کہ اس کے اندر سے روشنی باہر نہ نکل سکے۔ دروازہ بند تھے ہی عمران بولا۔

اپنی گنیں ہاتھ میں لے لو مجھے اس جھونپڑی میں کوئی راز معلوم ہے۔ اور پھر سب نے کاندھوں پر لٹکی ہوئی مشین گنیں میں سے لے لیں اور پھر عمران کے پیچھے حتماً قدم اٹھاتے ہوئے۔ جھونپڑی کی طرف بڑھے۔ عمران نے جھونپڑی کے قریب پہنچ کر ان کو روکنے کا اشارہ کیا اور پھر احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ جھونپڑی خاصی وسیع معلوم ہو رہی تھی اور پھر اس بات جو عمران نے دیکھی وہ یہ کہ باہر تو سر کنڈے تھے مگر اندر یہ فولادی چادروں سے دیواریں بنائی گئی تھیں۔ کیونکہ سر کنڈوں کے درمیانی فاصلے کے اندر کوئی پلین چادر نظر آرہی تھی۔ عمران چند جھونپڑی کے دروازے سے کان لگائے سنتا رہا۔ لیکن جھونپڑی کے خاموشی طاری تھی۔ پھر اس نے دروازے کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ دروازے کے قریب ہی کوئی کھٹکا ہوا

گئی۔ عمران باری باری سب کا نام بولتا رہا۔ پھر اسے اطمینان ہوا کہ سب موجود ہیں۔
”یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ عمران صاحب“..... صفدر۔
سوال کیا۔

”میرے خیال میں وحشی بچوں نے آتش بازی کا کھیل کھیل کر بس آگ لگ گئی“..... عمران نے جواب دیا اور صفدر خاموش رہ گیا۔ وہ کیا کہتا۔ عمران تو زندگی کے کسی لمحے میں سنجیدہ نہیں ہوا تھا۔

”عمران صاحب وہ دیکھئے مجھے دور ایک جھونپڑی نظر آ رہی ہے۔“..... چوہان جو کافی دور بیٹھا ہوا اچانک بول پڑا اور پھر سب نظریں اس طرف اٹھ گئیں جدھر چوہان ہاتھ کا اشارہ کر رہا تھا۔
”میرے خیال میں ہمیں بقیہ رات اس جھونپڑی میں گزر چاہئے۔ کیونکہ یہاں کھلی جگہ میں درندوں کا خطرہ ہے“..... عمران نے جھونپڑی کو دیکھتے ہی کہا اور سب نے اس کی تائید کی کیونکہ چاروں طرف سے لگاتار درندوں کی ہولناک دھاڑیں سن رہے تھے۔
”چلو پھر چلیں“..... عمران سب سے پہلے کھڑا ہو گیا اور سب لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے قرینے سے دیگر سامان لادا اور آہستہ آہستہ اس جھونپڑی کی طرف بڑھنے لگے۔ جلد ہی جھونپڑی کے قریب پہنچ گئے۔
”رک جاؤ۔ کوئی جھونپڑی میں سے نکلا ہے“..... عمران۔

اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ایک لمحے کے لئے حیرت سے گنگ
خزا رہا اور وہی لمحہ اس کے لئے خطرناک ثابت ہوا۔ عمران نے گن
س کی طرف تان دی۔

”خاموشی سے ادھر چلے جاؤ“..... عمران سانپ کی طرح پھنکارا۔
س نے جان بوجھ کر آواز دہالی تھی مگر اس آدمی نے سنبھلتے ہی
جائے ادھر آنے کے نیچے چھلانگ لگا دی۔ عمران بھی دوڑ کر اس کے
پچھے گیا۔ پھر وہ تیزی سے سیدھیاں اترتا گیا۔ عمران کے ساتھی بھی
اس کے پیچھے تھے مگر عمران کافی نیچے جا چکا تھا۔ پھر ایسے محسوس ہوا
جیسے جھونپڑی میں زلزلہ آگیا ہو۔ عمران جو اب ایک ہال کے
دروازے پر پہنچ چکا تھا۔ اچانک زمین پر لیٹ گیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ
س پر سے ہوتی ہوئی سیدھیوں پر لگی۔ شکر ہے کہ اس کے ساتھی
بھی کافی اوپر تھے ورنہ گولیاں ان میں سے ضرور کسی کو چاٹ
جاتیں۔ دوسرے لمحے عمران اچھل کر ہال کے اندر داخل ہو گیا اس
نے اندھا دھند گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ ہال میں تین آدمی
موجود تھے۔ تینوں ہی پہلی بوچھاڑ میں ختم ہو گئے۔ اب ہال خالی تھا۔
عمران نے باقی ساتھیوں کو آوازیں دیں اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔
عمران حیرت سے ہال میں موجود غیب و غریب مشینوں کو دیکھنے
لگا۔ اس ہال میں بجلی کا بلب جل رہا تھا۔ ساری ٹیم اب ہال میں جمع
تھی۔ عمران نے زمین پر پڑے ہوئے سیاہ فاموں کو بغور دیکھنا شروع
کر دیا۔ جو اب ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔

جیسے کوئی دروازہ کھولنے لگا ہو۔ عمران تیزی سے سائیڈ میں ہو
دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور پھر ایک آدمی باہر نکلا۔ اس نے
بند کیا ہی تھا کہ عمران نے اچانک اس کی گردن دوچ لی۔ وہ
اچانک حملے سے گھبرا گیا۔ اس نے گردن چھرانے کے لئے جدوجہد
مگر عمران کی گرفت سخت ہوتی چلی گئی تھوڑی سی جدوجہد کے بعد
آدمی بے ہوش ہو چکا تھا۔ اسے گھسیٹ کر عمران نے ایک طرف
اور پھر باقی ساتھیوں کو بڑھنے کا اشارہ کر کے اس نے دروازہ کھ
گن تانے اندر داخل ہو گیا۔ باقی ساتھی بھی ہاتھوں میں گتیں۔
اندر داخل ہو گئے مگر جھونپڑی قطعی خالی تھی۔ ایک کونے میں
جل رہی تھی۔ عمران بڑی حیرت سے خالی جھونپڑی کو دیکھ رہا تھا
پھر وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ جھونپڑی کا فرش مٹی کی بجائے پتھر
بڑی بڑی چٹانوں پر مشتمل تھا اور شاید اسی فرش کو چھپانے کے
اس پر گھاس کی موٹی تہہ بچھائی ہوئی تھی۔ عمران نے ادھر ادھر
اور پھر وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ
جھونپڑی کی سائیڈ کا فرش اپنی جگہ سے ہٹا ہوا محسوس ہوا۔ پتھر کی
چٹان ایک طرف کھسکتی چلی جا رہی تھی۔ چند لمحے بعد وہ جگہ خالی
چکی تھی۔ اب وہاں نیچے جاتی ہوئی سیدھیاں صاف نظر آرہی تھیں
عمران اور اس کے ساتھی ایک سائیڈ پر ہو گئے کیونکہ صاف قاب
کہ کوئی آدمی اوپر آ رہا ہے۔ پھر ایک آدمی کا سر اس خلا سے ابھرا
نظر آیا۔ دوسرے لمحے وہ شخص اوپر آگیا مگر پھر اس نے جیسے ہی

۔ بن سے ٹیک لگائے بڑے اطمینان سے بیٹھا تھا۔ عمران کے کہنے پر اٹھا اور پھر اس نے اس بے ہوش آدمی کے چہرے پر جھک کر ایک دردار تھپڑ جڑ دیا۔ پہلے تھپڑ کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس نے جھنجھلاہٹ سے لگاتار دو چار تھپڑ جڑ دیئے۔ سیاہ فام نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں۔ وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔

۔ کون ہو تم؟..... اس نے افریقی زبان میں کہا۔
۔ شرافت سے انگریزی میں بولو۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم میک اپ میں ہو؟..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سیاہ فام اور بھی گڑبڑا گیا۔

۔ کیا نام ہے تمہارا؟..... عمران نے سوال کیا۔
۔ جگمگ..... سیاہ فام نے اب انگریزی میں جواب دیا۔
۔ گڈ۔ سمجھدار معلوم ہوتے ہو۔ شاید تمہیں اپنے ساتھیوں کی شیں دیکھ کر عقل آگئی ہے؟..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ وہ خاموش رہا۔
۔ یہ مشینیں کیسی ہیں؟..... عمران نے مشینوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

۔ مشینیں ہیں بس؟..... سیاہ فام نے جواب دیا۔
۔ اوں ہوں تم پھر پڑی سے اتر رہے ہو۔ ٹھیک ہے افریقہ کی آب و ہوا کا ظاہر ہے کچھ نہ کچھ اثر ہونا ہی چاہئے؟..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

۔ میک اپ میں ہیں؟..... عمران نے انہیں دیکھ کر کہا اور باقیوں نے سر ہلا دیا۔

۔ جوزف باہر جو آدمی بے ہوش پڑا ہوا ہے اسے اٹھا کر اندر۔
آؤ..... عمران نے کہا اور جوزف نے پشت پر لدا ہوا سامان ویر رکھا اور پھر ہال سے باہر نکل گیا۔

۔ یہ مجرموں کا اڈہ ہے؟..... عمران ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
باقی لوگ وہیں فرش پر ڈھیر ہو گئے۔
۔ کہیں مجرموں کے باقی ساتھی باہر موجود نہ ہوں؟..... بلیک زیرو نے کہا۔

۔ اگر ہیں تو خود ہی آجائیں گے اب تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا ان کے لئے تلاش کشدگی کا اشتہار شائع کراؤں؟..... عمران نے جواب دیا اور سارے ہنس پڑے۔ اتنے میں جوزف اس آدمی کو کندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے عمران کے سامنے زمین پر ڈال دیا۔
۔ جوزف تم اوپر جھونپڑی کے دروازے پر پہرہ دو؟..... عمران نے جوزف کو نئی ڈیوٹی بتلائی۔

۔ باس دروازے کے اندر یا باہر؟..... جوزف نے پوچھا۔
۔ ارے افریقہ پہنچ کر تمہاری عقل بھی شاید گھاس چرنے چلی گئی ہے۔ اس وقت باہر کھڑے ہو کر پہرہ دینے کا کیا فائدہ ہوگا۔ عمران نے اسے کہا اور جوزف دانت نکالتا ہوا واپس چلا گیا۔
۔ صفدر اسے ہوش میں لے آؤ؟..... عمران نے صفدر سے کہا جو

"موسیو نشارا اسے گولی مار دو۔ میں خود ہی مشینوں کو سمجھ گیا۔"
گا..... بلیک زرو نے پاس پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر
کارخ سیاہ فام کی طرف کر دیا۔

"ٹھہرو مجھے گولی مت مارو۔ میں بتاتا ہوں"..... سیاہ فام بلیک
زیرو کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک دیکھ کر گھبرا گیا۔ پھر اس نے
تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔ اس نے وہ مشین بھی دکھائی جس سے
انہوں نے ناشی قبیلے کی بستی پر تباہی برساتی تھی۔

"ہو نہہ۔ تو یہ ڈاکٹر کا برانچ آفس ہے"..... عمران نے کچھ سوچتے
ہوئے کہا۔ پھر اس نے اکانا قبیلے میں موجود ڈاکٹر کے اڈے اور فخر
کے متعلق سوال کیا۔ جیگر اس بار کش مکش میں مبتلا تھا کہ بتلا۔
یا نہیں کہ کمرے میں ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔ عمران
سمیت سب لوگ چونک پڑے۔

"یہ کیا ہے"..... عمران نے جیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر کی کال ہو گی"..... جیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم اینڈ کرو اور اسے بتاؤ کہ باقی ساتھی ناشی قبیلے
کی طرف گئے ہیں۔ خبردار اگر ہمارے متعلق کچھ بتلایا تو گولی مار
دوں گا"..... عمران نے گن کارخ جیگر کی طرف کرتے ہوئے کہا اور
جیگر اٹھ کر ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک ہن
دبایا۔ سیٹی کی آواز آتی بند ہو گئی اور ایک کرخ آواز کمرے میں
گونجنے لگی۔

"ہیلو ڈاکٹر سپینگ - اور"..... ڈاکٹر کی آواز سنائی دی۔

"جیگر سپینگ باس - اور"..... سیاہ فام نے جواب دیا۔

"اوہ جیگر تم بول رہے ہو۔ زیرو ایون کہاں ہے۔ اور"..... ڈاکٹر
کے لہجے میں تشویش کے آثار تھے۔

"باس وہ لوگ ناشی قبیلے کی طرف گئے ہیں۔ اور"..... جیگر کے
لہجے میں ہنسی تھی۔

"کیوں وہاں ان کا کیا کام۔ اور"..... ڈاکٹر نے سخت لہجے میں
پوچھا۔

"بب۔ باس مجھے معلوم نہیں۔ اور"..... جیگر باس کے سخت
لہجے سے گھبرا گیا تھا۔

"کیا تم پوائنٹ فور پر اکیلے ہو۔ اور"..... باس نے پوچھا۔

"نہیں باس میں اکیلا ہوں۔ اور"..... جیگر نے جواب دیا مگر
اسی لمحے تنویر کو زوردار چھینک آگئی۔ تنویر نے چھینک روکنے کی بے
حد کوشش کی مگر۔

"یہ کون چھینکا ہے۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ تم اکیلے ہو۔ اور".....
باس کے لہجے میں غصہ نمایاں تھا۔

"بب باس۔ دراصل بات یہ ہے"..... جیگر نے کچھ کہنا چاہا مگر
عمران نے مشین گن کی نال اس کی کمر سے لگا دی۔

"میں خود چھینکا تھا باس۔ اور"..... جیگر نے بات بنائی۔

"اوکے۔ اور اینڈ آل"..... ڈاکٹر کی آواز آئی اور پھر رابطہ ختم ہو

گیا۔ عمران نے طویل سانس لی۔ مگر تھوڑی دیر بعد اچانک کمرے کے کونے میں موجود ایک مشین سے روشنی کے جھماکے ہونے لگے۔ عمران غور سے مشین کی طرف دیکھنے لگا مگر جلد ہی مشین دوبارہ بجا جان ہو گئی۔

”یہ کیا ہوا ہے“..... عمران نے جیگر سے پوچھا۔ جس کا رنگ اب خوف سے زرد پڑ چکا تھا۔

”باس نے ویژن مشین پر ہمیں دیکھ لیا ہے“..... جیگر نے خوفزدہ لہجے میں انہیں بتلایا۔

”ادہ تنویر کی چینک نے ڈاکٹر کو ہوشیار کر دیا ہے“..... عمران نے سخت نظروں سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور تنویر نے جھینپ کر نظریں جھکا لیں۔

”اب ڈاکٹر نجانے کون سا حربہ استعمال کرے۔ میرا خیال ہے ہمیں جھونپڑی سے باہر نکل جانا چاہیے“..... عمران نے کھڑے ہو کر کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ اندھیرے کے تیر سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے“..... کیپٹن شکیل نے تائید کی۔

”چلو پھر اٹھو تنویر نے خواہ مخواہ اچھی خاصی جگہ سے دیس نکالا دلوا دیا ہے“..... عمران نے کہا اور پھر ان سب نے سامان اٹھایا اور باہر نکلنے لگے۔ عمران نے جیگر کو آگے چلنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ سب لوگ سیدھیاں چڑھتے ہوئے اوپر والی جھونپڑی میں پہنچ گئے پھر جوزف

و ساتھ لئے وہ جھونپڑی سے باہر آگئے۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور جھونپڑی کے پرچے اڑنے لگے۔

”بڑے وقت سے باہر آگئے تھے“..... عمران نے کہا اور باقی لوگوں نے بھی اطمینان کا سانس لیا۔ اب صبح کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ اس لئے پورا جنگل پرندوں کے ہچکچاہٹوں سے گونج اٹھا تھا۔

”انکانا قبیلہ یہاں سے کتنی دور ہے اور اس جیسے اور کتنے سنٹر ابھی رستے میں ہیں“..... عمران نے جیگر سوال کیا۔

”انکانا قبیلہ یہاں سے دو سو میل دور ہے مگر راستہ بے حد خراب ہے“..... جیگر نے جواب دیا۔

”پھر تم لوگ وہاں سے یہاں کیسے آتے جاتے ہو“..... عمران نے سوال کیا۔

”ہم اس مقصد کے لئے ہیلی کاپٹر استعمال کرتے ہیں“..... جیگر نے جواب دیا۔

”کوئی بات نہیں۔ ہم پیدل چلیں گے“..... عمران نے کہا اور ٹیم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

”سنو۔ یہاں کچھ دیر آرام کر لیں۔ پھر ناشتہ وغیرہ کر کے آگے چلیں گے“..... عمران نے کہا اور پھر ان لوگوں نے وہیں ایک بڑے سے درخت کے نیچے ڈیرہ لگا لیا۔ جوزف نے حسب معمول اپنی مشین گن سنبھالی اور نگرانی کے لئے ابھرا دھر ٹہلنے لگا۔

کون چھینکا ہے تم تو کہہ رہے تھے کہ تم اکیلے ہو۔
 ڈاکٹر نے اہتائی سخت لہجے میں کہا۔ اس کی آواز میں غصے
 تک نمایاں تھی۔ جیگر نے جھجکتے ہوئے جواب دیا کہ وہ خود
 ہے مگر ڈاکٹر کو اب مکمل یقین ہو گیا تھا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔
 اس نے سلسلہ ختم کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے وہ کمرے
 سے باہر نکل آیا۔ پھر بال میں ہوتا ہوا ایک اور کمرے میں پہنچا۔
 یہی میں موجود ایک اور دروازے کے پاس پہنچا۔ اس نے جیب
 سے چابی نکالی اور اس کے لاک میں ڈالی پھر ایک ہلکی سی کلک کی آواز
 سے تلا کھل گیا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور اس نے سائیڈ
 ٹیبلے پر ایک بٹن آن کیا۔ کمرہ برقی روشنی سے منور ہو گیا۔ یہ
 ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کی دیواروں کے ساتھ مشینیں فٹ
 تھیں۔ ہر مشین پر نمبر لگا ہوا تھا۔ درمیان میں ایک میز تھی جس کے
 ساتھ ہی ایک آرام کرسی بھی پڑی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر کرسی پر بیٹھ گیا
 پھر اس نے میز کی سائیڈ میں لگے ہوئے سوئچ بورڈ کے ایک بٹن
 پر ہاتھ رکھ کر فوراً ہی سامنے اس مشین کی سکرین روشن ہوئی جس
 پر نمبر چار لکھا ہوا تھا۔ وہ غور سے سکرین کو دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد
 سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ یہ عمران اور اس کی میم تھی۔ چند لمحوں
 تک ڈاکٹر گہری نظروں سے منظر دیکھتا رہا پھر اس نے بٹن بند کر
 دیا۔
 ”ہو نہ یہ وہی پارٹی ہے جس کے لئے میں نے ناشی قبیلے پر تباہی

ڈاکٹر بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا اس کے
 چہرے پر پریشانی اور الجھن کے تاثرات تھے۔ جیسے اسے کسی چیز کا
 انتظار ہو۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور بولا۔
 ”ہیلو ڈاکٹر سپیکنگ۔ اور“..... وہ بار بار یہی فقرہ دہرا رہا تھا۔
 پھر دوسری طرف سے جیگر کی آواز آئی۔
 ”جیگر سپیکنگ ہاس۔ اور“..... اور ڈاکٹر یوں چونک پڑا جیسے
 کوئی انہونی بات ہو گئی۔ اس کی پیشانی پر موجود شکنیں کچھ اور بڑھ
 گئیں۔
 ”اوہ جیگر تم بول رہے ہو“..... لیکن اس کے چہرے سے
 محسوس ہو رہا تھا کہ وہ سخت الجھن میں مبتلا ہے۔ پھر بات کرتے
 کرتے اچانک ٹرانسمیٹر میں ایک زوردار چھینک کی آواز آئی اور وہ
 ایک بار پھر چونک پڑا۔

نازل کی تھی۔ مگر انہوں نے سٹیشن پر کیسے قبضہ کیا..... وہ دو ہاتھوں سے سر جھکائے سوچ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں شدید ناکش ہو رہی تھی۔ جد لکھے تک وہ کوئی قطعی فیصلہ نہ کر سکا۔ پھر

نے سر کو جھٹکا وہ ایک قطعی فیصلے پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے میز کا ایک بٹن آن کر دیا جو سرخ رنگ کا تھا۔ بٹن آن کرنے سے پہلے اس نے اٹھ کر ایک کافی بڑی مشین کی ایک ناب گھما کر اس کی سوئی نمبر ۱ پر فٹ کر دی تھی۔ بٹن آن کرنے کے بعد وہ بغور مشین کو دیکھ رہا۔ بٹن آن ہوتے ہی مشین میں زندگی جاگ اٹھی اور اس نے ڈائل پر موجود ایک چھوٹی سی سوئی تیزی سی اتہائی پوائنٹ کی طرف بڑھ گئی۔ جس وقت وہ اتہائی پوائنٹ پر پہنچی۔ مشین کا ایک سر بلب جل اٹھا۔ اس نے بٹن دوبارہ آف کر دیا۔

..... ڈاکٹر نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ تینوں سامنے پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر کا لٹھن ہتھوڑہ دیکھ کر کچھ زیادہ ہی پریشان ہو گئے تھے۔

مجھے اپنا اتہائی قیمتی سٹیشن ان لوگوں کی وجہ سے تباہ کرنا پڑا۔ لیکن میں نے ان کو انجام تک پہنچا دیا..... وہ بڑبڑایا۔ اس نے دوبارہ سکرین دلا بٹن دبایا لیکن سکرین تاریک ہی رہی۔

کیا بات ہے باس۔ آپ پریشان معلوم ہوتے ہیں..... ایک ملکی نے سکوت توڑا۔

”ہو نہ سب کچھ تباہ ہو چکا ہے..... اس نے بڑبڑا کر بٹن آف کر دیا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر آیا۔ اس نے برقی بلب آف کیا اور کمرے کو تالا لگا کر وہ دوبارہ ہال میں موجود اپنے کین میں آگیا۔ میز کے ساتھ ہی ختم ہو گئی ہے..... ایک نے سوال کیا۔

ہاں میں تمہیں ایک بری خبر سنارہا ہوں۔ پوائنٹ فور میں نے یہ کر دیا ہے..... ڈاکٹر نے تباہ کے لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا اور تینوں اچھل پڑے جیسے ان کے سروں پر بم پھٹ پڑے ہوں۔

نمبر تھری، نمبر ایون، نمبر سکس فور آفس پہنچو..... اس نے تسلیم نہیں کر لینی چاہئے۔ اس لئے میں نے آپ لوگوں کو کال کیا ہے بٹن دبا کر کہا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اب وہ سر تھا ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے..... ڈاکٹر نے کہا۔

پوائنٹ فور آپ نے تباہ کر دیا..... تینوں بیک وقت بولے۔

ہاں۔ مجھے تباہ کرنا پڑا..... ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ انہیں حسیل سے تمام حالات بتلانے لگا۔

یہ تو اتہائی خطرناک صورت حال ہے کیا وہ پارٹی پوائنٹ فور کے ساتھ ہی ختم ہو گئی ہے..... ایک نے سوال کیا۔

ہونا تو ایسا ہی چاہئے۔ مگر ہمیں کوئی بات بغیر مشاہدے کے

نمبر تھری، نمبر ایون، نمبر سکس فور آفس پہنچو..... اس نے تسلیم نہیں کر لینی چاہئے۔ اس لئے میں نے آپ لوگوں کو کال کیا ہے بٹن دبا کر کہا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اب وہ سر تھا ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے..... ڈاکٹر نے کہا۔

”کمانڈر تمہیں پوائنٹ فور کے سروے پر جانا ہے۔ وہ سنٹر میں
— تباہ کر دیا ہے۔ نمبر ایون بطور آپریشن انچارج تمہارے ساتھ
میں گے۔“..... ڈاکٹر نے کہا۔

”یس سر۔“..... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”جائیے نمبر ایون ہم لوگ آپ کی واپسی تک یہیں ہیں تمام
سیلیٹ ملنی ضروری ہیں۔“..... ڈاکٹر نے کہا اور پھر نمبر ایون اٹھ
— ہوا۔ کمانڈر نے ایک بار پھر سیلوٹ کیا اور پھر وہ دونوں آگے
چلے چلتے ہوئے کین سے باہر نکل گئے۔ بال سے ہوتے ہوئے وہ
یہ راہداری میں آئے اور پھر مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے
ایک کافی وسیع میدان میں پہنچ گئے یہ میدان اوپر سے ڈھکا ہوا تھا۔
میں ایک بڑا ہیلی کاپٹر تیار کھڑا تھا وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے ہیلی
کاپٹر کے قریب پہنچے۔ ہیلی کاپٹر کے پاس موجود دو آدمیوں نے انہیں
جی سیلوٹ کیا۔ دونوں نے سیلوٹ کا جواب دیا۔

”جبری پر کھولو۔“..... کمانڈر نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا
وہ آدمی سر ہلاتا ہوا میدان کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ نمبر
ایون کمانڈر اور دوسرا آدمی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ پائلٹ سیٹ
کمانڈر خود تھا۔ پھر ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور میدان کے اوپر
وجود چھت دو حصوں میں تقسیم ہو کر دونوں سمتوں میں سمٹنے لگی۔
— ہدی وہاں آسمان نظر آنے لگا۔ صبح طلوع ہو چکی تھی اس لئے روشنی
— رہی تھی۔ پھر جبری بھی بھاگتا ہوا ہیلی کاپٹر کے قریب آیا اور

”ہمیں فوراً پوائنٹ فور پر مشاہداتی گروپ بھیجنا چاہئے۔“
صورت حال کا اندازہ ہو سکے ”ایک غیر ملکی نے رائے دی۔

”ٹھیک ہے۔ میں ایک مشاہداتی ٹیم وہاں بھیج دیتا ہوں مگر
خیال ہے آپ لوگوں میں سے ایک آدمی بھی ساتھ جائے تاکہ
مکمل اور حتمی رپورٹ مل سکے۔“..... ڈاکٹر نے تینوں کو بغور دیکھ
ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں چلا جاتا ہوں۔“..... اس آدمی نے جس
رائے دی تھی جواب دیا۔

”مگر میرا ایک اور خیال ہے بجائے مرکز سے کوئی ٹیم جانے
کیوں نہ نزدیکی سنٹر سے کہا جائے کہ وہ وہاں جا کر حالات چیک
کریں۔“..... دوسرے آدمی نے کہا۔

”نہیں زیادہ مناسب یہ ہے کہ مرکز کا گروپ وہاں جائے
دوسرے سنٹر والے اس مسئلے پر لاپرواہی یا سستی بھی کر سکتے ہیں
ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ آدمی خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے انٹرکام کا
دبا دیا۔

”ہیلو مشاہداتی گروپ نمبر تھری ریڈی فار آپریشن۔ انچارج فور
میرے پاس پہنچے۔“..... ڈاکٹر نے حکم دیا اور پھر دوبارہ بٹن دبا
رابطہ ختم کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک
تڑکا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے سیلوٹ کیا اور اٹن شن ہو
کھڑا ہو گیا۔

دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا دوسرے لمحے ہیلی کا پڑاؤ پر اٹھنے لگا۔
جلد ہی وہ فضا میں اٹھ رہا تھا۔ اب وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا۔ نیچے جنگل ہی جنگل پھیلا ہوا تھا۔ وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔۔۔
ایون کی آنکھوں پر دور بین تھی اور وہ بڑے غور سے نیچے جنگل کو دیکھ رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی ناشتے سے فارغ ہو چکے تھے۔ اب وہ کاندھوں پر لادے چلنے کے لئے تیار تھے۔ جیگر خاموش تھا۔
ایک چہرہ زرد ہو چکا تھا۔ جیسے آنے والے وقت سے خوفزدہ ہو۔
"میرے خیال میں اب چلنا چاہئے"..... عمران نے کہا اور پھر باقی
نہیوں نے سر ہلادیا۔ لیکن ابھی انہوں نے چند قدم ہی اٹھائے تھے
کہ یونک پڑے انہیں آسمان پر ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں سنائی
دیں۔
"ہیلی کا پڑاؤ"..... عمران بولا۔

"چھپ جاؤ۔ تھائیوں میں چھپ جاؤ"..... عمران نے چیخ کر کہا
پھر وہ سارے اس بری طرح تھائیوں کی آڑ میں ہو گئے۔ جیسے
بت ان کے پیچھے پڑ گئے ہوں۔ تھوڑی دیر بعد ایک ہیلی کا پڑاؤ انہیں
پنے سر پر اڑتا ہوا نظر آیا۔ جھوٹری والی جگہ درختوں سے خالی تھی۔

ن بال بال نک گیا۔ دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا فائر ہیلی
پر کھول دیا۔ فائر کرتے ہی وہ بھاگتا ہوا ایک درخت کی آڑ میں
چلا گیا۔ ہیلی کا پٹر فائرنگ کا یہ فائدہ ہوا کہ دوسری بار اندر سے فائر
کے سوا کچھ نہیں ہوا تھا۔

گھبرا ڈلتے ہوئے دوسری طرف جاؤ..... عمران نے اپنے
سب ہی موجود صفروں سے کہا اور پھر اس کی سکیم کے مطابق سب
آگے بڑھنے لگے۔ اچانک دوسری طرف سے کسی کے بھاگنے کی
آواز آئی وہ لوگ بھاگ کر ہیلی کا پٹر کی طرف بڑھ رہے تھے۔
یہ انہوں نے چھپ چھپ کر آگے بڑھنے کی بجائے ایک دم بھاگ
نے کو زیادہ اچھا سمجھا۔ عمران کی پارٹی نے زمین پر لیٹے لیٹے ہی ان
کا کھول دیا گولیاں ہیلی کا پٹر کے لیڈنگ پیڈز کے اوپر سے گزرتی
تھیں دوسری طرف چلی گئیں اور ایک آدمی کی چیخ سنائی دی۔ گولی
کی ٹانگ پر لگی تھی وہ نیچے گر گیا۔

بھاگو۔ ہیلی کا پٹر کے قریب..... عمران نے ہانک لگائی اور پھر
سب لوگ بھی اندھا دھند ہیلی کا پٹر کی طرف بھاگ پڑے۔
نگ کے فوراً بعد چونکہ وہ لوگ بھاگے تھے اس لئے اس سے پہلے
دوسری پارٹی فائرنگ کرتی وہ لوگ ہیلی کا پٹر کے قریب پہنچ گئے۔

خبردار اگر حرکت کی..... اچانک دوسری طرف سے آواز آئی۔
بیک زید کی آواز تھی جو نجانے کس وقت ریگتا ہوا دوسری طرف
چلا گیا تھا۔ اب دوسری طرف کے آدمی اس کی مشین گن کی براہ

چند لمحوں تک ہیلی کا پٹر اسی جگہ پرواز کرتا رہا جہاں جھونپڑی کا مہر
تھا۔ پھر وہ نیچے اتر آیا۔ ہیلی کا پٹر جھونپڑی سے تھوڑی دور ہی اتر
عمران اور اس کے ساتھی جہاں چھپے ہوئے تھے۔ ہیلی کا پٹر ان
نزدیک ہی اترتا تھا۔ ہیلی کا پٹر کے دروازے کھلے اور پھر اس میں
تین آدمی نیچے اترے انہوں نے ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائی
تھیں اور وہ بڑے محتاط نظر آ رہے تھے۔ وہ چند لمحے بغور ادھر ادھر
رہے۔ پھر وہ آہستہ آہستہ اس جھونپڑی کے بلبے کی طرف بڑھے۔
آدمی بلبے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ پھر انہوں نے بلبے کو بغور
شروع کیا۔ جیگر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپا ہوا یہ تمام کارروائی
رہا تھا۔ افراتفری کے عالم میں چھپتے ہوئے کسی کو اس کا خیال
آیا تھا۔ اس لئے وہ اس وقت اکیلا تھا۔ باقی لوگ اس سے کافی
پر موجود تھے۔ پھر اچانک وہ اٹھ کر تیزی سے ہیلی کا پٹر کی طرف
لگا اچانک ایک فائر ہوا اور گولی جیگر کی کمر میں لگی۔ وہ وہیں گر
پڑے لگا۔ بلبے کا معائنہ کرنے والے بری طرح چونکے اور دوسرے
لمحے انہوں نے بلبے کی ہی آڑ لے لی۔ اب پوزیشن یوں تھی
درمیان میں ہیلی کا پٹر تھا اس کے ادھر عمران اور اس کے ساتھی
اور دوسری طرف ہیلی کا پٹر سے آنے والے افراد تھے۔ عمران
جھاڑیوں کی آڑ سے ہی ہیلی کا پٹر کی طرف ریگتا شروع کر دیا۔ وہ
ہیلی کا پٹر پر قبضہ کرنا چاہتا تھا مگر جیسے ہی رینگتے ہوئے وہ ایک
جھاڑی کے قریب پہنچا اچانک ہیلی کا پٹر کے اندر سے فائر ہو

ب دیا۔

بہتر۔ ٹھیک ہے۔ انہیں گولی مار دو۔..... عمران نے بڑی جی سے بلیک زیرو کو کہا اور بلیک زیرو نے ٹریگر پر انگلی کی تھخت کر دی دوسرے لمحے اس نے فائر کھول دیا۔ نشانہ ایک لگا تھا۔ گولیاں اس پر برسیں اور وہ ایک لمحے کے لئے گولیوں کی بوڑ پر ناچتا رہا۔ پھر نیچے گر پڑا۔ اس کے جسم میں لاتعداد سوراخ ہو گئے۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ دوسرے کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا۔

اسے بھی گولی مار دو۔..... عمران نے تھخت لہجے میں حکم دیا۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔..... وہ ہڈیانی انداز میں بتاؤ۔..... عمران نے بلیک زیرو کو رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے

مجھے پانی دو میرا دل گھبرا رہا ہے۔

اسے پانی پلاؤ۔..... عمران نے جوزف کو اشارہ کرتے ہوئے اور جوزف نے کاندھے سے لٹکے ہوئے ایک بیرل کا منہ کھول کر یہ کپ بھرا اور کپ اس آدمی کی طرف بڑھا دیا۔ وہ آدمی غناغٹ بن پینے لگا۔ جوزف جو بیرل کا منہ بند کر رہا تھا۔ اچانک چھتے کی طرح اور دوسرے لمحے اس نے گن سنبھال کر ایک فائر کر دیا۔ فائر کے ساتھ ایک زوردار چیخ کی آواز سنائی دی۔

لیٹ جاؤ۔..... عمران نے کہا اور پھر سب تیزی سے جھاڑیوں

راست زو میں تھے۔ اس لئے انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے مگر پڑے ہوئے زخمی نے اچانک ریوالور سے بلیک زیرو پر گولی چلا دی۔ بلیک زیرو نے پھرتی سے چھلانگ لگا دی۔ چنانچہ نشانہ خطا ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس نے فائر کھول دیا اور نجانے کتنی تعداد میں گولی فائر کرنے والے کے جسم میں گھسٹی چلی گئیں وہ بے چارہ چیخ بھج رہا تھا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ اب عمران اور باقی ساتھی بھی ہیلی کاپٹر دوسری طرف پہنچ گئے تھے۔ عمران آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچا اور پھر اس نے ایک طرف ہو کر جھٹکے سے اس کا دروازہ کھول دیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اندر موجود آدمی اس پر فائر نہ کر دے۔ اندر خاموشی تھی۔ پھر عمران گن کا رخ اندر کی طرف کر کے سر آیا۔ اندر موجود ایک آدمی اپنی سیٹ پر الٹا پڑا تھا۔ اس کی گردن۔ خون بہہ رہا تھا۔ کوئی گولی ہیلی کاپٹر کا شیشہ توڑ کر اسے چاٹ رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسے نیچے گھسیٹ لیا۔ وہ آخری سانس لے رہا تھا چند لمحوں بعد وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اب دوسری پارٹی کے دو آدمی بچ گئے تھے۔ یہ دونوں ہی سفید فام تھے۔ انہوں نے ہاتھ اپنے سر پر رکھے ہوئے تھے۔

”ہاں تو دو سستو تم اپنے اڈے کی تمام تفصیلات ہمیں بتلاؤ۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔“..... عمران ان سے مختصر ہوا۔

”ہم کچھ نہیں جانتے۔“..... ایک غیر ملکی نے بڑے اطمینان۔

تین کر لوں گا۔ دارالحکومت جا کر منکر ہو جاؤں تو اور بات
- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جب یہاں سے چل دینا چاہئے عمران صاحب..... بلیک زیرو
- ما اور عمران نے سر ہلادیا کیونکہ خطرہ تھا کہ حملہ آور دوبارہ تاک
- نہ ہوں۔

ہیلی کاپٹر کام دے گا..... عمران نے ہیلی کاپٹر کی طرف
ہمتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے کہنے پر وہ سب ہیلی کاپٹر میں سوار ہو
- کو ان کی تعداد کے پیش نظر ہیلی کاپٹر کا حجم چھوٹا تھا مگر اس کے
در چارہ ہی کیا تھا۔ اس لئے سمٹ سمٹا کر وہ لوگ لد ہی گئے۔
نے خود پائلٹ سیٹ سنبھال لی۔ ہیلی کاپٹر کی مشینری محفوظ
- سہتا خچہ جلد ہی ہیلی کاپٹر فضا کی بلندیوں میں پرواز کرنے لگا۔

میں لیٹ گئے۔ اسی لمحے گولیوں کی ایک بوچھاڑ ان کے اوپر سے
گئی۔ وہ آدمی جو سچویشن کو نہیں سمجھ سکا تھا چیخ مار کر گر پڑا۔
گولیاں اس کے پہلو میں گھس گئی تھیں۔ پھر انہیں چند آدمی بند
ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے فائر کئے مگر وہ درختوں کی اوٹ
غائب ہو چکے تھے۔ جوزف بری طرح ان کے پیچھے بھاگا اور درختوں
اوٹ میں غائب ہو گیا۔ وہ سب تھوڑی دیر جوزف کا انتظار کر
رہے مگر جوزف غائب تھا۔ پھر بلیک زیرو خود جوزف کا پتہ کر
گیا۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی آگے بڑھا تھا کہ اسے جوزف واپس آ
نظر آیا۔ اس نے کاندھے پر ایک آدمی کو اٹھایا ہوا تھا۔
"یہ کون ہے"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"شکار"..... جوزف نے ہشیانہ انداز میں جواب دیا۔ افریقہ نے
اس وحشت ناک جنگل میں دیو ہیکل جوزف پورا بن مانس معلوم
رہا تھا۔ پھر وہ لوگ ٹیم کے قریب پہنچ گئے۔

"یہ کسے اٹھالائے جوزف"..... عمران نے حیرت سے اس سے
فام کو دیکھا جبے جوزف نے عمران کے سامنے زمین پر پٹک دیا تھا۔
"یہی میری مشین گن کے سامنے آیا تھا باس۔ باقی لوگ بھاگ
گئے"..... جوزف نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"میں نے سوچا شاید باس میری بات کا یقین نہ کریں"۔ جوزف
نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تم تو شیر کو کان سے پکڑ کر بیچ دینے کا دعویٰ کرو تو کم از کم یہاں

کا پٹر سے باہر موجود افراد کو ختم کر سکتے ہیں۔
 "ہاں۔ یہ تم نے انتہائی اہم نکتہ پیش کیا ہے۔ اس سے پیشتر ہم
 اس نکتہ پر غور ہی نہیں کیا۔" ڈاکٹر گہری سوچ میں غرق ہو

لیے۔
 میرے خیال میں پوائنٹ تھری کو بھی ہوشیار کر دیا جائے اور
 میں حکم دیا جائے کہ وہ پوائنٹ فور پر اپنے آدمی فوراً بھیجیں تاکہ
 مشاہداتی گروپ کو کوئی نازک صورت پیش آجائے تو وہ ان کی
 مدد کر سکیں۔" ڈاکٹر نے کہا۔

ڈاکٹر اور اس کے دو ساتھی ابھی تک اپنے مخصوص کیمین میں
 مشاہداتی گروپ کی کال کا انتظار کر رہے تھے۔ ان کی نظریں ٹرانسپیرنٹ ٹرانسمیٹر کی ناب گھما کر ایک فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر اس
 پر جمی ہوئی تھیں جو ہنوز بے جان تھا۔

"میرے خیال میں ابھی تک وہ پوائنٹ فور تک نہیں پہنچے۔" ہیلو زیرو ون فرام پوائنٹ تھری سپیکنگ۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری
 ڈاکٹر نے کہا۔
 طرف سے آواز سنائی دی۔

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ ورنہ نمبر تھری وہاں پہنچنے کی اطلاع۔" ڈاکٹر سپیکنگ فرام ہیڈ کوارٹر۔ اور۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے کرحش
 ضرور دیتا۔۔۔۔۔ ایک آدمی نے جواب دیا اور ڈاکٹر نے اثبات میں ہجے میں جواب دیا۔
 "میں باس۔ اور۔۔۔۔۔ زیرو ون کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
 ہلا دیا۔

"باس میرا ایک خیال ہے اگر وہ لوگ بچ گئے ہوں اور پوائنٹ۔" زیرو ون پوائنٹ تھری میں اس وقت کتنے آدمی موجود ہیں۔
 فور کے ارد گرد جنگل میں چھپے ہوئے ہوں تو مشاہداتی گروپ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے پوچھا۔

"چھ جناب۔ اور۔۔۔۔۔ زیرو ون نے جواب دیا۔
 "ایسا کرو ان میں سے چار کو فوراً پوائنٹ فور پر بھیج دو۔ میں نے
 کا پٹر سے باہر نہ نکلیں انہیں نہیں دیکھ سکتے اور وہ لوگ آسانی سے

پوائنٹ فور تباہ کر دیا ہے اور مرکز سے ایک مشاہداتی گروپ وہاں
جائزہ لینے گیا ہے۔ وہاں حالات کی نگرانی کرو اور اگر مشاہداتی گروہ
کو کسی قسم کا خطرہ درپیش ہو تو اس کا سدباب کرو۔ اور - - -
نے تفصیلی ہدایات دیں۔

”بہتر جناب۔ میں ابھی چار آدمی بھیج دیتا ہوں۔ اور“.....
 ون نے جواب دیا۔ ویسے اس کے لہجے سے اٹھن صاف نمایاں تھی۔
 شاید یہ پوائنٹ فور کی تباہی کا رد عمل تھا۔ مگر زیرو ون ڈا بکر سے
 سوال کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔

- دشمن تو وہاں نظر نہیں آرہے۔ اور..... ڈاکٹر نے پوچھا۔
- نہیں سر یہاں ارد گرد مکمل خاموشی ہے۔ کوئی آدمی نظر نہیں آ
- اور..... منیر تھری نے جواب دیا۔

"او کے سر۔ اور۔"..... زیروون نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل.....“ ڈاکٹر نے جواب دیا اور پھر بٹن ڈبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

میرے خیال میں وہ لوگ ختم ہو چکے ہیں انہیں تو تصور میں یہ
 یں نہ ہو گا کہ وین مشین پر انہیں دیکھ لیا گیا ہے اور یہ سنراتنی
 سدی تباہ بھی ہو سکتا ہے..... ڈاکو نے خیال پیش کیا۔

”جی ہاں۔ ہونا تو ایسا ہی چلے گا مگر مجھے آثار نظر آرہے ہیں کہ یہ نیم اتہائی خطرناک اور چالاک آدمیوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے اگر یہ سچ بھی گئے تو ناممکن نہیں..... نمبر سکس نے کہا اور ڈاکٹر سوچ میں غرق ہو گیا۔“

”باس ہم پوائنٹ فور پر پہنچ گئے ہیں۔ پوائنٹ فور مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ دور دور تک اس کا ملبہ پھیلا ہوا ہے۔ اور.....“ نمبر تھری نے رپورٹ دی۔



نے لگا اور تینوں یوں چونکے جیسے کوئی انہونی بات ہو گئی ہو۔ ان جبروں پر بے پناہ تجسس موجود تھا۔ ڈاکٹر نے بن آن کیا۔

”زیرودن فرام پوائنٹ تھری سپیکنگ۔ اور“..... دوسری طرف سے منبر ٹن کی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر سپیکنگ۔ اور“..... ڈاکٹر گھبر لہجے میں بولا۔

”باس ایک بری خبر ہے۔ مشاہداتی گروپ کے تمام آدمی ختم کر دیے گئے ہیں۔ میرے سنٹر کے دو آدمی بھی مارے گئے ہیں۔ اور“..... دوسرے دن نے کہا اور کہیں میں موجود تینوں آدمیوں کے چہرے دیکھنے کے قابل تھے۔ پریشانی اور احساس شکست کے امتزاج سے پیدا ہونے لے تاثرات۔

”یہ کیسے ہوا۔ اور“..... ڈاکٹر غصے سے چیخ پڑا۔ اس کی آنکھیں کھارہ بن گئیں تھیں۔

”باس جس وقت میرے آدمی وہاں پہنچے تو ہمارے ایک آدمی کو میڈیاپ کرایا ہوا تھا اور باقی مر چکے تھے۔ میرے آدمیوں نے ان پر ہڑکھول دیا مگر وہ بچ گئے اور پھر مقابلے میں میرے وہ آدمی بھی ختم ہو گئے۔ باقی دو نے بھاگ کر جان بچائی۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر قضا میں بلند ہو گئے۔ اور“..... زیرودن نے رپورٹ مکمل دی۔

”ہونہہ۔ تو ہیلی کاپٹر اس وقت دشمنوں کے قبضے میں ہے۔“ ڈاکٹر غضبناک لہجے میں بولا۔

”اگر یہ ٹیم بچ گئی ہے تو پھر انہیں مرکز تک پہنچنے سے پہلے ختم ہو جانا چاہیے“..... دوسرے آدمی نے کہا۔

”ہونہہ“..... ڈاکٹر ابھی تک گہری سوچ میں غرق تھا۔ کافی گزر گئی۔ لیکن کوئی کال نہیں آئی۔ ڈاکٹر کی پریشانی پر شکنیں آئیں۔

”کیا بات ہو گئی ابھی تک منبر تھری نے رپورٹ نہیں دی ڈاکٹر بڑبڑایا۔

”آپ خود کنکٹ کر لیں ایک آدمی تو ضرور ہیلی کاپٹر میں موجود ہے۔“ منبر سکس نے رائے پیش کی اور ڈاکٹر نے ٹرانسمیٹر فریکوئنسی سیٹ کر کے اس کا بٹن دبایا۔ ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا۔

”ہیلو۔ ڈاکٹر سپیکنگ۔ اور“..... ڈاکٹر نے دو چار مرتبہ فون دہرایا اور دوسری طرف سے خاموشی تھی۔ آخر اس نے بٹن بند کر دیا۔

”کوئی گویا ہو گئی ہے“..... ڈاکٹر نے پریشان لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے ہیلی کاپٹر میں کوئی آدمی موجود ہو“..... منبر سکس نے رائے پیش کی۔

”ہاں ہو سکتا ہے۔“ ڈاکٹر نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔ تینوں آدمیوں کے چہرے سوالیہ نشان بنے ہوئے تھے اور کہیں پر ایک پرسرار سی خاموشی طاری تھی۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک

"یس باس۔ اور..... زبردون نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں ابھی ان کا انتظام کرتا ہوں۔ اور اینڈ آل۔" ڈاکٹر نے کہا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ باقی دو آدمی اس طرز خاموش بیٹھے تھے جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔ ان کے چہرے لٹکے ہوئے تھے اور آنکھوں سے گہری پریشانی جھلک رہی تھی۔

"یہ لوگ حد سے بڑھ گئے ہیں اب ان کی تباہی ہمارے انتہائی ضروری ہو گئی ہے"..... ڈاکٹر نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے میز پر مکہ مارا۔

"یس باس۔ ان لوگوں کا فوری سدباب ہونا چاہئے۔ ورنہ اگر یہ لوگ یہاں پہنچ گئے تو نجانے کیا کر دیں"..... نمبر سکس نے مرعوب کن لہجے میں جواب دیا۔

"کیوں نہ ہیلی کاپٹر ہی تباہ کر دیا جائے"..... دوسرے آدمی نے رائے پیش کی۔

"مگر یہ مشاہداتی ہیلی کاپٹر ہے۔ اس میں ایسا کوئی انتظام نہیں ہے کہ اسے یہاں بیٹھ کر تباہ کر دیا جائے"..... ڈاکٹر نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

"تو پھر جب یہ اٹکانا کی حدود میں پہنچیں اسے راکٹ سے اڑا دیا جائے"..... نمبر سکس نے جواب دیا۔

"ہو نہ ہو۔ اب تو ایسا ہی ہو گا۔ کیونکہ پوائنٹ فور اور مرکز کے درمیان اور بھی کوئی سنٹر موجود نہیں کہ انہیں رستے میں ہی تباہ کر

جائے"..... ڈاکٹر نے کہا۔

"اگر یہ لوگ اٹکانا قبیلے کے ہتھے چڑھ جائیں تو وہ انہیں کبھی نہیں چھوڑیں گے"..... نمبر سکس نے ایک اور تجویز پیش کی۔

"دیری گڈ آئیڈیا۔ یہ ان کے لئے بھیانک ترین سزا ہو گی۔ ہیلی کاپٹر ایسی جگہ تباہ کیا جائے۔ جہاں اٹکانا قبیلے کی بستی موجود ہو۔ اول

یہ ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہی تباہ ہو جائیں گے اور اگر کوئی بچ گیا تو اس سے اٹکانا وحشی نمٹ لیں گے"..... ڈاکٹر کے چہرے پر مسرت کے آثار پھیل گئے۔ جیسے وہ ان کی تباہی کا منظر آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے پاس پڑے ہوئے انٹر کام کا بٹن دبایا۔

"میگانا کو فوراً میرے پاس بھیجو"..... ڈاکٹر نے بٹن دبا کر حکم دیا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"نمبر سکس اور ایون تم دونوں فوراً آپریشن سنٹر پہنچو اور ہیلی کاپٹر اٹکانا بستی کے اوپر مار گرانے کا انتظام کرو"..... ڈاکٹر نے سامنے

بیٹھے ہوئے دونوں آدمیوں کو حکم دیا۔ حکم سنتے ہی وہ دونوں جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے باقاعدہ سلیوٹ کیا اور پھر واپس

بٹن دبا کر کین سے باہر نکل گئے۔ اب ڈاکٹر کین میں اکیلا بیٹھا تھا۔ اس نے آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ بار بار مٹھیاں بھیجتا اور

میز پر کتے مارتا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے غصے نے اسے بے قابو کر لیا ہو۔ دوسرے لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور پھر ایک نوجوان

کی جس نے سرخ رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ اندر داخل ہوئی۔

"یس باس"..... اس نے میز کے قریب پہنچ کر بڑے مترنم آواز میں کہا۔ ویسے اس کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

"بیٹھو"..... ڈاکٹر نے کرخت لہجے میں کہا۔ میگنا خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ چند لمحے تک ڈاکٹر بغور اسے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"میگنا دشمنوں کی ایک ٹیم مرکز پہنچ رہی ہے۔ یہ لوگ ہیلی کاپر پر یہاں آئیں گے۔ میں نے نمبر سکس اور نمبر ایون کو حکم دے دیا ہے کہ انکانا بستی پر ان کا ہیلی کاپر تباہ کر دیا جائے۔ مگر یہ لوگ بے حد عیار اور چالاک واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ نہ

جائیں۔ تم انکانا وحشیوں کو حکم دے دو کہ وہ ان کے استقبال کے لئے تیار رہیں اور انہیں پکڑ کر تمہاری بھینٹ چڑھا دیں۔

"بہتر باس میں ابھی سیکرٹ مائیکروفون سسٹم پر وحشیوں کے ہدایات دے دیتی ہوں"..... میگنا نے پراسرار سی مسکراہٹ سے جواب دیا۔

"ہاں جاؤ اور فوراً یہ ہدایات دے دو کہ وحشی ان کے استقبال کے لئے تیار ہو جائیں"..... ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور میگنا بڑے ناز سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر اس نے ڈاکٹر کو سلام کیا اور کیمین سے باہر نکل گئی۔

.....

.....

.....

.....

ہیلی کاپر تیزی سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ سب لوگ خاموش تھے۔ جوزف اپنے پیٹے پلانے کے چکر میں مصروف تھا۔ جوزف عمران کے قریب ہی بیٹھا تھا۔

"جوزف۔ تم پینا بند کر دو اور دور بین سنبھال لو۔ ہمیں آگے بڑھتے کافی درر ہو گئی ہے۔ کہیں ہم انکانا قبیلے سے دور نہ نکل جائیں"..... عمران نے سنجیدگی سے جوزف سے کہا اور جوزف جو منہ سے بوتل لگائے ہوئے تھا اس نے جھٹکے سے بوتل نیچے رکھ دی۔

دوسرے لمحے اس نے سامنے پڑی ہوئی دور بین اٹھا کر آنکھوں سے لگا لی۔ وہ غور سے نیچے جنگل کی طرف دیکھنے لگا۔ ہیلی کاپر کافی سے زیادہ

نیچے پرواز کر رہا تھا۔ عمران نے اسے بس درختوں کی چوٹیوں سے تھوڑا سا ہی بلند رکھا تھا تاکہ جوزف آسانی سے انکانا قبیلے کی سرحد پہچان لے۔

.....

.....

"عمران صاحب۔ کیا ان لوگوں کو ہیلی کاپٹر پر ہمارے قبضے علم نہیں ہو گیا ہو گا؟..... کیپٹن شکیل نے کہا۔
 "ہاں ضرور ہو گیا ہو گا"..... عمران نے جواب دیا۔
 "پھر تو ہم سخت خطرے میں ہیں۔ وہ کسی وقت بھی ہیلی کاپٹر تباہ کر سکتے ہیں"..... صفدر نے کہا۔ جو کیپٹن شکیل کے قریب بیٹھا تھا۔

"ظاہر ہے جو لوگ باقاعدہ ہیلی کاپٹر استعمال کر سکتے ہیں۔ اسے تباہ بھی کر سکتے ہیں"..... عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ جیسے وہ خود ہی ہیلی کاپٹر میں سوار نہ ہو بلکہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا گفتگو کر رہا ہو۔

"پھر ہمیں فوراً ہیلی کاپٹر چھوڑ دینا چاہئے"..... تنویر سے رہانہ گیار۔
 "تو تمہارا خیال ہے ساری عمر مختلف وحشی قبیلوں کے درمیان وچ ڈاکڑی کا نالک کھیلنے گزار دیں۔ جیگر کی بات تو تم نے سنی تھی۔ کہ اس جھونپڑی اور انکانا قبیلے کے درمیان بے پناہ وحشی قبیہ آباد ہیں"..... عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا اور سب لوگ خاموش ہو گئے۔ جو زف بدستور دو درین آنکھوں سے لگائے جنگل پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔

"ارے شب تار کی ادلاؤ۔ کیا وہ تمہارا اندھا کا نا قبیلہ ابھی تک نہیں آیا؟..... عمران اس بار جو زف سے مخاطب ہوا۔
 "باس۔ جو اندھا ہو وہ کا نا کیسے ہو سکتا ہے اور جو کا نا ہو وہ اندھ

کیسے ہو سکتا ہے"..... جو زف نے بڑے فلسفیانہ انداز میں جواب دیا
 "ورہیلی کاپٹر میں موجود تمام افراد بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔
 "ارے افریقہ میں آکر تمہاری عقل کا زنگ دور ہو گیا ہے۔"
 عمران کے لہجے میں جھینپ تھی۔

"باس۔ افریقہ میں بھلا عقل کا کیا کام۔ یہاں تو طاقت چاہئے طاقت"..... جو زف پر بدستور فلسفیانہ موڈ طاری تھا۔

"تو کیا افریقہ کے تمام لوگ بے وقوف ہوتے ہیں"..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے نشانہ جو زف ہی تھا۔

"ییس باس۔ افریقہ میں موجود تمام لوگ"..... جو زف نے جواب دیا اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"بھئی جو زف بہت خوب۔ مسٹر جو زف تو بہت حاضر جواب ہیں"..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

موسیو نشارا آپ بھی تو افریقہ کے رہنے والے ہیں۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور ایک بار پھر سب لوگ ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ ایکسٹو کیا کر رہا ہو گا؟..... چوہان نے مزہ لینے کے لئے عمران کو چھیڑا۔

"ہونہہ۔ بیٹھا ہو گا جو یا کو فون کرتا۔ ایکسٹو سپیننگ"۔ تنویر نے باقاعدہ ایکسٹو کی نقل اتارتے ہوئے کہا اور پھر پوری ٹیم زعفران زار بن گئی۔ عمران اور بلیک زیرو کے چہرے پر البتہ عجیب سی مسکراہٹ دوڑ گئی جیسے سچویشن کا مزہ لے رہے ہوں۔

"میں بھی سوچوں کہ تنویر صاحب سارے سفر میں کیوں منہ میر گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے رہے۔ انہیں شاید یہ فکر کھائے جا رہی ہے کہ ان کی عدم موجودگی کا فائدہ اٹھا کر کہیں ایکسٹو جولیا پر محبت کے ڈورے نہ ڈال دے"..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہ ایکسٹو کون ہے"..... بلیک زیرو نے بڑی معصومیت سے عمران سے پوچھا اور اس وقت ساری ٹیم کے چہرے یکدم بجھ گئے کیونکہ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ ایک اجنبی بھی ان کے درمیان ہے اور ایک اجنبی کے سامنے ایکسٹو کا نام لینا یا اس کا ذکر کرنا انتہائی غیر ذمہ داری کا کام ہے۔

"تنویر کا انکل ہے۔ خواہ مخواہ پر سرار بنتا ہے۔ اصل نام کی بجائے ایکسٹو کے نام سے پکارا جانا زیادہ پسند کرتا ہے اور جاسوسی ناولوں کے کرداروں کی طرح گفتگو کرتا ہے"..... عمران نے بلیک زیرو کو ایکسٹو کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں شوخی سے چمک رہی تھیں۔ ادھر بلیک زیرو کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے قہقہہ اس کے حلق سے باہر نکل ہی آئے گا۔ وہ بڑی مشکل سے ہنسی ضبط کئے ہوئے تھا۔

"میرا کیوں انکل ہونے لگا۔ تمہارا انکل ہو گا۔ میں تو اسے گھاس بھی نہیں ڈالتا"..... تنویر چڑ گیا۔

"چلو چھوڑو اس ٹاپک کو۔ کوئی اور بات کرو"..... صفدر نے

بات ملتے ہوئے کہا۔

"اور جولیا۔ عمران صاحب"..... بلیک زیرو کو شاید اس کمپوزیشن پر لطف آ رہا تھا۔

"موسیو نشارا کیا بات ہے کیا تنویر کا شجرہ نسب پوچھنے کا ارادہ ہے۔ جولیا تنویر کی کچھ نہ کچھ بہر حال لگتی ہے جس پر اس کے انکل ایکسٹو کی نظر ہے"..... عمران بھی شاید مزہ لے رہا تھا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔ اگر تم نے کوئی بکواس کی"۔ تنویر غصے سے دھاڑا۔

"کیوں نہ۔ آخر افریقہ کی آب و ہوا کا کچھ اثر تو ہونا چاہئے"۔ عمران شاید اسے ستانے پر تل گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا۔ جوزف جو دور بین سنبھالے ان سے قطعی بے نیاز جنگل پر دھیان جمائے ہوئے تھا۔ چیخ پڑا۔

"باس انکانا قبیلے کی سرحد نزدیک ہے"..... اور لوگ یوں چونک پڑے جیسے وہ خواب سے بیدار ہوئے ہوں۔

"کتنی دور ہے سرحد"..... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"تقریباً دس میل دور ہے"..... جوزف نے جواب دیا۔

"تم آدمی ہو یا عقاب۔ کیا دس میل دور تمہیں سرحد نظر آ رہی ہے"۔ عمران نے برا سامنے بتاتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ میں نے ایک درخت پر انکانا قبیلے کا مخصوص نشان انسانی کھوپڑی دیکھ لی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں سے دس

خود بھی ایک درخت پر چڑھنے لگا۔ اس کی دیکھا دیکھی باقی لوگ بھی سامان نیچے رکھ کر درختوں پر چڑھ گئے۔ ہیلی کاپڑ ایک مخصوص بلندی پر پہنچ کر آگے بڑھنے لگا۔ اس کی رفتار کافی تیز تھی اور اب وہ کافی دور پہنچ چکا تھا۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ دور نیچے جنگل سے ایک کٹ نکلا اور پھر وہ سیدھا ہیلی کاپڑ سے آ نکرایا۔ ایک زوردار دھماکے سے جنگل گونج اٹھا۔ ہیلی کاپڑ کے ٹکڑے اڑ گئے تھے اور ایک بار پھر سب لوگ عمران کی خداداد ذہانت کے قائل ہو گئے۔

میل دور ان کی سرحد شروع ہو گی۔ یہ خاص نشان ہے۔..... جوزف نے عمران کو یوں بتلایا جیسے استاد بچوں کو جغرافیہ کا سبق پڑھاتا ہے اور عمران نے یہ سنتے ہی ہیلی کاپڑ کی رفتار کم کر دی۔ چند ہی لمحوں بعد ہیلی کاپڑ فضا میں معلق ہو گیا۔ عمران چند لمحوں تک نیچے دیکھتا رہا اور پھر اس نے ایک خالی جگہ ہیلی کاپڑ نیچے اتار دیا۔

”سب لوگ نیچے اتر جائیں۔ سامان وغیرہ اٹھالیں۔.....“ عمران نے پیچھے مڑ کر کہا اور پھر ہیلی کاپڑ کے دروازے کھلے اور تمام لوگ سامان اٹھائے باہر نکل آئے۔ اب صرف عمران ہی اندر رہ گیا تھا۔ اس نے جیب سے ایک رسی نکالی اور پھر اس نے سنئیرنگ راڈ کے ایک ہک کے درمیان باندھ دی اور چار مختلف جگہوں پر اس نے اور رسی باندھی اور پھر ایک بٹن دبایا۔ ہیلی کاپڑ کا انجن دوبارہ جاگ اٹھا اور اس کے اوپر لگا ہوا پنکھا زور زور سے گھومنے لگا۔ اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور پھر ایک اور بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبے ہی ہیلی کاپڑ تیزی سے اوپر اٹھنے لگا۔ ہیلی کاپڑ اوپر اٹھتے ہی عمران نے دروازہ کھولا اور دوسرے کمرے اس نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ ہیلی کاپڑ ابھی صرف چھ فٹ ہی بلند ہوا تھا۔ اس لئے عمران کو نیچے گرنے پر کوئی چوٹ نہیں لگی۔ ہیلی کاپڑ اوپر اٹھتا چلا گیا۔

”یہ کیا عمران صاحب..... ساری ٹیم حیرت سے عمران کی حرکت کو دیکھنے لگی۔

”درختوں پر چڑھ جاؤ اور تماشا دیکھو.....“ عمران نے کہا اور پھر

تھی۔

"اٹکانا دیوی۔ تمہارے بھاری حاضر ہیں۔..... سب قبیلے والے بے اختیار چیخ پڑے۔ دوسرے لمحے وہ زمین پر سجدے میں گر گئے۔"

"اٹھو میرے بھاریو اور میرا حکم غور سے سنو۔ اگر تم نے میرا حکم بجالانے میں کوئی کوتاہی کی تو میں سارے قبیلے پر آگ اور خون کی بارش کر دوں گی۔ میں جو تمہاری دیوی ہوں اور جس کے ہاتھ میں یہ زمین و آسمان خرگوش کے بچے کی طرح ہیں۔ میں جس وقت چاہوں سب کچھ تباہ کر سکتی ہوں۔ میرا حکم مانو۔..... دیوی کی آواز کہیں دور سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے لہجے میں ایک پرسرار حکم تھا۔

"ہمیں حکم دو دیوی۔ ہم تمہارا حکم ماننے کے لئے اونچے سے اونچے درخت پر بندر کی طرح چڑھ جائیں گے۔ زمین کی گہرائیوں میں چوہے کی طرح گھس جائیں گے۔ تمہارے دشمن کو سانپ کی طرح ڈس لیں گے اور تمہارے دوست کو اپنا خون پلانے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔..... قبیلے کا سردار جو میدان کے درمیان کھڑا تھا اور جس کے گلے میں سکڑی ہوئی انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا اور سر پر کسی پرندے کے پروں کا تاج موجود تھا۔ بڑے ادب سے بولا۔

"میں تم سے خوش ہوں میرے بھاریو۔ میں تم پر اپنی پسندیدگی کے بادل برسا دوں گی۔ تمہارے دشمن خون انگلیں گے۔ سنو اور غور سے سنو۔ چند آدمی جو تمہارے قبیلے کے دشمن ہیں۔ ایک ہوائی گاڑی

ایک عجیب سی پرسرار آواز پوری بستی میں گونجنے لگی۔ جیسے بستی کے ہر جھونپڑی سے آواز نکل رہی ہو جیسے ارد گرد موجود دیو ہیکل درخت سرگوشیاں کر رہے ہوں۔ جیسے ہوا کی لہریں پیغام دے رہی ہوں۔ مدھم مدھم سرگوشیاں چاروں طرف پھیل گئیں۔ بستی میں موجود ہر فرد کا چہرہ اس آواز کو سنتے ہی زرد پڑ گیا۔ وہ پھر اس تیزی سے جھونپڑیوں سے باہر نکلے جیسے اگر انہیں چند لمحے درہو گئی تو وہ لوگ جل کر بھسم ہو جائیں گے۔ بستی کا ہر بوڑھا، جوان، عورت، بچہ درمیانی وسیع میدان میں جمع ہو گیا۔ یہ دیو ہیکل جسموں کا مالک قبیلہ تھا۔ ان کی آنکھوں میں وحشت اور درندگی جیسے ناچ رہی تھی۔

"تمہاری دیوی اٹکانا تمہیں بلا رہی ہے۔ میرے بھاریو تمہاری دیوی تم سے بات کر رہی ہے۔..... آواز اب قدرے واضح ہو گئی تھی۔ یہ انتہائی سریلی اور مترنم آواز تھی۔ بولنے والی کوئی عورت تھی۔

نیں مانگ رہی تھیں کہ ان کے دشمن مل جائیں اور وہ انہیں
کی بھینٹ چرمھا کر دیوی سے اس کی پسندیدگی کی بارش حاصل
کریں۔

میں سوار ہو کر یہاں آ رہے ہیں۔ میں ان کی گاڑی کو ہوا ہی میں تباہ
کر دوں گی مگر میں تمہیں حکم دے رہی ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی
آدمی زندہ بچ جائے تو اسے پکڑ کر میری بھینٹ چرمھا دو۔ سنو۔ میر
بھینٹ مانگ رہی ہوں۔ اگر تم نے ان لوگوں کو میری بھینٹ نہ
چرمھایا تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی..... دیوی نے اپنے حکم
کی وضاحت کر دی۔

"نہیں دیوی۔ ہم ضرور ان کی بھینٹ دیں گے۔ ہم تمہیں
ناراض نہیں کر سکتے۔ تم ہمیں بتاؤ کہ ہمارے دشمن کہاں ہیں۔ ہم
انہیں چوہے کے بل سے بھی گھسیٹ کر باہر لے آئیں گے۔" انکا
سردار نے چیخ کر کہا۔

"تم اپنے قبیلے کی سرحدوں پر پھیل جاؤ اور انہیں تلاش کرو۔
دیوی نے حکم دیا اور پھر اس کی آواز آنا بند ہو گئی۔ سردار نے سارے
قبیلے کے مردوں کو اکٹھا کرنے کے لئے دھول بجانے کا حکم دیا۔ جس
سے بستی میں موجود تمام وحشی اسی میدان میں اکٹھا ہونا شروع ہو
گئے۔ جب تمام وحشی میدان میں اکٹھے ہو گئے تو سردار نے درمیان
میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور دیوی کا حکم سنایا۔ سب وحشیوں نے
نیزے تان کر دیوی کا حکم بجالانے کا اقرار کیا اور پھر سردار کے حکم پر
وہ اپنی سرحدوں پر دوڑ گئے تاکہ اپنے دشمنوں کو تلاش کر کے لے
آئیں اور دیوی کی بھینٹ چرمھا سکیں۔ چند لمحوں بعد میدان مردوں
سے خالی ہو گیا۔ اب وہاں بچے، بوڑھے اور عورتیں ہی باقی رہ گئیں

چلا گیا۔ وہ کافی دور سے سرحدوں میں داخل ہونا چاہتے تھے۔
اپنے گروپ کو لے کر ان کی مخالف سمت میں چل دیا۔ ابھی
وگ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ انہیں دور کہیں ڈھول بجنے کی آواز
نے گئی۔

یہ وحشیوں کے اکٹھے ہونے کا سائن ہے..... عمران نے کہا
باقیوں کے چہرے تجسس سے پر ہو گئے۔ وہ آنے والے وقت کا
قربانی اندازہ لگا سکتے تھے۔

اگر ہم کسی طرح وحشیوں سے بچ کر سفید فاموں کے مرکز میں
خل ہو گئے تو معاملہ جلدی پنٹ سکتا ہے..... عمران نے بلیک
رود سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ہاتھوں میں مشین گنیں لئے آہستہ
ہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔ کافی دور چلنے کے بعد اچانک وہ رک گئے
یونکہ ان کے قریب ہی جھاڑیوں سے ایک زوردار نعرے کی آواز
سنائی دی۔ سب لوگ چوکے ہو گئے۔ مشین گنوں کے ٹریگروں پر ان
کی انگلیاں مضبوطی سے جم گئیں۔ پھر ان کے ارد گرد کا علاقہ وحشیوں
کے زوردار نعروں سے گونج اٹھا۔ دوسرے لمحے قد آدم جھاڑیوں سے
دھنسی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے نیزے بجلی کی طرح چمک رہے
تھے اور انہوں نے عمران اور ان کے ساتھیوں کے گرد گھیر ڈالا ہوا
تھا۔ وہ اپنے نیزوں کو ہوا میں نچا رہے تھے۔ ان کے چہرے دہشت
ناک تھے۔ آنکھوں میں بجلیاں سی چمک رہی تھیں۔
"ان پر فائرنگ کریں..... نعمانی نے عمران سے پوچھا۔

"بڑا اچھا ڈانچ دیا عمران صاحب آپ نے..... سب لو
درختوں سے اتر کر جیسے ہی نیچے اکٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔
"ہاں۔ دیا تو ہے اب دیکھو وہ لوگ اسے لیتے بھی ہیں یا نہیں
عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔
"اب کیا پروگرام ہے..... صفدر نے کہا۔

"ایسا کرو۔ آپس میں دو پارٹیوں میں بٹ جاؤ اور پھر اٹکانا قبیلے
سرحد میں داخل ہو جاؤ۔ کوشش کرو کہ وحشیوں پر گولی نہ چلے
عمران نے کہا۔ پھر عمران نے ٹیم کو دو گروپوں میں تقسیم کر دیا۔
"دوسرے گروپ کالیڈر صفدر ہو گا..... عمران نے کہا۔
کے گروپ میں بلیک زید، چوہان اور نعمانی تھا۔ دوسرے گروپ
میں صفدر، کیپٹن شکیل، جوزف اور تنویر تھا۔ پھر سب نے ایک
دوسرے سے ہاتھ ملائے اور پھر وہ علیحدہ ہو گئے۔ صفدر کا گروپ ایک

”ہرگز نہیں۔ کتنے وحشی مار لو گے۔ انہوں نے ہمیں نیزوں

لینا ہے۔“۔ عمران نے جواب دیا۔ پھر وحشی ناپتے ہوئے ان کے گھیرا تنگ کرنے لگے۔ اچانک ان میں سے ایک وحشی نیزہ تانے سے آگے بڑھا۔

”ہم دوست ہیں۔ دشمن نہیں۔“..... عمران نے انکانا کی مخصوص زبان میں پکار کر کہا۔ وہ جوزف سے پہلے ہی یہ زبان سیکھ چکا تھا۔ وحشی جو نیزہ تانے آگے بڑھ رہا تھا۔ جھٹکے سے رک گیا۔ اس کا حیرت سے پھٹے کا پھنسا رہ گیا۔ اسے دراصل قطعی خیال بھی نہیں تھا کہ یہ غیر ملکی اس کی زبان بھی بول سکتے ہیں۔

”تم دوست نہیں دشمن ہو۔ ہماری دیوی نے ہمیں تمہارے متعلق پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے۔“..... اس وحشی نے سخت لہجے میں کہا۔ تو پھر تم ہمیں اپنی دیوی کے پاس لے چلو۔ میں خود اس سے بات کروں گا۔“..... عمران نے بھی جواباً سخت لہجے میں کہا۔

”نہیں دیوی نے تمہیں بھیئت چڑھانے کا حکم دیا ہے۔ ہم تمہیں دیوی کی بھیئت چڑھا دیں گے۔“..... وحشی نے کہا۔

”ضرور بھیئت چڑھا دینا مگر ایک بار پھر اپنی دیوی سے پوچھ لو۔ کیونکہ میں بذات خود دیوتا ہوں۔ یہ نہ ہو کہیں تمہارے قبیلے والوں کو لینے کے دینے پڑ جائیں۔“..... عمران نے پروکار لہجے میں ان کی ایک قسم کی دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ نہ تم دیوتا ہو۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اگر تم دیوتا ہوتے

ہماری دیوی کو نہ پتہ ہوتا۔“..... وحشی کو غصہ آگیا۔

”سو سکتا ہے۔ تمہاری دیوی نے جن کے بارے میں تمہیں حکم دیا۔ وہ ہم نہ ہوں کوئی اور ہوں۔“..... عمران نے ٹھوس دلیل پیش کی۔ اس بار وحشی واقعی شش و پنج میں پڑ گیا۔ کیونکہ دیوی نے کوئی غیرہ تو نہیں بتایا تھا۔ عمران نے اسے شش و پنج میں دیکھا تو وہ بے پروا مزید چوٹ لگا دی۔

”سوچ لو میرے دوست۔ کہیں تمہاری دیوی تم سے ناراض نہ ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”نصیحت ہے۔ ہم تمہیں دیوی کے پیش کر دیتے ہیں۔“..... وحشی نے کہا۔ عمران نے اشارے پر باقی ساتھیوں نے اپنا تمام ہتھیار و حشیوں کو پکڑا دیا۔ البتہ مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں ہی رہیں۔ وحشیوں نے انہیں لینے پر اصرار کیا اور نہ انہوں نے دینا سہی۔ سب سمجھا۔ پھر وحشیوں کے گھیرے میں وہ آگے بڑھنے لگے کافی دیر تک میں گزرنے کے بعد وہ ایک بستی کے قریب پہنچ گئے۔ بستی کے قریب ہی ایک گرجا کی گرجا کی گرجا کی اطلاع ملی تو تمام لوگوں کے ہاتھ سر سے کھل گئے۔ وہ سب خوشی سے ناپچنے لگے۔ وحشیوں نے پھارج نے انہیں بڑی سی جھونپڑی کے اندر دھکیل کر باہر سے بند کر دیا اور پھر دو کڑیل وحشی ہاتھوں میں نیزے اٹھائے پہرہ لگے۔ خود انچارج سردار کی جھونپڑی کی طرف بڑھ گیا۔ سردار کو ان کی گرفتاری کی اطلاع مل چکی تھی اس لئے وہ جلد ہی شاہی

جھونپڑی سے باہر آگیا۔

”سردار۔ ہم انہیں پکڑ کر لے آئے ہیں۔ ان کا ایک آدمی

زبان بولتا ہے اور اپنے آپ کو دیوتا کہتا ہے۔“..... انچارج نے

کو بتلایا اور پھر عمر ان اور اپنے درمیان ہونے والی گفتگو سے

تفصیل سے آگاہ کر دیا۔ اس کی باتیں سن کر سردار کے چہرے

قدرے تشویش کے آثار ابھر آئے۔

”ہو نہہ۔ میرے خیال میں ہمیں دیوی کی ہدایات کا انتہ

چلیئے۔ تم لوگ ویسے دوبارہ جنگل میں پھیل جاؤ۔ شاید کوئی

دشمن ابھی موجود ہوں۔“..... سردار نے انچارج سے کہا اور

نے سلام کیا اور پھر واپس مڑ گیا۔

صفدر کا گرد پ تیزی سے جنگل میں بڑھ رہا تھا کہ اچانک جوزف

کر رک گیا۔

موسیو صفدر میں دشمن کی بو سونگھ رہا ہوں۔“..... جوزف نے

سکڑتے ہوئے کہا۔

دشمن سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ کیا کسی درندے کی بو سونگھ

ہو۔“..... صفدر نے وضاحت طلب کی مگر جوزف نے جواب

کی بجائے اچانک ایک جھاڑی کے پیچھے چھلانگ لگا دی۔ وہ

چھتے کی طرح لپکا تھا۔ دوسرے لمبے جھاڑی میں شدید کش کش

تار نظر آئے۔ صفدر اور باقی لوگ بھی اس جھاڑی کی طرف

مگر اس سے پہلے کہ وہ وہاں پہنچتے جوزف اچانک اوپر اٹھا۔ اس

بمبوں میں ایک دیو ہیکل وحشی اٹھا ہوا تھا۔ اس نے پورے زور

سے زمین پر دے مارا۔ وحشی کے منہ سے زوردار چیخ نکل گئی۔

صفدر نے جھپٹ کر کاندھے سے مشین گن اتاری اور اس کا رخ

"چھپ جاؤ۔ چھپ جاؤ۔" صفدر نے چیخ کر کہا کیونکہ اس نے باقی وحشیوں کو نیزے تلنتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ جوزف تو پہلے ہی چھلانگ لگا کر ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا تھا۔ باقی لوگوں نے بھی چھلانگ لگا دی مگر تنویر بیچھے رہ گیا تھا اور پھر اس کی چیخ سے بھی جنگل گونج اٹھا۔ ایک نیزہ اس کے بازو میں گھس گیا تھا مگر وہ آڑ میں ہو چکا تھا۔

"فائرنگ کرو۔" صفدر نے چیخ کر کہا اور پھر سب نے فائرنگ شروع کر دی۔ وحشیوں پر گولیوں کی بو چھاڑ ہو گئی۔ وہ چونکہ اندھا دھند بھاگے چلے آ رہے تھے اس لئے بری طرح گرنے لگے۔ پھر چند لمحوں بعد وہ پلٹ کر بھاگے۔ تقریباً ان کے پچاس کے قریب آدمی مر چکے تھے۔ ان کے بھاگنے کے بعد صفدر تیزی سے تنویر کے پاس آیا۔ تنویر نے نیزہ بازو سے نکال لیا تھا مگر اس کے بازو سے بے تحاشا خون نکل رہا تھا۔ صفدر نے کاندھے سے بیگ اتار اس میں فرسٹ ایڈ کا سامان موجود تھا۔ اس نے سب سے پہلے تنویر کے بازو پر پٹی باندھی خون ٹکنا بند ہو گیا۔ صفدر نے باقی ساتھیوں کا خیال کیا مگر جوزف غائب تھا۔ صفدر نے کچھ دیر تو ادھر ادھر ڈھونڈا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا۔ وہ وحشی جس کو جوزف نے اٹھا کر نیچے پھینکا تھا وہ بھی غائب تھا۔ شاید وہ رینگ کر کہیں چھپ گیا ہو۔

"ہمیں فوراً آگے بڑھنا چاہئے کیونکہ وحشی ایک بار پھر حملہ کریں گے۔ تنویر تم نے فائرنگ کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اب وحشی

اس وحشی کی طرف کرنا ہی چاہتا تھا کہ صفدر نے آگے بڑھ کر اس سے اس کی مشین گن کا رخ ایک طرف کر دیا۔

"پاگل ہو گئے ہو جوزف۔" صفدر غصے سے چیخا۔

"میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ بزدلوں کی طرح ہمارے کرنا چاہتا تھا۔" جوزف کا چہرہ شدید غصے کی وجہ سے اور سیاہ تھا۔ وحشی زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ شاید اس کی ریڑھ کی ہڈی شدید ضرب پہنچی تھی۔

"ٹھہرو میں تمہارا انچارج ہوں۔ میرے حکم کے بغیر تم کچھ نہ کرو گے۔" صفدر نے سخت لہجے میں کہا اور جوزف برا سامنے بڑھلا پڑ گیا۔ ویسے اس کا انداز بتاتا تھا کہ اگر عمران نے صفدر کا انچارج نہ بنایا ہوتا تو وہ صفدر سے بھی لڑ پڑتا۔ وحشی کے منہ ہلکی ہلکی کراہیں نکل رہی تھیں۔

"اس سے پوچھو کہ اور کتنے آدمی قریب ہی موجود ہیں۔" صفدر نے جوزف سے کہا کیونکہ وہ خود اٹکانا زبان نہیں جانتا تھا۔ اس سے پہلے کہ جوزف اس سے کچھ پوچھتا اچانک ان کے ارد گرد نعروں کا شور مچا ہوا اور دوسرے لمحے سلسلے کی چھاڑیوں سے وحشیوں کے سر آئے۔ یہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ وہ سلسلے سے نیزے لہراتے ان کی طرف بھاگے آ رہے تھے۔ اچانک تنویر نے مشین گن کا رخ کھول دیا۔ جنگل تتر بتر ہوا کی زوردار آواز سے گونج اٹھا اور ساتھ ساتھ وحشیوں کی چیخوں سے کہرام مچ گیا۔

پرنے کے انداز سے پتہ چلتا تھا کہ وہ اس کا استعمال نہیں جانتے۔
 صفر پریشان تھا کہ کہیں انتقامی کارروائی کے تحت ان کو وہ لوگ
 جس نے نیزے مار مار کر مار دیں مگر وحشیوں نے نیزوں کے اشارے
 سے انہیں آگے بڑھنے کے لئے کہا اور پھر وہ شور مچاتے ہوئے وحشیوں
 کے حصار میں آگے بڑھنے لگے۔ جلد ہی ایک کھلے میدان میں بستی کے
 آثار نظر آنے لگے پھر جیسے جیسے وہ بستی کے قریب ہوتے گئے وحشیوں
 کا ہجوم بڑھتا گیا۔ وہ بری طرح شور مچا رہے تھے۔ ان کے لہجوں سے
 محسوس ہو رہا تھا کہ وہ سخت غضبناک ہیں۔ شاید انہیں اپنے
 ساتھیوں کی موت کا غصہ تھا۔ جلد ہی وہ بستی کے سامنے ایک وسیع
 میدان میں پہنچ گئے۔ وحشیوں کا سردار بھی اپنی جھونپڑی سے باہر نکل
 آیا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ اس نے چیخ کر ہجوم سے کہا
 اور پھر ان سب کو ایک جھونپڑی میں بند کر دیا گیا اور وحشی نیزے
 تان کر باہر پہرہ دینے لگے۔ ان کا سامان شاہی جھونپڑی میں پہنچا دیا
 گیا۔ اب سارا ہجوم میدان میں اکٹھا تھا اور شور و غل سے کان پڑی
 آواز نہیں آرہی تھی۔ سردار چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ
 شور و غل کم ہوتا گیا اور تھوڑی دیر بعد ہجوم پر خاموشی طاری ہو گئی۔
 اب صرف سردار کے بولنے کی آواز آرہی تھی۔ چند لمحے سردار بولتا
 رہا۔ پھر ہجوم خاموشی سے بکھر گیا۔ تھوڑی دیر بعد میدان خالی ہو گیا۔
 سردار وہاں کافی دیر رکا رہا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا جنگل میں
 غائب ہو گیا۔

ہمیں قید کرنے کی بجائے جان سے مار دیں گے اور اس جنگل میں ان
 کے نیزے اندھیرے کے تیروں کی مانند جسموں میں ترازو ہو جائے
 گے۔"..... صفر نے قدرے سخت لہجے میں تنویر کو ڈانٹا۔ تنویر نے
 چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ
 سر جھکانے پر ہی اکتفا کیا۔

"چلو اب آگے بڑھو۔ نجانے یہ جوزف کہاں غائب ہو گیا ہے۔
 صفر کے لہجے میں ہلچن تھی۔ وہ اپنے ساتھیوں کی سرزوری پر سخت
 غضبناک ہو گیا تھا مگر کیا کرتا مجبوری تھی۔ وہ سب آگے بڑھنے لگے۔
 کافی دور تک آگے بڑھے ہی تھے کہ اچانک اوپر درختوں سے ان پر
 ایک بڑا جال آن پڑا اور اس سے پہلے کہ وہ سنہلنے جال کھینچا جا چکا تھا
 وہ سب بے بسی سے ہاتھ مارتے رہ گئے۔ جال میں وہ بری طرح پھنس
 گئے تھے اور سب ایک گٹھڑی کی صورت میں تبدیل ہو چکے تھے۔ ان
 کی مشین گنیں بھی ان کے ہاتھوں سے چھوٹ کر جال میں بی ات
 پلٹ ہو گئی تھیں۔ پھر وحشیوں کے زوردار وحشیانہ نعروں سے جنگل
 گونج اٹھا پھر ارد گرد کے درختوں سے وحشی ہی وحشی کودنے لگے۔ پھر
 ہی وہ اس جال کے قریب آکر ناچنے لگے صفر اور اس کے ساتھی
 پوری طرح بے بس ہو چکے تھے۔ پھر اس گردہ کا سردار آگے بڑھا۔ اس
 نے چیخ کر کچھ کہا اور پھر جال کی رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں۔ نیزوں نے
 نوک پر ان سب کو فرداً فرداً باہر نکالا گیا۔ ان کا سب سامان ان سے
 لے لیا گیا مشین گنیں بھی وحشیوں نے اٹھا لیں۔ ویسے ان کے

تھسناک تھا جیسے اسے اس مسئلے کی سمجھ نہ آرہی ہو۔

اسی لئے میں حیران ہوں۔ میں نے تو بڑی اچھی طرح ارد گرد کے علاقہ میں تلاشی لی ہے مگر کسی بھی آدمی کی کوئی انگلی تک بھی نظر نہیں آئی اور نہ ہی کوئی سامان وغیرہ بھی بکھرا ہوا نظر آیا ہے۔ صرف ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے ہی بکھرے ہوئے تھے۔..... نمبر سکس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تباہ ہونے سے پہلے اس میں سے آدمی کو دے تھے؟" ڈاکٹر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ البتہ ایک دفعہ ہیلی کاپٹر تھوڑی دیر کے لئے راڈار سکرین سے غائب ہو گیا تھا مگر جلد ہی وہ دوبارہ نظر آگیا اور پھر کافی نزدیک آنے پر راکٹ مار کر تباہ کر دیا گیا ہے۔..... نمبر سکس نے جواب دیا۔

"ہونہر۔ عجیب بات ہے۔ اس سے تو یہی مطلب واضح ہوتا ہے کہ خالی ہیلی کاپٹر فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ جو قطعی ناممکن ہے۔" ڈاکٹر نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"یہی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔..... نمبر سکس نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔ وہ دونوں خاموش تھے اپنی اپنی سوچوں میں غرق۔ کہ اچانک دروازہ کھلا اور پھر میگا ناکی شکل نظر آئی۔

"اجازت ہے باس۔..... اس نے دروازے میں ہی کھڑے ہو کر اندر آنے کی اجازت طلب کی۔

ڈاکٹر ایک بڑے سے کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔ پھر دروازہ کھلا اور نمبر سکس اندر داخل ہوا۔

"باس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیا گیا ہے۔..... نمبر سکس نے مودبانہ طور پر ڈاکٹر سے کہا۔

"دیری گڈ۔ کیا اسے فضا میں ہی تباہ کیا گیا ہے؟" ڈاکٹر نے پوچھا۔

"یس باس۔ مگر باس ہیلی کاپٹر کے ٹکڑوں کا معائنہ کرنے کے بعد ایک بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ اس کے ٹکڑوں کے ساتھ کسی آدمی کی لاش یا اس کے جسم کے حصے نہیں ملے۔..... نمبر سکس نے کہا اور ڈاکٹر کے چہرے پر ایک بار پھر شکنیں ابھر آئیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہیلی کاپٹر کو فضا میں تباہ کیا جائے اور اس میں کوئی آدمی نہ ہو اسے رو صیں چلا رہی تھیں۔..... ڈاکٹر کا لہجہ

"یس کم ان"..... ڈاکٹر نے میگنا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے نمبر سکس اور میگنا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"رپورٹ"..... ڈاکٹر نے میگنا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔ میں نے دھڑی قبیلے کو ان لوگوں کی تلاش کا حکم دے دیا تھا۔ چنانچہ تمام قبیلہ ان کی تلاش میں اپنی سرحدوں میں پھیر گیا۔ ابھی ابھی مجھے سردار نے اطلاع دی ہے کہ چار اور تین آدمیوں کی دو پارٹیاں گرفتار ہوئی ہیں۔ ان دونوں پارٹیوں کو علیحدہ علیحدہ جھونپڑیوں میں رکھا گیا ہے۔ ان میں سے ایک پارٹی نے مشین گنوں سے فائرنگ کر کے قبیلے کے پچاس آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے جبکہ پہلی پارٹی خاموشی سے گرفتار ہو گئی تھی۔ پہلی پارٹی کا لیڈر ایک احمق سا نوجوان ہے جو اپنے آپ کو دیوتا بتلاتا ہے۔" میگنا نے تفصیل سے رپورٹ دی۔

"دیری گڈ۔ وہی احمق نوجوان تو سارے فساد کی جڑ ہے۔ مجھے خوشی ہوئی ہے جہاڑی رپورٹ سے میگنا..... ڈاکٹر کا لہجہ خوشیوں سے بھرپور تھا۔

"اب باس ان کے متعلق کیا حکم ہے"..... میگنا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آج رات جشن منانے کا حکم دے دو۔ جس میں تم بھی شریک ہو گی اور تمہارے خاص غلاموں کی حیثیت سے ہم بھی۔ پھر ان سب

و یمنٹ چڑھا دو۔ میرے خیال میں یہ ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا..... ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیسا آپ حکم کریں۔ پھر جشن کا حکم دے دیا جائے"..... میگنا نے پوچھا۔

"ہاں ہاں دے دو"..... ڈاکٹر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ میں ابھی حکم دیتی ہو"..... میگنا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ پھر وہ سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد ڈاکٹر نے نمبر سکس سے کہا۔

"کیوں۔ نمبر سکس میں نے ان کے لئے یہ سزا ٹھیک تجویز کی ہے"..... ڈاکٹر نے کہا۔

"یس باس۔ اس سے بڑی سزا ان کے لئے اور کیا ہو سکتی ہے کہ دھڑی ان کے جسم کے ٹکڑے کر کے کھا جائیں"..... نمبر سکس نے خوشامدانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے۔ تمام سپیشل ممبرز کو اطلاع دے دو کہ ان سب نے جشن خاص میں شامل ہونا ہے"۔ ڈاکٹر نے نمبر سکس کو حکم دیا۔ "بہتر سر"..... نمبر سکس نے کہا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ڈاکٹر تھوڑی دیر وہاں کمرے میں بیٹھا رہا پھر وہ اٹھا اور کمرے سے باہر نکل کر اس نے دروازہ لاک کیا اور پھر ایک راہداری میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بڑھتا چلا گیا۔

کے اور پھر ان کا میک اپ کر کے ہم دونوں نکل چلیں۔ باہر نکل کر کچھ کر سکتے ہیں۔"..... عمران نے تجویز پیش کی۔

"جی ہاں۔ خیال تو اچھا ہے۔"..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔
"مگر ایک بات ہے یہ لوگ تقریباً برسہا برس ہیں۔ اب ان کے میک اپ کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں بھی انہی کی طرح ہونا پڑے گا۔" عمران نے ہنسنے پر شرارت تھی۔

"یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔"..... بلیک زیرو نے ہچکچاہٹ کے عالم میں کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے تم ایسا کرو یہاں سے اکیلے نکل جاؤ۔ تم نے یہ ناموں کا پہلے ہی سے میک اپ کیا ہوا ہے۔ تم یہاں سے نکل کر اصل مجرموں کا سراغ لگاؤ اور پھر ان میں سے کسی کا روپ دھارو۔ اس طرح آسانی ہو جائے گی۔"..... عمران نے متبادل تجویز پیش کی۔

"جیسا آپ کہیں۔"..... بلیک زیرو نے اس تجویز کو مان لیا۔
"ٹھیک ہے۔ یہ جھونپی اتنی مضبوط نہیں ہے۔ اس کی پچھلی دیوار کو بڑی آسانی سے کاٹا جاسکتا ہے۔"..... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں جھونپی کی پشتی دیوار کے قریب لگے۔ عمران نے کوٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا مگر تیز خنجر نکال لیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے بڑی احتیاط سے پشتی دیوار کا اتنا بڑا حصہ کاٹ لیا کہ بلیک زیرو آسانی سے نکل جائے۔ جھونپی سرکنڈوں کی

جھونپی میں قید ہوئے انہیں دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ جس وقت وہ قید ہوئے تھے۔ تقریباً شام ہو رہی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے اب رات کا اندھیرا شروع ہو گیا تھا۔

"موسیو نشارا میری بات سنو۔"..... عمران نے بلیک زیرو کو جھونپی کے ایک طرف آنے کا اشارہ کیا۔ بلیک زیرو داخلہ کر اور چلا گیا۔

"ہمیں اب ہاتھ پیر چلانے چاہئیں۔ ورنہ چوہے کی موت مارے جائیں گے۔"..... عمران نے بلیک زیرو کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں بھی سوچ رہا ہوں۔"..... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"باہر ہرے دار وحشی ہیں۔ میرے خیال میں انہیں اندر کھینچ لیا

بنی ہوئی تھی۔ اس لئے اسے کاٹنے میں انہیں کوئی دشواری نہ
 نہیں آئی۔ حصہ کٹتے ہی پہلے عمران نے باہر جھانک کر دیکھا۔ دور
 تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے بلیک زیرو کو اشارہ کر
 بلیک زیرو باہر نکل گیا۔ عمران نے بلیک زیرو کے باہر نکلنے کی
 ٹکڑا دوبارہ وہاں اس طرح ٹکا دیا کہ پہلی نظریں محسوس بھی نہ
 ہوتا تھا۔ کہ یہاں سے ٹکڑا کاٹا گیا ہے۔ بلیک زیرو رینگتا ہوا
 بڑھنے لگا۔ اس کی جیب میں ریو اور موجود تھا۔ اس لئے اسے
 اطمینان بھی تھا۔ جلد ہی وہ جھونپڑیوں سے باہر کافی دور چلا گیا۔
 سے گھٹنا جنگل شروع ہو رہا تھا۔ اب اسے تلاش تھی۔ اصل مجرموں
 کے ٹھکانے کی۔ جنگل میں پہنچنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر بڑی
 ہوشیاری سے آگے بڑھنے لگا۔ اچانک وہ ٹھٹھک کر ایک درخت کی
 میں ہو گیا کیونکہ اس نے پیچھے ایک آدمی کے آگے آنے کی آواز
 تھی۔ جلد ہی وہ آدمی نظر آ گیا۔ یہ وحشیوں کا سردار تھا۔ جو تیز قدم
 اٹھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ جب وہ اس درخت سے آگے نکل گیا۔
 جہاں بلیک زیرو چھپا ہوا تھا۔ تو بلیک زیرو بھی بڑی احتیاط سے اس
 کا تعاقب کرنے لگا۔ بے حد احتیاط کرنی پڑ رہی تھی کیونکہ وہ نہیں
 چاہتا تھا کہ سردار اس کے تعاقب سے ہوشیار ہو جائے۔ وہ بستی سے
 کافی دور آ چکے تھے۔ اچانک اس نے سردار کو ایک بہت بڑی جھاڑی
 کے قریب رکے دیکھا۔ بلیک زیرو بھی اوٹ میں ہو گیا۔ سردار نے
 نیچے جھک کر جھاڑی کی جڑ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر اس نے اٹھ کر

دفعہ ارد گرد دیکھا اور پھر جھاڑی کو پکڑ کر ایک طرف کر دیا۔
 سے رقبہ پر چھائی ہوئی جھاڑی اپنی جگہ سے ہنسی چلی گئی پھر وہ نیچے
 چلا گیا۔ وہاں شاید نیچے سیزھیاں بنی ہوئی تھیں کیونکہ سردار کا
 ہاتھ آہستہ آہستہ بلیک زیرو کی نظروں سے غائب ہوا تھا۔ اس کے
 قریب ہوتے ہی جھاڑی دوبارہ اپنی جگہ پر آ گئی۔ بلیک زیرو چند منٹ
 تک رک کر وہیں انتظار کرتا رہا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس
 جھاڑی کی طرف بڑھا۔ جھاڑی کے قریب رک کر اس نے ایک بار
 اپنے ارد گرد محتاط نظریں ڈالیں مگر اس پاس کوئی آدمی موجود نہیں
 تھا۔ اس نے جھک کر جھاڑی کی جڑ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اس کا
 ہاتھ جھاڑی کی موٹی جڑ پر رینگتا رہا۔ پھر اچانک ایک چھوٹی سی کیل
 سے اس کا ہاتھ نکل آیا۔ اس نے کیل کے سرے کو دبا دیا۔ جھاڑی کی
 دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اس نے جھاڑی اٹھا کر ایک طرف کر
 دیا۔ جھاڑی ایک طرف کرتے ہی نیچے گڑھے میں جاتی ہوئی
 سیزھیاں اسے نظر آ گئیں۔ وہ احتیاط سے سیزھیاں اترنے لگا۔ پھر اس
 نے ہاتھ بڑھا کر جھاڑی چھیننی اور اس کی جڑ میں رکھ دی جہاں سے
 اس نے علیحدہ کیا تھا۔ کیل کھٹک ہو کر جڑ گئی۔ اب وہ اطمینان
 سے نیچے سیزھیاں اترتا چلا گیا۔ ویسے اس نے جیب سے ریو اور نکال
 کر ہاتھ میں لے لیا۔ سیزھیاں تعداد میں تقریباً چالیس کے قریب
 تھیں۔ جب سیزھیاں ختم ہوئیں تو وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ
 گیا۔ دروازہ بند تھا اس نے احتیاط سے اوپر ادھر دیکھا۔ دروازے کے

کونے میں ایک سرخ رنگ کا بٹن دبے ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ایک لمحے کے لئے رکا رہا۔ پھر دروازے کے اندر داخل ہو گیا۔ داخل ہوتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ایک وسیع میدان تھا۔ جسے باقاعدہ کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ اوپر سے ہوا تھا۔ کنکریٹ کی مضبوط چھت تھی۔ اس میدان میں ایک طرف راہداریاں اور بڑے بڑے کمرے بنے ہوئے تھے اور کئی سفید وہاں چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ بلیک زیرو نے صرف ایک لمحے لئے جائزہ لیا۔ پھر وہ ایک ستون کی اوٹ میں چلا گیا۔ کہ کہیں کسی کی نظر اس پر نہ پڑ جائے مگر ہر شخص اپنے اپنے خیال میں مست تھا۔ کسی نے کسی نے بلیک زیرو کی طرف توجہ نہ دی۔ پھر وہاں اور سیاہ فام بھی کام کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ بلیک زیرو چند لمحے تک وہاں رکنے کے بعد بڑی احتیاط سے آگے بڑھنے لگا۔ جلد ہی وہ ایک راہداری تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ایک خاصی وسیع راہداری تھی جس میں دور تک کمروں کے دروازے موجود تھے۔ بلیک زیرو نارمل انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ پھر اچانک اسے سامنے سے دو سیاہ فام باغی میں مشین گن اٹھائے آتے نظر آئے۔ شاید وہ محافظ تھے۔ بلیک زیرو نے سوچا کہ اس کا لباس اس قسم کا ہے کہ نزدیک پہنچ کر وہ غرض سے ہٹ کر رہے گا۔ چنانچہ اس نے کمرے میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا اور پھر جس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا۔ وہ ایک جھکے سے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی فوراً دروازہ بند کر دیا۔

جیسے ہی وہ دروازہ بند کر کے مڑا۔ وہ چونک پڑا کیونکہ سامنے کے کمرے کے پیچھے سے نزدیک آتے ہوئے قدموں کی آواز آرہی تھی۔ یہ زیرو نے انتہائی تیزی سے ایک صوفے کی آڑ لے لی۔ اب وہ کمرے میں تھا۔ اس کی پشت پر دیوار تھی اور سامنے صوفہ۔ اب جب تک وہاں کوئی شخص خاص طور پر صوفے کے پیچھے آکر چٹک نہ کرے بلیک زیرو کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ دوسرے لمحے اس کے کان میں سامنے والا کمرہ کھلنے کی آواز آئی اور پھر اس نے ذرا جھٹک کر دیکھا تو ایک سیاہ فام کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ اس نے ایک نظر بند کمرے کے کمرے پر ڈالی۔ چند لمحے تک کمرے کے درمیان کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اسی صوفے پر بیٹھ گیا جس کے پیچھے بلیک زیرو موجود تھا۔ یہ زیرو سانس روک کے وہاں پڑا رہا پھر اس کے کانوں میں ٹیلی فون کے ذریعے گھومنے کی آواز آئی۔ بلیک زیرو مجرموں کے وسیع انتظامات سے ہی دل میں قائل ہو گیا۔ جنہوں نے یہاں خفیہ طور پر ہر قسم کا کام کیا ہوا تھا۔

”ہیلو نمبر سکس سپیکنگ“..... بلیک زیرو کے کان میں سفید فام کی آواز آئی۔

”تمام سپیشل ممبرز کو اطلاع کر دو کہ آج رات قبیلے کا جشن منایا جاتا ہے۔ جس میں لباس اور میگانا بھی شامل ہو رہی ہیں۔ تمام ممبرز اس جشن میں شرکت کریں گے“..... نمبر سکس کہہ رہا تھا۔

س کا روپ دھار چکا تھا۔ اس کا قد و قامت بھی نمبر سکس سے بے
مشابہ تھا اس لئے نمبر سکس کے کپڑے اس کے جسم پر فٹ آگئے۔
باتھ روم میں دو نمبر سکس موجود تھے۔ بلیک زیرو چند لمحوں
پھر اس نے نمبر سکس پر نشاں والا میک اپ کرنا شروع کرنا
شروع کر دیا اور اپنے کپڑے اسے پہنا دیئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے
مورت حال بدل چکی تھی۔ بلیک زیرو اب نمبر سکس کا روپ
چکا تھا اور بے ہوش نمبر سکس نشاں کی شکل میں تبدیل ہو چکا
۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد اس نے ایک دفعہ نمبر سکس کی
س چیک کی۔ ابھی اس کے ہوش میں آنے کے کوئی آثار معلوم
نہیں ہو رہے تھے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس کا کیا کرے۔ پھر اس
نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ہی سوچا کیونکہ ہوش میں آنے
کے بعد معاملہ گڑبڑ بھی ہو سکتا ہے۔ سناچہ اس نے جیب سے ریوالور
لیا اور اس پر سائیلنسر فٹ کرنے لگا۔ سائیلنسر فٹ کرنے کے بعد
اس نے نمبر سکس کی کنکٹی کے ساتھ نالی لگائی اور ٹریگر دبا دیا۔ ہلکی
کھٹک ہوئی اور نمبر سکس کی کھوپڑی پاش پاش ہو گئی وہ غریب
آپ بھی نہ سکا۔ جب خون نکلنا بند ہو گیا تو اس نے نمبر سکس کو
حیثیت کر ایک طرف کیا اس کی کھوپڑی کے ریزے صاف کر کے
مخمس گز میں ڈالے اور پھر اسے اٹھا کر بڑے کمرے میں لے آیا۔
مرے کے دروازے کے قریب اسے لٹا کر اس نے دروازے کی چھتھی
تولی اور پھر باہر جھانکنے لگا۔ راہداری سنسان تھی۔ دوسرے لمحے اس

ٹھیک آدمی رات کے بعد جن ہو گا۔ نوٹ کر لو۔۔۔۔۔
سکس نے دوسری طرف سے جواب لینے کے بعد کہا اور پھر بلیک
کو سیور رکھنے کی آواز سنائی دی۔ بلیک زیرو سمجھ گیا کہ یہ جن
کیا ہو گا۔ اس وقت موقع اچھا تھا چنانچہ اس نے موقع سے فائدہ
اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔ دوسرے لمحے اس نے ریوالور والا ہاتھ
کیا اور پھر ایک زوردار وار نمبر سکس کی کھوپڑی پر کر دیا۔ ریوالور
دستہ خاصی قوت سے پڑا تھا کہ نمبر سکس اوہ کی ہلکی سی آواز نکالتا
وہیں صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔ بلیک زیرو پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
سب سے پہلے تو دروازے کی طرف لپکا۔ اس نے وہ دروازہ بھی بند
دیا۔ اب اس نے اطمینان سے کمرے پر نظر ڈالی۔ دائیں طرف دروازے
میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف
لپکا اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ یہ باتھ روم تھا اسے دروازہ
میک اپ کرنے کے لئے لینے کی ضرورت تھی اور باتھ روم میں آکر
موجود تھا۔ اب وہ نمبر سکس کی طرف بڑھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ بلیک
زیرو نے اسے کاندھے پر اٹھایا اور پھر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔
باتھ روم میں بے ہوش نمبر سکس کو لٹا کر اس نے کوٹ کی اندر
جیب سے ایک چھوٹا سا میک اپ بکس نکالا۔ یہ چھوٹا سا بکس تھا
اس میں امیر جنسی میک اپ کے لئے ہر قسم کا سامان تھا۔ بلیک
نے اپنا پہلے والا میک اپ صاف کیا اور پھر اس نے بڑی تیزی سے
نمبر سکس کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جلد ہی وہ مکمل طور پر

نے ایک بار پھر نمبر سکس کی لاش اٹھائی اور اسے لے کر راہ میں نکل آیا۔ اپنے کمرے کے دروازے سے کافی دور اس نے ایک کمرے کے دروازے کے آگے اے ڈالا اور واپس مڑ گیا۔ اس نے الامکان کوشش کی تھی کہ اس پر کسی کی نظر نہ پڑے اب وہ اپنے کمرے میں تھا۔ خون وغیرہ کے تمام آثار صاف کرنے کے بعد اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گیا اور آئندہ کے متعلق سوچنے لگا۔

جنگل میں فائرنگ کے بعد جیسے ہی وحشی فرار ہونے لگے جوزف وحشی سے پیچھے کھسک گیا۔ وہ جانتا تھا کہ وحشی دوبارہ ان پر حملہ کریں گے اور گروپ کے ساتھ رہ کر وہ آزادی سے کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس نے اکیلے رہ کر ہاتھ پیر مارنے کا ارادہ کر لیا۔ پتہ ناچہ وہ وحشی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ گروپ سے کافی دور نکل آیا تھا۔ پھر اس نے تیزی سے اٹکانا قبائل کی سرحد کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ وہ بڑی احتیاط سے اپنا سفر کر رہا تھا کہ اچانک وہ ٹھٹھک کر یک قدم جھاڑی کے پیچھے رک گیا۔ وحشیوں کا گروہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ نیزے اٹھائے خاموشی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ جوزف نے ان میں سے ایک قوی ہیکل وحشی کو نگاہ میں رکھ لیا۔ جو اپنے جسم کو شیر کی کھال میں چھپائے ہوئے تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شیر کی کھال صرف سردار اور اس کے نزدیک لو احقین ہی پہن سکتے

ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ شیر کی کھال پہننے ہوئے قوی ہیکل و ضرور سردار کا عزیز ہی ہو گا۔ اگر وہ سردار ہوتا تو ضرور اس کے تاج ہوتا۔ جب گروہ اس کے قریب سے گزرا تو شیر کی کھال ہوئے آدمی قدرے پیچھے تھا۔ پھر جیسے ہی وہ قریب سے گزرنے لگا جوزف نے اچانک اس کی ٹانگ کھینچ لی۔ بے خیالی میں وہ دست و پائی جھاڑی میں آگرا اور پھر اسے جوزف نے چھاپ لیا اس نے پوری قوت سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ گروہ اس دوران آگے نکل چکا تو چند لمحوں تک وہ وحشی سمجھ ہی نہ سکا کہ اس کے ساتھ کیا بیت ہے۔ اس لئے وہ حیرت سے گنگ رہا مگر جیسے ہی اس کو ہوش آیا پوری قوت سے اچھلا اور جوزف جو اس پر سوار تھا الٹ کر دوسری طرف جاگرا۔ وحشی دیو جیسی طاقت کا مالک تھا مگر جوزف اس سے زیادہ بھرتیلا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا جوزف اس طرح اچھل کھڑا ہو گیا جیسے وہ سرنگوں پر گر رہا ہو اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو نالی کی طرف سے پکڑ کر برق رفتاری سے گھماتے ہوئے اٹھتے ہوئے وحشی کے سر پر پوری قوت سے مشین گن کا بار مار دیا۔ ایک پٹاخ کی آواز آئی اور اٹھتا ہوا وحشی ڈھیر ہو گیا۔ وہ بڑی طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ جوزف نے اس پر بس نہیں کیا بلکہ لگاتار دو تین وار اور کر دیئے۔ تین واروں میں اس وحشی کی کھوپڑی کئی حصوں میں تقسیم ہو گئی اور بے حس و حرکت جھاڑی میں پڑا تھا۔ جوزف نے اطمینان کا سانس لیا۔ ویسے اس نے پھرتی اور ذہانت سے

ہے یا تھا۔ اس نے وحشی کو اٹھنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ ورنہ وحشی طاقت میں اس سے کم نہیں تھا اور اتنا جوزف بھی جانتا تھا کہ اس فائرنگ کرنے کا موقع نہیں تھا چنانچہ اس نے یہ داؤ کھیلا اور وہ اپنے اس داؤ میں کامیاب بھی رہا تھا۔ وحشی جیسے ہی ختم ہوا جوزف نے اس کے جسم پر شیر کی کھال اتار دی اور پھر اپنے کپڑے اتار کر یہ جھاڑی کے نیچے چھپا دیئے۔ صرف بو شرٹ اس نے پہننے رکھی تھی کہ وہ شیر کی کھال پہننے سے نظر نہیں آتی تھی۔ اوپر سے شیر کی کھال سے بنا ہوا لباس پہن لیا۔ پھر اس نے بو شرٹ کی جیبوں میں سینٹ کی جیبوں کا سامان منتقل کر دیا اور پھر اس نے مشین گن اندر اپنے کپڑے کے ذریعے کس دی اور وحشی کا نیزہ ہاتھ میں لے لیا۔ نیزے کے تین وار کر کے اس نے وحشی کے چہرے کو اس حد تک زخمی کر دیا کہ وہ پہچانا نہیں جاسکتا تھا اور ویسے بھی وہ جانتا تھا کہ اگر دو تین منٹ تک کسی کی نظر لاش پر نہ پڑی تو پھر یہاں وحشی کے جسم کی بجائے ہڈیاں ہی نظر آئیں گی۔ اب ہاتھ میں نیزہ لے کر وہ آگے بڑھنے لگا۔ اب نزدیک سے بھی دیکھ کر اسے کوئی نہ پہچان سکتا تھا۔ کہ یہ کسی مہذب ملک کا رہنے والا ہے۔ وہ نیزہ ہلاتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ یوں وہ پہلے ہی اتار کر پھینک چکا تھا۔ اس لئے اس جنگل میں تنگے پر چلنے سے شروع میں تکلیف تو ہوئی مگر ایک فرلانگ چلنے کے بعد وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر جلد ہی اسے دور سے انکانا بستی کی جھونریاں نظر آنے لگیں۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ بستی کے اندر چلا جائے مگر پھر کچھ

سوچ کر وہ بستی کے قریب کھلے میدان کے کنارے ایک بڑے گھنے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہاں کے حالات دیکھ بستی میں داخل ہو اور اس کے لئے اچھی طرح اندھیرا ہونے کا ضروری سمجھا۔ گھنے درخت میں وہ اس طرح چھپ کر بیٹھ گیا کہ آسانی سے نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔ ابھی اسے وہاں بیٹھے ہوئے تھا درہر ہی ہوئی تھی کہ صفدر اور اس کے ساتھی عین اسی وقت درخت کے نیچے سے گزرے جس کے اوپر جوزف چھپا بیٹھا تھا۔ صفدر اور اس کے ساتھی بہتے تھے۔ ان کا تمام سامان و حشیوں کے قبضے میں تھا۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی تمام بستی کے افراد ان کے گرد جمع ہوئے پھر بستی کے افراد کے غصے میں چیختے چلانے کی آوازیں بھی جوزف اچھی طرح سنتا رہا۔ بستی کے لوگوں کو اپنے ساتھیوں کے مارے جانے بے حد غصہ تھا اور وہ لوگ چلتے تھے کہ صفدر اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے انتقام کی آگ بھنائیں مگر سردار انہیں سمجھا رہا تھا۔ کہ اس طرح دیوی ان سے ناراض ہو جائے گی کیونکہ دیوی نے انہیں بھینٹ چرمھانے کا حکم دیا ہے۔ دیوی کا یہ حکم سن کر جوزف بے فکر مند ہو گیا کیونکہ وہ ان کی بھینٹ چرمھانے کی رسوم کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کتنی خطرناک ہوتی ہیں۔ بہر حال فوری طور پر وہ بستی میں نہیں کر سکتا تھا اس لئے خاموش بیٹھا رہا۔ ویسے اس نے مشین گن نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی کہ اگر وحشیوں نے اپنے سردار کا حکم نہ مانا اور کسی فوری کارروائی پر تل گئے تو وہ ان پر نہیں سے آگ برسا دے گا۔

پھر اس نے دیکھا کہ سردار کے کہنے پر وہ سب لوگ واپس بستیوں کی طرف چلے گئے اور آہستہ آہستہ میدان خالی ہو گیا صفدر ان کے ساتھی ایک جھونپڑی میں لے جا کر بند کر دیئے گئے۔ میدان خالی ہونے تک سردار وہیں رکا رہا۔ پھر وہ ایک طرف چلتا ہوا جنگل میں غائب ہو گیا۔ جوزف وہیں درخت پر بیٹھا تھا۔ کافی دیر بعد جنگل کی طرف خاموشی سے درخت سے نیچے اترا اور بستی کی طرف بڑھنے لگا۔ پہلا وحشی جو اس کے قریب سے گزرا اس نے اسے دیکھتے ہی اسے مار کر سلام کیا مگر جوزف آگے بڑھتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ شاہی جھونپڑی کے پاس پہنچ گیا۔ شاہی جھونپڑی کے باہر موجود وحشیوں نے اسے گھیر لیا۔ شاید پہرہ دے رہے تھے جوزف کو دیکھ کر ادب سے سر جھکا دیئے اور جوزف خاموشی سے جھونپڑی کا دروازہ کھول کر در داخل ہو گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ اسے اس جھونپڑی میں نہیں آنا چاہئے تھا۔ یہ جھونپڑی ایک پورے مکان جتنی وسیع تھی مگر یہ تمام ایک ہی کمرے پر مشتمل تھی۔ اس طرح کہ وہ ایک وسیع ہال جیسی صورت اختیار کر گیا تھا جیسے ہی وہ جھونپڑی میں داخل ہوا جھونپڑی کے مختلف کونوں میں موجود وحشیوں نے اس کی طرف بڑھیں۔ یہ سردار کی بیویاں تھیں جو بستی سے جوزف کو دیکھ رہی تھیں انہیں شاید جوزف کی وہاں موجودگی کی امید نہیں تھی اس لئے ان کے چہروں پر حیرت کے آثار نمایاں تھے مگر پھر جیسے ہی وہ قریب آئیں ان میں سے ایک چیخ پڑی۔

میری تھیں۔ ایک دم یوں دبک گئیں جیسے وہ شیر کے پنجے میں
 گئیں ہوں۔ وہ سب تیزی سے واپس جھونپڑی کے کونوں کی
 بڑھ گئیں جوزف کے لئے یہ رد عمل خلاف توقع تھا۔ جلد لکھے وہ
 پھر وہ واپس مڑ گیا۔ جھونپڑی سے باہر نکل کر وہ تیز تیز چلتا
 سفدر والی جھونپڑی کی طرف بڑھا تھا کہ ایک عورت اس کے بازو
 تک گئی۔

میرے زلار۔ کیا تم میری جھونپڑی میں نہیں آؤ گے۔ یہ شاید
 کی کوئی جھپتی بیوی تھی جو اندھیرے میں اسے زلار ہی سمجھ رہی
 تھی۔ جوزف اس اچانک افتاد سے گھبرا گیا۔ اس نے پوری قوت سے
 کو جھٹک دیا۔ عورت دور جا گری مگر پھر فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوئی
 کے چہرے پر خوف تھا۔ سلسلے ہی جھونپڑی کا دروازہ تھا۔ جوزف
 ایک لمحے میں خیال آ گیا کہ فی الحال یہ خالی جھونپڑی اچھی جائے
 ثابت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ جھونپڑی کی طرف بڑھ گیا۔ اسے
 جھونپڑی کی طرف بڑھتے دیکھ کر عورت کے چہرے پر بے اختیار
 سہاٹ آگئی اور پھر وہ اس کے پیچھے جھونپڑی میں آگئی۔ عورت
 نے اندر داخل ہوتے ہی جھونپڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ جوزف
 جھونپڑی کے کونے میں پہنچ چکا تھا۔ دروازہ بند کر کے عورت تیزی
 سے جوزف کی طرف بڑھی۔ جھونپڑی میں ایک مشعل جل رہی تھی۔
 اس کی روشنی کافی تیز تھی۔ پھر جیسے ہی عورت جوزف کے قریب پہنچی
 سے جوزف کی اصل شکل نظر آگئی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی

”یہ زلار تو نہیں کوئی اور ہے۔“..... اب جوزف کو پتہ چلا
 جس حبشی کا اس نے لباس پہنا ہوا ہے اس کا نام زلار تھا۔ وہ جانے
 کہ شاہی خاندان کے لوگ اپنے رواجوں کے مطابق جسم پر کچھ
 پہنتے تھے۔ شیر کی کھال کا مطلب ہے کہ زلار سردار کا کوئی اہل
 قریبی عزیز ہو گا۔

”تم کون ہو۔“..... ایک لڑکی چینی۔

”زلار۔“..... جوزف نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ وہ
 ان نیم برسہ لڑکیوں کے جسموں سے نگاہیں کترا رہا تھا۔ اسے
 آپ پر سخت غصہ آ رہا تھا کہ وہ بغیر سوچے کچھ شاہی جھونپڑے میں
 گیا۔

”مگر تمہاری شکل زلار سے نہیں ملتی۔“..... دوسری لڑکی بولی۔
 ”نہیں۔ میں زلار ہوں۔ ڈوگا کہاں ہے۔“..... اس نے پوچھا۔
 تو اسے دارالحکومت میں ہی موسیو چوگا شے سے پتہ چل چکا تھا کہ اس
 قبیلے کے موجودہ سردار کا نام ڈوگا ہے۔

”ہمیں کیا معلوم۔ کیا سردار ہمیں بتا کر جاتا ہے کہ وہ کہاں جا
 ہے۔“..... ایک لڑکی نے بڑے غمزے سے جواب دیا اور دوسرے
 لمحے ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے جھونپڑی گونج اٹھی۔ جوزف سے
 لڑکی کا یہ غمزہ برداشت نہیں ہو سکا تھا چنانچہ جھٹلا کر اس نے پوری
 قوت سے لڑکی کے گال پر تھپڑ مار دیا۔ تھپڑ کا رد عمل بڑا خلاف توقع
 تھا۔ تھپڑ پڑتے ہی سب عورتیں جو بڑی معصومیت سے جوزف

کی پھٹی رہ گئیں۔ اس سے پہلے کہ وہ چیتختی جوزف نے لپک کر کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عورت پہچان چکی ہے۔ اس لئے حیرت زدہ ہو گئی ہے۔ جوزف کا ہاتھ بڑی تیزی سے اس کے منہ پر جما ہوا تھا۔ عورت نے اپنا منہ چھڑانے کی بجائے حد کو شش کی طرف جوزف کی گرفت اور مضبوط ہوتی گئی۔ چند لمحوں کے بعد وہ عورت جوزف کے ہاتھوں میں جھول گئی۔ سانس بند ہو جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ جوزف نے اسے اس طرح جھونپی کے کورے میں پھینک دیا جیسے مردہ چھپکلی کو پھینکا جاتا ہے۔ اب وہ اطمینان سے جھونپی کے کونے میں نگھے ہوئے گھاس پر بیٹھ گیا اب وہ فوراً طور پر محفوظ جگہ پر پہنچ چکا تھا۔ اس لئے اطمینان سے بیٹھ کر سو پڑا۔ لگا۔ کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ اسے غلام نہیں تھا کہ عمران وغیرہ گرفتار ہو چکے ہیں یا نہیں۔ اگر گرفتار ہو چکے ہیں تو وہ کس جھونپی میں ہیں آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس عورت کے ہوش میں جانے پر وہ اس سے تمام تفصیلات پوچھ لے گا۔

رات کو میدان کے قریب پڑا ہوا ڈھول بڑے زور زور سے بجایا۔ جانے لگا۔ ڈھول بجتے ہی بستی کے تمام افراد اپنی جھونپیوں سے اچھلتے کودتے باہر نکل آئے۔ اب سب کا رخ اسی میدان کی طرف تھا۔ میدان کے درمیان لکڑیوں کا ایک ڈھیر تھا جسے آگ لگا دی گئی۔ جس سے دور دور تک روشنی پھیل گئی۔ پھر سب لوگ میدان میں اکٹھے ہونے لگے۔ وہ سب بری طرح اچھل کود رہے تھے۔ ان کے چہروں پر بے پناہ خوشیاں رقص کر رہی تھیں۔ آہستہ آہستہ پوری بستی اس میدان میں اکٹھی ہو گئی۔ ڈھول اب بھی بڑے زور شور سے بج رہا تھا۔ پھر عمران والی جھونپی کا دروازہ کھلا اور چار وحشی نیزے تانے اندر داخل ہوئے۔

”باہر چلو..... انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر نیزے تان لئے۔“

"چلو بھائی مگر یہ بتاؤ کہیں تم میری شادی کا پروگرام تو نہیں بن رہے ہو۔ جو یہ ڈھول وغیرہ بجا رہے ہو"..... عمران نے بڑی محصومیت سے سوال کیا اور وحشیوں کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"بھائی۔ پہلے مجھے دہن دکھا دینا"..... عمران نے جھونپڑی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ عمران کے ساتھی بھی باہر آگئے۔

"ان کا چوتھا"..... ایک وحشی نے حیرت سے دوسرے سے کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے درمیان میں ہی بات اچک لی۔

"وہ ہمارا چوتھا آدمی تو ایک روح تھی جو چلی گئی"..... عمران نے جان بوجھ کر خوفناک لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"روح"..... وحشیوں کے چہروں پر تذبذب کے آثار تھے۔

"ہاں۔ وہ سرکنڈوں کے اوپر رقص کرنے والی گنڈالا دیوتا کی روح تھی"..... عمران نے تک جوڑی۔

"گنڈالا دیوتا کی روح"..... وحشیوں کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے۔ اب وہ چلتے چلتے میدان کے قریب پہنچ گئے تھے۔ ان کو آتا دیکھ کر تمام وحشی اور بھی زیادہ شور مچانے لگے۔ ان چاروں وحشیوں نے ان کے گرد حصار باندھ لیا اور پھر وہ انہیں لے کر میدان میں پہنچ گئے۔ عمران نے انہیں واقعی باتوں میں اس طرح الجھا لیا تھا کہ بلیک زیرو کی گمشدگی پر وہ زیادہ غور نہ کر سکے اور یہ باتیں کرنے سے اس کا مقصد بھی یہی تھا۔ انہیں میدان میں گڑے ہوئے درختوں کے

توں سے اچھی طرح باندھ دیا گیا۔ عمران نے دیکھا کہ صفدر اور اس کا گردپ بھی پہلے سے وہیں موجود تھا۔ جوزف غائب تھا۔ عمران نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ اسے جوزف سے پوری امید تھی کہ وہ ضرور کوئی کارنامہ دکھائے گا۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی ڈھول اور زیادہ زور شور سے بجنے لگا اور وحشیوں کی اچھل کود میں شدت آگئی تھی۔ جہاں عمران وغیرہ کو باندھا گیا تھا وہاں سامنے ایک اونچا سا جھوترہ بنایا گیا تھا جس کے گرد قوی ہیکل وحشی نیزہ تانے پہرہ دے رہے تھے۔ پھر وحشیوں کی پاریاں عورتیں مرو میدان میں آکر ناپچنے لگیں۔ ان کا رقص بھی اپنی طرح وحشیانہ تھا۔ رقص عروج پر آتا چلا گیا۔ پھر یکدم ڈھول کی لے بدل گئی۔ لے بدلتے ہی رقص کرتے ہوئے وحشی یک دم یوں ساکت ہو گئے جیسے انہیں موت نے سونگھ لیا ہو۔ اب ماحول پر ایک پرسرار سا سکوت طاری ہو گیا۔ جب ڈھول کی ہولناک لے اور بھی زیادہ پرسرار بنا رہی تھی۔ پھر جھوترے کے قریب موجود وحشی خوف زدہ انداز میں پرے ہٹتے چلے گئے اور عمران وغیرہ نے دیکھا کہ ایک انتہائی خوبصورت سفید فام لڑکی سفید رنگ کا لباس پہنے خراماں خراماں چلی آ رہی ہے۔ اس کے چہرے سے تیز روشنی نکل رہی تھی اور سر پر ایک پرسرار روشنی کا ہالہ چمک رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ چہرے پر جو میک اپ کیا گیا ہے اس میں فاسفورس کی خاصی مقدار شامل کی گئی ہے اور سر پر موجود ہالہ بیڑی کا ایک معمولی سا شعبدہ تھا مگر وحشیوں کے لئے یہی بہت کچھ

”ہاں۔ میں تمہاری بھینٹ قبول کرتی ہوں۔“..... دیوی نے جواب دیا اور پھر پورا میدان خوشی کے نعروں سے گونج اٹھا۔ سردار خود خوشی سے رقص کر رہا تھا۔ دیوی نے ہاتھ اٹھایا اور رقص ختم کیا۔ وہ خود جوترے پر بیٹھ گئی۔ سفید فام بھی بیٹھ گئے۔

”جن شروع کیا جائے“..... دیوی نے حکم دیا اور اس کا حکم ملتے ہی میدان میں دو وحشی کو دپڑے ان کے ہاتھوں میں نیزے تھے اور پھر انہوں نے ایک دوسرے پر نیزوں کے وار کرنے شروع کر دیے کافی دیر تک ان کے داؤ پیچ ہوتے رہے۔ اچانک ایک وحشی کا داؤ چل گیا اور دوسرے لمحے میدان ایک بھیانک جج سے گونج اٹھا دوسرے لمحے وحشی کے پیٹ میں نیزہ گھس چکا تھا۔ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ پہلے وحشی نے اس کے سینے پر پاؤں رکھا اور پھر پوری قوت سے نیزہ اس کے جسم سے کھینچ لیا۔ اس کا نیزہ باہر نکلتے ہی میدان خوشی کے نعروں سے گونج اٹھا۔ نیزے کی انی ہو سے تر تھی۔ دوسرے لمحے اس نے جھک کر ایک بار پھر نیزہ زخمی وحشی کے سینے میں ترازو کر دیا۔ اس بار اس کی انی شاید دل کو چیر گئی تھی کیونکہ تڑپتا ہوا وحشی ساکت ہو چکا تھا۔ فاتح وحشی نے نیزہ ہاتھ سے باہر نکالا اور پھر اس میں سے ٹپکنے والا ہوا چلنے لگا۔ وہ بری طرح اچھل کود رہا تھا۔ خون چلتے ہی چند وحشی بھاگتے ہوئے آئے ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے کھانڈے تھے انہوں نے سینکڑوں میں مردہ وحشی کے جسم کے حصے بجزے کئے اور ان کا ایک ٹکڑا سردار کے سامنے پیش کر دیا سردار

تھا۔ چنانچہ جیسے ہی وہ لڑکی قریب آئی تمام وحشی سجدے میں گر گئے۔ البتہ ڈھول اب بھی بج رہا تھا۔

”ہم انکانا دیوی کی پسندیدگی چاہتے ہیں“..... وحشی سجدے میں پڑے گڑگڑا رہے تھے۔ انکانا دیوی کے جلو میں تقریباً دس بارہ سفید فام تھے جو اس کے پیچھے غلاموں کی طرح ہاتھ باندھے چل رہے تھے۔ دیوی اٹھلاتی ہوئی اس جوترے کے قریب پہنچی اور پھر وہ جوترے پر چڑھ کر کھڑی ہو گئی۔ سفید فام بھی اس وسیع جوترے پر چڑھ کر اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ ان کے ہاتھ سینوں پر بندھے ہوئے تھے اور انہوں نے سر جھکا رکھے تھے۔

”اٹھو میرے بھائیو۔ میں تم پر اپنی رحمتوں کا سایہ کروں گی۔ میں تم سے بے حد خوش ہوں۔“..... دیوی نے زور سے کہا اور اس کی آواز تمام میدان میں گونج گئی۔ شاید کسی سیکرٹ مائیکروفون سسٹم سے اس کی آواز میدان میں گونجنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ وحشی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ سب دیوی کے اس وعدے پر خوشی سے چٹختنے لگے۔ وحشیوں کا سردار ایک طرف سے آگے بڑھا اور پھر جوترے کے سامنے آکر سجدہ میں گر گیا۔

”اٹھو ڈوگا میں تم سے بے حد خوش ہوں۔“..... دیوی نے ایک بار پھر کہا اور سردار جس کا نام ڈوگا تھا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس نے اب بھی ہاتھ باندھے رکھے تھے۔

”دیوی ہماری بھینٹ قبول کرو۔“..... اس نے جج کر کہا۔

ندیدوں کی طرح وحشی کا کچا گوشت کھانے لگا۔ باقی حصے بھی شاہی خاندان کے افراد میں بانٹ دیئے گئے اور وہ اس بری طرح مردہ وحشی کا گوشت کھانے لگے جیسے بڑی مدت کے بعد انہیں یہ نعمت میرانی ہو۔ جلد ہی وحشی کی ہڈیاں الاؤ میں پھینک دی گئیں۔ فاتح وحشی ابھی تک میدان میں رقص کر رہا تھا۔ دیوی نے ایک بار پھر ہاتھ اٹھایا اور وہ بھاگتا ہوا چوترے کے قریب پہنچا اور وہاں جا کر سجدے میں گر گیا۔ دیوی نے ہاتھ نیچے کئے۔ وحشی اٹھ کر چوترے کی ایک طرف بیٹھ گیا۔ دیوی نے ایک بار پھر ہاتھ اٹھایا اور پھر اس نے ہاتھ کو واپس لاتے ہوئے عمران کی طرف اشارہ کیا۔ تقریباً دس کے قریب وحشی بھاگتے ہوئے عمران کے قریب پہنچے اور پھر اسے کھول دیا گیا۔ عمران کے ساتھیوں کے رنگ فق ہو گئے انہیں عمران کی موت کا مکمل یقین ہو گیا مگر عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا میدان کے درمیان آگیا۔ اسے میدان کے درمیان میں چھوڑ کر وحشی پیچھے ہٹ گئے۔ دیوی نے مسکراتے ہوئے ایک بار پھر ہاتھ اونچا کر ناچا مگر۔

”ٹھہرو۔ پہلے میری بات سن لو میں ڈھمپ دیوتا ہوں۔ تم سب پر تباہیاں نازل کر دوں گا۔ تم کتوں کی طرح چیخو گے اور الوؤں کی طرح دیرانوں میں بھاگو گے مگر میری بھیجی ہوئی تباہی سے نہیں بچ سکو گے۔ میری بات سنو۔“..... عمران زور سے چیخا اور دیوی کا اٹھ ہوا ہاتھ دوبارہ نیچے کر گیا وہ غصے کے عالم میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

”تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم دیوتا نہیں۔ میرے پجاریو اگر تم نے

اس کی بھینٹ نہ دی تو میں ناراض ہو جاؤں گی۔“..... دیوی غصے سے چیخ رہی تھی۔

”خاموش ہو جاؤ۔ میں جانتا ہوں کہ تم کتنی بڑی دیوی ہو اگر جہیں میرے دیوتا ہونے پر شک ہے تو میرا مقابلہ کر لو۔ کیوں اپنے پجاریوں کو مرواتی ہو۔“..... عمران جواب میں اور بھی زیادہ زور سے جھڑکا۔ تمام مجمع کو سانپ سونگھ گیا۔ اب مقابلہ دیوی اور دیوتا کا براہ راست ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ خاموش ہو گئے تھے۔ پھر سردار آگے بڑھا۔

”تمہارے پاس دیوتا ہونے کا کیا ثبوت ہے۔“..... اس نے غصے سے چیخنے ہوئے پوچھا۔

”ثبوت دوں۔“..... عمران نے غضبناک لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ اتنا خوفناک تھا کہ ایک بار تو وحشی سردار بھی پوری جان سے کانپ گیا۔

”ہاں ثبوت دو۔“..... اس نے جرأت کرتے ہوئے کہا۔

”آگے بڑھو۔ میں تمہیں ثبوت دیتا ہوں کہ میں دیوتا ہوں یا نہیں۔“..... عمران نے سردار سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھہرو۔“..... دیوی نے سردار کو روک دیا۔

”تم کیا کرنا چاہتے ہو۔“..... اس نے عمران سے پوچھا۔ اس کے لہجے میں لہجہ نمایاں تھی۔

”سردار کو ثبوت دینا چاہتا ہوں۔“..... عمران نے جو اپنی جیہوں

میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا اپنا ایک ہاتھ جیب سے باہر نکال یہ دوسرے لمحے سامنے کھڑا ہوا سردار بھیانک چیخ مارتا ہوا الٹ گیا۔ بری طرح زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا اور عمران کے چہرے پر زہر زدہ مسکراہٹ دینگ رہی تھی۔ چند لمحے بعد سردار ساکت ہو گیا۔ پورے مجمع کی حیرت اور خوف سے چیخیں نکل گئیں۔ عمران کے ساتھی بھی حیران تھے کہ عمران نے یہ کیا حرکت کی۔ عمران کے دراصل بلو پائپ کی طرح ایک چھوٹے سے پٹل سے سردار کے جسم میں سائینائڈ میں ڈوبی ہوئی سوئی ماری تھی۔ بلو پائپ پٹل سے چھوٹا تھا کہ عمران کے ہاتھ میں ہی چھپ گیا تھا۔ عمران نے پٹل سے ہاتھ دوبارہ جیب میں ڈال لیا تھا۔ دیوی کے چہرے پر بھی یہ شعبہہ دیکھ کر حیرت کے آثار طاری ہو گئے۔

"اور کسی کو ثبوت چاہئے"..... عمران نے بڑے ڈرامائی انداز میں پھنکارتے ہوئے کہا اور سارے مجمع پر موت کی خاموشی طاری ہو گئی۔ سردار کا حشر دیکھ کر کسی کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اچانک دیوی کے پیچھے بیٹھا ہوا سفید فام اٹھ کھڑا ہوا وہ زور زور سے چیخ رہا تھا۔

"او دیوی کے بچاریو۔ یہ تمہارے سامنے تمہاری دیوی کی توہین کر رہا ہے۔ تمہارے سردار کو مار ڈالا ہے اور تم خاموش کھڑے ہو۔ اس پر ٹوٹ پڑو اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کے ساتھیوں کو کھلا دو تاکہ دیوی تم سے خوش ہو جائے۔ آگے بڑھو۔ یہ

دوتا نہیں، ایک معمولی آدمی ہے۔ اس پر ٹوٹ پڑو"..... وہ غصے سے چیخ رہا تھا۔ وحشیوں میں ہٹل مچ گئی۔ شاید انہیں غیرت آگئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ بڑھ کر عمران پر حملہ کرتے اچانک چبوترے کے قریب ایک طویل القامت اور دیو زاد جسم کا مالک وحشی جس نے سارے جسم پر شیر کی کھال پہن رکھی تھی میدان میں داخل ہو گیا۔ شیر کا سر اس نے آدھے کے قریب منہ پر ڈال رکھا تھا۔ اس لئے اس کا چہرہ صاف نظر نہیں آتا تھا۔

"میں زلار۔ ڈوگا کا بھائی ہوں۔ ڈوگا کی موت کے بعد اس قبیلے کا سردار ہوں۔ کیا تم لوگ مجھے سردار مانتے ہو"..... اس نے چیخ کر کہا۔

"ٹھہرو۔ تم بغیر دیوی کی مرضی کے سردار نہیں بن سکتے۔" دیوی کے سفید فام غلام نے چیخ کر کہا۔ عمران آواز ہی سے پہچان گیا تھا کہ یہ جوزف ہے۔ اسے خوشی ہوئی تھی کہ جوزف نے یہ بہت بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔ اگر جوزف سردار بن جائے تو وہ اس وحشی قبیلے کو رام کر سکتا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیوی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے سردار تسلیم کرے"..... جوزف نے بڑے نرم لہجے میں دیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھہرو۔ میں تمہیں اس وقت تک سردار تسلیم نہیں کروں گی جب تک تم اس آدمی کا گوشت کاٹ کر اس کے ساتھیوں کو نہیں

کھلاؤ گے۔..... دیوی نے پراسرار لہجے میں جواب دیا۔ اس نے موتی سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اب جوزف کش مکش میں مبتلا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ پھر تمام مجمع شور مچانے لگا۔

”ہم زلار کو اس وقت سردار تسلیم کریں گے جب وہ دیوی شرط پوری کرے گا۔.....“ عمران بھی واقعات کی اچانک تبدیلی کش مکش میں مبتلا ہو گیا۔ اب مقابلے میں جوزف تھا۔ اب اگر مقابلہ کرے تو جوزف مرتا ہے اور نہ کرے تو اس کی زندگی جتن ہے۔ عجیب الجھن پڑ گئی تھی۔

”کیوں۔ کیوں خاموش ہو گئے ہو۔ آگے بڑھ کر آدمی سے مقابلہ کرو اور اس کا گوشت کاٹ کر اس کے ساتھیوں کو کھلا دو۔ تم۔“ ہو جاؤ گے۔..... دیوی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”مگر یہ آدمی اپنے آپ کو دیوتا کہتا ہے اور دیوتا سے مقابلہ دیوی کو کرنا چاہئے۔.....“ جوزف نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ عام آدمی ہے۔ دیوتا نہیں اور اس کا مقابلہ کرنا دیوی کی توہین ہے۔ اگر یہ تم سے جیت گیا تو میں اسے یہیں کھڑے کھڑے بھسم کر دوں گی۔ میرا وعدہ ہے۔.....“ دیوی نے جواب دیا۔

”جوزف۔ تم اس سے بات کرو کہ یہ اگر بعد میں ہمیں چھوڑ دے اور جہاری مرضی پر چلنے دیں تو ٹھیک ہے۔ تم میری ران کا تھوڑا۔ گوشت کاٹ کر باقی ساتھیوں کو کھلا دو۔.....“ عمران نے دبے لہجے میں اردو میں جوزف سے کہا اور اس کے سوا اب چارہ بھی کیا تھا۔

عمران کے سامنے اپنا عظیم مقصد تھا جس کے لئے وہ افریقہ کے اس جنگل میں آیا تھا۔ ملک کی عزت اور سالمیت کا سوال تھا۔ اس کے لئے تو اس کے جسم کی ایک ایک بوٹی بھی کام آجاتی تو وہ ایسا کرنے سے کبھی دریغ نہ کرتا۔ یہاں تو تھوڑے سے گوشت کا سوال تھا۔

”نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔.....“ جوزف نے بھی اردو میں جواب دیا۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ عمران کا گوشت کاٹے گا۔

”جلدی جواب دو۔ وزن پیچھے ہٹ جاؤ۔.....“ دیوی نے چیخ کر جوزف سے کہا۔

”مان جاؤ جوزف۔ اس میں ہم سب کی زندگی اور ملک کی عظمت کا سوال ہے۔.....“ عمران نے غصے سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اس آدمی سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں مگر میری چند شرائط ہیں۔.....“ جوزف نے عمران کی ضد پر دیوی کو جواب دیا۔

”کیا شرائط ہیں بولو۔.....“ دیوی نے غصہ سے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ اسے پہلی بار اس طرح کے حالات سے نبٹنا پڑ رہا تھا ورنہ اس سے پہلے تو اس کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ قبیلے والوں کے لئے خدائی فرمان کا درجہ رکھتا تھا۔

”اگر میں اس دیوتا سے مقابلہ کروں اور جیت جاؤں تو پھر یہ دیوتا اور ان کے متعلق میں جو بھی فیصلہ کروں تمام قبیلے والے اور

کہ جوزف اپنی اصلی شکل میں ہے اور یہ ایک انتہائی خطرناک بات ہے۔ اگر جوزف سردار بھی بن جاتا تو بعد میں پہچان لئے جانے پر معاملہ دوبارہ خراب ہو جاتا۔ اس سے نبٹنے کے لئے عمران نے ذہن میں فوراً ہی ایک سکیم سوچ لی۔

”رک جاؤ۔ تم میرے قریب مت آؤ۔ میں پھونک مار کر تمہاری شکل تبدیل کر دوں گا“..... عمران نے چیخ کر کہا۔

”تم کچھ کرو۔ بہر حال میں سردار بننے کے لئے ہر شرط پوری کروں گا“..... جوزف جو اباً عمران سے بھی زیادہ اونچے لمبے میں بولا۔

”تو پھر لو آج کے بعد تم اپنی اصلی شکل میں نہیں رہو گے۔“ عمران نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ پھر عمران نے اچھل کر ایک زوردار نعرہ مارا اور دوسرے لمحے اس نے اپنا ہاتھ جوزف کے چہرے کی طرف بڑھا کر اسے رعشہ زدہ افراد کی طرح ہلانا شروع کیا جوزف عمران کی سکیم سمجھ چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی عمران نے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا وہ ایک زوردار چیخ مار کر الٹ گیا۔ لیکن زمین پر گرتے ہی تھپ اٹھا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا“..... عمران نے ایک بھیانک تہقہہ مارا۔

”تم پر میرا عتاب نازل ہو چکا ہے۔ تمہاری شکل تبدیل ہو گئی ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا“..... عمران دیوانوں کی طرح تہقہے مار رہا تھا اور جوزف نے بوکھلا کر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ وہ لاجواب اداکاری کر رہا تھا۔

دیوی کو اس فیصلے کو تسلیم کرنا پڑے گا“..... جوزف نے پہلی شرط پیش کی۔

”مجھے منظور ہے اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ اگر تو اس آدمی سے جیت گئے تو اس کے ساتھی تیرے قبضے میں ہوں گے اور ان کے متعلق فیصلہ کرنے کا تمہیں اختیار ہو گا“..... دیوی کے لہجے میں مسرت تھی کیونکہ وہ عمران کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ باقی لوگوں سے انہیں اتنا خوف نہیں تھا۔

”دوسرے نمبر پر یہ کہ مجھے قبیلے کا سردار تسلیم کر لیا جائے گا۔“ جوزف نے کہا۔

”منظور ہے“..... دیوی نے جواب دیا۔

”ہاں منظور ہے۔ ہمیں دیوی کا فیصلہ منظور ہے“..... تمام وحشیوں نے چلا کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اس دیوتا کا مقابلہ کرتا ہوں“..... جوزف نے چلا کر کہا اور پھر نعرہ تان کر عمران کی طرف بڑھا۔ تمام مجمع ساکت ہو گیا۔ وہ بڑی دلچسپی سے جوزف اور عمران کو دیکھ رہے تھے۔ عمران کے ساتھی کھنبوں کے ساتھ بندھے ہوئے بڑی پریشانی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ان کے دل دھڑک رہے تھے کہ نجانے اب کیا ہو کیونکہ جوزف کی آواز بدلی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ جوزف کو نہیں پہچان سکے تھے۔ یہ ایک عجیب و غریب مقابلہ تھا۔ جوزف اور عمران کے درمیان۔ جوزف جب عمران کے قریب آیا تو عمران نے دیکھ لیا

"زلار ہمارے قریب آؤ"..... اچانک دیوی نے چیخ کر جوزف کو حکم دیا اور جوزف پلٹ کر دیوی کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے منہ کے آگے سے شبیر کا سراٹھایا تو دیوی تو ایک طرف رہی۔ باقی لوگ بھی چونک پڑے کیونکہ اب وہ زلار کا نہیں جوزف کا چہرہ تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ ناممکن ہے"..... دیوی کے پیچھے بیٹھے ہوئے ڈاکٹر نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ کہیں عمران وغیرہ کا ساتھی نہ ہو۔ لیکن پھر اس نے یہ خیال ذہن سے جھٹک دیا۔ کیونکہ پوائنٹ فور پر وین مشین پر جب اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک کیا تھا اس وقت اسے جوزف کی شکل نظر نہیں آئی تھی کیونکہ جوزف اس وقت جھونپڑی میں پہرہ دے رہا تھا۔ لیکن یہ مسئلہ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ کہ عمران نے زلار کی شکل کیسے بدل دی ہے۔ بہر حال عمران کی سکیم کامیاب ہو گئی اب جوزف محفوظ ہو گیا تھا۔

"جاؤ مقابلہ کرو"..... دیوی نے انھن زدہ لہجے میں جوزف سے کہا اور جوزف واپس پلٹ پڑا۔ عمران کے ساتھی جو دور ہونے کی وجہ سے اس صورت حال پر بے حد پریشان تھے انہیں اس سچویشن پر بہت حیرت ہوئی۔ اب جوزف واپس پلٹ پڑا اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ایک مسئلہ تو حل ہو گیا مگر یہ عمران کے گوشت کاٹنے والا مسئلہ کیسے حل ہو گا۔ بہر حال اب تو مجبوری تھی جبکہ خود عمران اس بات پر اصرار کر رہا

تھا۔ وہ نیزہ تانے عمران کی طرف بڑھا اور عمران اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ جوزف نے قریب آتے ہی پھرتی سے نیزہ عمران کی طرف اچھال دیا۔ عمران اچھل کر ایک طرف ہو گیا اور نیزہ اس کے جسم سے چند انچوں کے فاصلے پر سے گزر گیا۔ اچانک عمران نے اچھل کر جوزف پر حملہ کر دیا۔ یہ ایک خطرناک فلائنگ کلک تھی مگر مقابلے میں بھی جوزف تھا۔ چنانچہ وہ پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور عمران اڑتا ہوا نیچے زمین پر جا گرا مگر گرتے ہی وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہوا۔ جیسے وہ سرے سے گرا ہی نہیں تھا۔ اب دونوں ایک دوسرے کے مقابل تھے۔

"تھوڑی دیر مجھ سے لڑو۔ پھر میں اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دوں گا"..... عمران نے دبے دبے لہجے میں جوزف سے کہا اور جوزف کے پہرے پر بے بس مسکراہٹ دوڑ گئی اور دوسرے لمحے اس نے عمران پر ایک دفعہ پھر حملہ کر دیا۔ عمران اس دفعہ اپنی جگہ سے ہلا نہیں بلکہ جم کر کھڑا رہا۔ جوزف جیسے ہی عمران سے ٹکرایا۔ عمران تھوڑا سا جھکا اور پھر وہ جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا۔ تو جوزف جیسا دیو ہیکل آدمی اس کے سر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ مجمع پر ایک حیرت انگیز سکوت چھایا ہوا تھا۔ لوگ بڑی دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ جوزف نے اٹھ کر ایک بار پھر عمران پر حملہ کر دیا۔ یہ فلائنگ کلک تھی۔ عمران نے ڈانچ دینے کی کوشش کی مگر جوزف کی دونوں لاتیں عمران کے سینے پر زور سے لگیں اور عمران اچھل کر زمین پر جا گرا۔ پھر

جوزف نے اٹھنے میں بھرتی دکھائی اور پھر اٹھتے ہوئے عمران ۔
 چہرے پر لات مار دی مگر عمران نے اس کی ٹانگ پکڑ کر مروڑ دی
 جوزف بل کھاتا ہوا نیچے گر پڑا۔ پھر عمران نے اس پر ٹھوکروں ۔
 بارش کر دی مگر چند لمحوں بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ان دونوں ۔
 درمیان باکسنگ شروع ہو گئی۔ پھر مجمع یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ
 جوزف نے ایک زوردار مکہ عمران کے منہ پر مارا اور عمران اودھ ۔
 ہوا زمین پر گر گیا اور تڑپنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔
 سارا پنڈال عمران کو گرتے دیکھ کر زوردار نعروں سے گونج اٹھا۔
 وحشی اپنے ہونے والے سرشار کی جیت پر دیوانہ وار رقص کرنے لگے۔
 پھر دیوی کے اشارے پر چند وحشی نیزے تانے بے ہوش عمران کی
 طرف بڑھے مگر جوزف جو ایک فاتح کی طرح بے ہوش عمران کے
 پاس اٹھ کھڑا تھا۔ جھج اٹھا۔

”خبردار۔ اگر کوئی آگے بڑھا“..... اور اچھلتے کودتے وحشی
 جوزف کی دھاڑ سن کر رک گئے۔

”سرشار میں نے بننا ہے۔ اس لئے تمام کام میں خود کروں گا۔“
 جوزف نے انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا اور وہ واپس مڑ گئے۔ جوزف واپس
 مڑا اور پھر پروقار چال چلتے ہوئے دیوی کے قریب جا کر ادب سے
 جھک گیا۔

”شاباش زلا۔ ہم تم سے بے حد خوش ہیں۔ اب تم اس کا
 گوشت اپنے ساتھیوں کو کھلا کر شرط مکمل کر لو“..... دیوی نے

زف کو حکم دیا اور جوزف لئے قدموں مڑ کر عمران کی طرف بڑھ آیا
 یہ مرحلہ بے حد نازک تھا اور جوزف سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرے
 جب بار تو اس کا جی چاہا کہ نیزہ اٹھا کر دیوی کے سینے میں گھونپ
 دے تاکہ نہ رہے بانس نہ بچے بانسری۔ مگر پھر وہ وحشی قبیلے کے
 زوردار سے ڈرتا تھا کہ اگر سب مل کر دیوی کا انتقام لینے پر تل گئے تو
 ان بچانی مشکل ہو جائے گی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا عمران
 کے قریب آیا۔ عمران بدستور بے ہوش پڑا تھا۔ وہ عمران کے قریب آ
 بیٹھ گیا اور پھر اس نے دبے لہجے میں کہا۔ جیسے وہ منتر پڑھ رہا ہو۔
 ”باس۔ یہ تم نے مجھے کس مشکل میں پھنسا دیا ہے۔ اب میں
 کیا کروں“..... عمران نے آنکھیں بند رکھیں اور بڑبڑاتے ہوئے
 با۔

”جوزف۔ ہمت کرو۔ تھوڑی سی قربانی سے اگر ہم قبیلے کو اپنے
 ساتھ ملا لیں تو ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔“ عمران
 نے کہا۔

”مگر باس۔ دیوی تو تب بھی سفید فاموں کے ہاتھ میں ہے اس کا
 کیا علاج ہو گا“..... جوزف نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔
 ”اگر تم تمام قبیلے کو اپنے ساتھ ملا لو دیوی کا علاج کیا جا سکتا
 ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر میں کون سی جگہ کا گوشت کاٹوں“..... جوزف نے یوں
 پوچھا جیسے اسے یہ سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کون سی جگہ کا گوشت کاٹے۔

خاموش ہو جاؤ۔ جو ہم حکم دیں گے وہی ہو گا۔..... آگے بیٹھی دیوی نے جھنجھلا کر نمبر سکس سے کہا لیکن اس کی آواز قبیلے تک نہ پہنچی تھی۔ چنانچہ لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔

دیوی کا غلام ٹھیک کہتا ہے۔ مرے ہوئے کا گوشت کاٹنا بہادری کی توہین ہے۔..... اچانک ان میں سے ایک بیٹل آدمی نے چیخ کر کہا اور پھر پورے مجمع میں شور مچ گیا۔ پورا مجمع دو گروہوں میں تقسیم ہو گیا وہ سب ایک دوسرے سے چیخ چیخ بنا اپنا عقیدہ واضح کر رہے تھے۔

خاموش ہو جاؤ۔ میری بات سنو۔..... اچانک دیوی نے کھڑے ہو کر غضبناک لہجے میں کہا لیکن وحشیوں کا غصہ ایک دوسرے کے خلاف عروج پر پہنچ چکا تھا۔ دوسرے لمبے پورا پنڈال چیخوں اور نعروں کے گونج اٹھا۔ وحشی ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔ پھر وہاں بے دریغ اس کا استعمال شروع ہو گیا۔ جوزف جو عمران کے قریب اس وقت تک صورت حال پر ششدر کھڑا تھا زیادہ دیر خاموش نہ رہ سکا۔ مرے لمبے اس نے اپنا نیزہ بلند کیا اور پھر پلک جھپکتے ہی اس کا نیزہ اس کی طرح ہوا میں اڑتا ہوا کھڑی دیوی کے سینے میں ترازو ہو گیا۔ بیٹ زوردار بھیانک چیخ دیوی کے منہ سے نکلی اور پھر وہ اوندھے شیخ سے نیچے آگری۔ دیوی کو یوں گرتے دیکھ کر لڑنے والے شش یک دم رک گئے۔ وہ سب حیرت اور الجھن سے کھڑے دیکھ رہے تھے۔ ان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ دیوی بھی اس

"میری باتیں ران سے ایک بوٹی اتار لو۔... عمران نے بڑے اطمینان سے کہا جیسے وہ اپنے جسم سے گوشت علیحدہ کرنے کا حکم دینے کی بجائے کسی اور کے متعلق حکم دے رہا ہو۔

"اچھا باس۔ تمہاری مرضی مگر میں ساری عمر اپنے آپ پر لعنت بھیجتا رہوں گا۔..... جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر ہوا۔ اس نے بڑھ کر ایک طرف پڑا ہوا اپنا نیزہ اٹھایا اور پھر دوبارہ عمران کی طرف بڑھا۔ سارے پنڈال پر موت کا سا سکوت طاری تھا۔ عمران کے ساتھیوں کی بری حالت تھی وہ بری طرح کسمسارہے تھے دل اس تیزی سے دھڑک رہے تھے کہ جیسے ابھی سینہ توڑ کر باہر نکل آئیں گے۔ ابھی جوزف عمران کے قریب نہیں آیا تھا کہ اچانک دیوی کے پیچھے بیٹھے ہوئے اس کے سفید فام غلاموں میں سے ایک تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھہرو۔..... اس نے گرجدار آواز میں جوزف سے کہا۔ اس کی آواز نے پورے پنڈال کو یوں چونکا دیا جیسے بم کا دھماکہ ہوا ہو۔ "بیٹھ جاؤ نمبر سکس۔ تم کیا چاہتے ہو۔..... پاس بیٹھے ہوئے ڈاکٹر نے انتہائی سخت لہجے میں اس سفید فام سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس نے جوزف کو روک دیا تھا۔

"باس یہ غلط ہے۔ اس طرح ایک بے ہوش آدمی کا گوشت کاٹنا انکانا قبیلے کی روایت کے خلاف ہے۔..... اس نے بھی جواباً سخت لہجے میں ڈاکٹر سے کہا۔

طرح مر سکتی ہے۔ جوزف کانیزہ دیوی کے دل میں گھس چکا تھا۔
لئے دیوی نیچے گر کر تھپ بھی نہ سکی اور ٹھنڈی ہو گئی۔
نیچے گرتے ہی اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے سفید فام چیتھے ہوئے
کھڑے ہوئے۔

”دیوی کو مار ڈالا گیا۔ دیوی تم سے ناراض ہو کر چلی گئی۔
تم سب پر تباہیاں نازل ہوں گی“..... ڈاکٹر کا چہرہ غصے سے
اٹھا تھا اور پھر وحشی اندھا دھند جوزف اور عمران کی طرف
پڑے۔ عمران دیوی کے گرتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”یہ تم نے کیا کر دیا۔ کالے دیو۔ اب ہماری جان
نہیں“..... عمران کا چہرہ غصے کا مظہر بن چکا تھا۔ جوزف
حرکت قطعی لاشعوری تھی۔ اب وہ پٹختا رہا تھا۔ وحشیوں
طرف بڑھتا دیکھ کر عمران چیخا۔

”ہو شیار جوزف“..... اور جوزف سنبھل کر کھڑا ہو گیا اور

لحے عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے تیزی سے جیب
ہاتھ نکال کر دستی بم نکالا اس کی پن کھینچ کر اس نے وہ بم وحشیوں
کی طرف اچھال دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ان کی طرف
ہوئے وحشیوں کے پرچے اڑ گئے۔ باقیوں کے بڑھتے ہوئے قدر
گئے اور دوسرے لمحے ارد گرد وحشیوں نے اپنے نرے پوری قوت
اچھال دیے۔ عمران اور جوزف پھرتی سے نیچے گرے اور نیزہ
بارش ان کے اوپر سے ہوتی ہوئی گزر گئی۔ البتہ دونوں نے

ان کو ڈھونڈ لیا۔

ک جاؤ۔ میں دیوی کا مہا بھاری ہوں اور تمہیں حکم دے رہا
..... ڈاکٹر نے ہاتھ بلند کر کے چیخ کر کہا اور پھر چیخوں اور
کا شور مدھم پڑ گیا۔ نیزہ جوزف کے بازو میں لگا تھا اور عمران
میں دونوں ہی بے ہوش ہو چکے تھے۔

س دشمن کو الٹا لٹکا دو۔ اب بھی وقت ہے اس کی قربانی سے
کو خوش کر سکتے ہو“..... ڈاکٹر نے عمران کی طرف اشارہ
ہوئے کہا اور پھر وحشی ایک بار پھر جوزف اور عمران کی طرف
..... ڈاکٹر کے پیچھے کھڑا ہوا بلیک زیرو بے بسی سے ہونٹ
تھما۔ یہاں پینڈال میں آتے وقت ڈاکٹر نے سب کو قطعی غیر
ر چلنے کا حکم دیا اور پھر اس وقت بلیک زیرو کے پاس ریوالور
میں تھا۔ جلد ہی بے ہوش عمران کو ایک کھبے کے ساتھ باندھ

ہی کرو۔ اس کا گوشت کاٹ کر اس کے ساتھیوں کو کھلا دو۔
..... ورنہ دیوی کا عذاب تم پر نازل ہونے والا ہے۔“ ڈاکٹر
سے غصے کی وجہ سے جھاگ بہہ رہی تھی۔ وہ خود بھی غیر
نے کی بنا پر بے بس تھا۔ اس لئے وہ وحشیوں کو آگے بڑھا رہا
وحشی نیزے تان کر عمران کی طرف بڑھے۔ ادھر جوزف کو
چکا تھا۔ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بازو میں گھسا ہوا نیزہ
سے نکال لیا۔

"ٹھہرو۔ میں زلار تمہیں حکم دے رہا ہوں۔ رک جاؤ۔
نے اپنے خون سے ترنیزے کو بلند کرتے ہوئے چیخ کر کہا
کی طرف بڑھتے ہوئے وحشی رک گئے۔ وہ لوگ خود پاگل ہو گئے
کہ کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں۔
"زلار کو مار ڈالو۔ یہ دیوی کا قاتل ہے۔ اب یہ سردار نہیں
سکتا۔"..... ڈاکر نے چیخ کر کہا۔

"نہیں اس نے دیوی کو نہیں مارا۔ ایک آدمی بھلا دیوی
مار سکتا ہے۔"..... وحشیوں میں سے ایک نوجوان نے چیخ کر
حمایت کی شاید وہ زلار کا کوئی قریبی دوست تھا۔

"بوکا ٹھیک کہتا ہے۔ ایک آدمی بھلا دیوی کو کیسے مار سکتا
دیوی کسی اور کی پر سرار قوت سے ہم سے پنکھڑ گئی ہے۔
وحشیوں نے چیخ چیخ کر اس نوجوان جس کا نام بوکا تھا کی حمایت
اور ڈاکر بوکھلا گیا۔ اسے چونٹیں کنٹرول کرنی مشکل ہو رہی تھیں۔
"تو رک جاؤ۔ آج کا جشن ملتوی کر دو۔ کل پھر یہ جشن ہو گا۔
تک دیوی کی طرف سے کوئی پیغام آجائے گا۔"..... اس نے
راہ نہ دیکھتے ہوئے جشن ملتوی کر دینے کی تجویز پیش کر دی۔
"نہیں۔ یہ جشن ملتوی نہیں ہو سکتا۔ اگر آج بھینٹ نہ
تو کل تک دیوی کا عذاب ہم پر نازل ہو چکا ہو گا۔"..... بوکا نے

کہا اور پھر سب وحشیوں نے چیخ چیخ کر اس کی حمایت کرنی
دی۔ وہ سب عمران کو ابھی بھینٹ چرھانے پر زور دے

یونکہ ان کے خیال میں عمران نے کسی پر سرار قوت سے زلار کے
تھنوں سے نیزہ جھپٹ کر دیوی کی طرف پھینک دیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر اس آدمی کو دیوی کی بھینٹ چرھا دو۔"
ڈاکر نے صورت حال کا اندازہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہوتے ہو حکم دینے والے۔ میں اس قبیلے کا سردار
ہوں۔ دیوی کی عدم موجودگی میں میرا حکم چلے گا۔"..... جوزف جو
خاموش کھڑا تھا۔ چیخ پڑا۔

"نہیں۔ دیوی کی شرط پوری کئے بغیر تم سردار نہیں بن
سکتے۔"..... ڈاکر چیخا۔

"میں ابھی دیوی کی شرط پوری کرتا ہوں۔"..... جوزف جھنکا کر
بولا اور پھر اس نے ایک وحشی کے ہاتھ سے ایک چھوٹا سا خنجر گھسیٹا
اور لپک کر لٹے لٹکے ہوئے عمران کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے اس کا
خنجر فضا میں چمکا اور عمران کی اس ٹانگ کے گوشت کا ایک چھوٹا سا
ٹکڑا کٹ کر علیحدہ ہو گیا جہاں پہلے نیزہ گھسا تھا۔ عمران کی ٹانگ سے
خون پہلے ہی بہہ رہا تھا۔ ٹکڑا کٹنے کے بعد زیادہ تیزی سے بہنے لگا۔
جیسے ہی جوزف نے عمران کی ٹانگ سے گوشت کا ٹکڑا کاٹا۔ تمام
وحشی خوشی سے اچھل پڑے۔ جوزف ٹکڑا لے بھاگتا ہوا اس طرف
بڑھا جہاں عمران کے ساتھی کھمبوں سے بندھے کھڑے تھے۔ پہلے نمبر
پر صفدر تھا۔

"جوزف تم..... صفدر حیرت اور غصے سے چیخ پڑا۔

تار کر اس کا خون فوراً بند کیا جائے۔ میں کل ان کے متعلق فیصلہ کروں گا۔ ان سب کو شاہی جھونپڑی میں قید کیا جائے۔..... جوزف نے چیخ کر حکم دیا اور چند لمحوں بعد جوزف کے حکم کی تعمیل ہو چکی تھی۔ عمران کے زخم پر مخصوص جڑی بوٹیوں کا لیپ کیا گیا جس سے اس کا خون بند ہو گیا اور عمران سمیت باقی ساتھیوں کو کھمبوں سے کھول کر شاہی جھونپڑی میں پہنچا دیا گیا۔

”تم میرے ساتھ آؤ زلار“..... ڈاکر نے جوزف سے کہا اور پھر میگانا کے مردہ جسم کو اٹھا کر تمام سفید فام جنگل کی طرف بڑھ گئے۔ جوزف ہاتھ میں نیزہ لئے ان کے ساتھ تھا۔

”جلدی کرو۔ یہ ٹکڑا چبا کر پھینک دو۔ ورنہ عمران کی جان خطرے میں ہے۔.....“ جوزف نے اس سے کہا اور پھر خنجر سے عمران کے گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹ کر صفدر کے منہ میں ڈال دیا۔ وہ اسی طرح چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹتا ہوا سب ساتھیوں کے منہ میں ڈالتا گیا اور عمران کی جان بچانے کے لئے سب ساتھیوں کو مجبوراً عمران کا گوشت کھانا پڑا۔ ویسے یہ ان کی زندگی کا بھیانک تجربہ تھا۔ جسے وہ کسی قیمت پر دہرانے کے لئے تیار نہیں تھے۔

”میں سردار ہو گیا ہوں۔ میں نے دیوی کی شرط پوری کر دی ہے۔.....“ جوزف نے پلٹ کر کہا اور سب وحشی جو دلچسپی سے یہ سنا کر منظر دیکھ رہے تھے۔ خوشی سے جھنجھٹے ہوئے اس کی حمایت کرنے لگے۔ ”نہیں۔ تم نے دیوی کی شرط پوری نہیں کی۔ دیوی کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹ کر کھلایا جائے۔ بلکہ اس کا پورا گوشت کاٹ کر اس کے ساتھیوں کو کھلایا جائے۔.....“ ڈاکر نے چیخ کر کہا۔

”نہیں۔ دیوی کی شرط پوری ہو گئی ہے۔ ہم زلار کو سردار تسلیم کرتے ہیں۔.....“ تمام وحشی زلار کی حمایت میں بولنے لگے۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ میں زلار کو سردار تسلیم کرتا ہوں۔.....“ ڈاکر نے وحشیوں کو یوں زلار کی حمایت میں دیکھ کر ہتھیار ڈال دیئے اور پھر زلار کے نام کے نعروں سے پورا پنڈال چیخ اٹھا۔

”میں زلار۔ تمہارا سردار تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس آدمی کو نیچے

ہر تمہارے ساتھیوں کی تکا بونی کرا دوں گا"..... جوزف غصے سے
بھاگ اٹھا۔

"میری بات سنو زلار"..... نمبر سکس اٹھ کھڑا ہوا۔
"تم اسے سمجھاؤ نمبر سکس۔ یہ ابھی نیا نیا سردار بنا ہے۔ اس لئے
شور مچا رہا ہے"..... ڈابکر نے زہریلی مسکراہٹ سے کہا۔
"میں کسی کی بات نہیں سنتا"..... جوزف نے سخت لہجے میں کہا
مگر نمبر سکس اسے گھسیٹ کر ایک طرف لے گیا۔
"بات سنو جوزف اطمینان سے کام کرو"..... نمبر سکس نے
سرگوشی کے انداز میں جوزف سے کہا اور جوزف اپنا اصلی نام سن کر
چونک پڑا۔ وہ بڑی حیرت سے نمبر سکس کو دیکھ رہا تھا۔
"میں نشانرا ہوں۔ نمبر سکس کے روپ میں"..... بلیک زیرو
نے جوزف کی حیرت دور کرنے کے لئے کہا۔
"اوہ"..... جوزف نے اطمینان کا سانس لیا۔

"سنو۔ تم اطمینان سے کام کرو اور فی الحال نرمی سے کام لو۔ جلد
ہی ہم اس گروپ پر قابو پالیں گے تو ان سے اپنی مرضی کا انتقام لیں
گے۔ تم قبیلے کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرو"..... بلیک زیرو
نے جوزف کو سمجھایا
"ٹھیک ہے اگر تم کہتے ہو تو میں ایسا ہی کروں گا"..... جوزف
چوہنیشن کو سمجھ چکا تھا اور پھر وہ ہال کے کونے سے واپس کرسیوں کی
طرف بڑھ آئے۔

ایک بہت بڑے ہال میں یہ سب لوگ موجود تھے۔ ڈابکر کے
بائیں ہاتھ پر جوزف بحیثیت سردار کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو
نمبر سکس کی صورت میں اس کے قریب ہی بیٹھا تھا۔
"یہ بہت برا ہوا۔ بہت برا ہوا"..... ڈابکر اٹھن زدہ لہجے میں
بڑبڑایا۔ جوزف خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"زلار اب تمہیں ہمارے حکم پر چلنا پڑے گا ورنہ تم جانتے ہو ہم
اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ پوری بستی کو بھسم کر دیں گے۔ تمہارا ایک
ایک آدمی دردناک عذاب میں مبتلا ہو گا"..... ڈابکر اس بار جوزف
سے مخاطب تھا۔ وہ جوزف کو دھمکا رہا تھا۔ جوزف کا چہرہ غصے سے
سرخ ہو گیا۔

"تم مجھے دھمکا رہے ہو۔ مجھے۔ جو انکانا قبیلے کا سردار ہے۔ تم
ہمارے غلام ہو۔ سناتم نے اگر تم نے کوئی حرکت کی تو میں تمہاری

"کیا خیال ہے زلار۔ کیا تم اب بھی ہمارے خلاف یہ گے..... ڈاکبر نے معنی خیز لہجے میں جوزف سے پوچھا۔ اس کا خیال تھا کہ نمبر سکس نے اپنی طاقت کے متعلق کافی تفصیل سے زلار کو آگاہ کر دیا ہوگا۔

"نہیں جناب میں آپ کا خادم ہوں۔ جیسے آپ حکم کریں۔ جوزف نے اس بار وائٹ نکلتے ہوئے جواب دیا اور ڈاکبر کے زوردار فاتحانہ قہقہے سے ہال گونج اٹھا۔

"تم اب جاؤ اور صبح کو عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہمارے پاس لے آنا۔ ہم خود انہیں سزا دیں گے۔ تم قبیلے میں مشہور کرادو کہ دیوی نے ان سے انتقام لیا ہے اور مکھی بنا کر اڑا دیا ہے۔" ڈاکبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مکھی..... جوزف اپنے لہجے کی حالت نہ چھپا سکا۔

"ہاں۔ ہاں کیا تمہیں پتہ نہیں کہ یہ تمہارے قبیلے کی روایت ہے کہ مکھی بننا سخت ترین عذاب ہے..... اس بار ڈاکبر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر قبیلے والوں نے شک کیا تو..... جوزف نے فوراً بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم گھبراؤ نہیں، تم قبیلے کے سردار ہو تم پر قبیلے والے شک نہیں کر سکتے..... ڈاکبر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں صبح کو ان لوگوں کو یہاں بھیج دوں گا۔

جوزف نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ان سب کو باندھ کر جھاڑی کے قریب ڈال دینا۔ ہم نہیں اٹھا کر اندر لے آئیں گے..... ڈاکبر نے کہا اور جوزف نے رضا مندی سے سر ہلا دیا۔

"نمبر سکس زلار کو باہر چھوڑ آؤ..... ڈاکبر نے بلیک زیرو کو حکم دیا اور پھر بلیک زیرو اور جوزف ہال سے باہر نکل آئے۔

"سنو جوزف۔ یہ فوٹو لو اور اسے عمران کو دے دینا اور کہنا کہ اس فوٹو والے آدمی کا میک اپ کر کے مجھ سے دو گھنٹے بعد ہمیں ملے۔ میں اس کا انتظار کروں گا..... بلیک زیرو نے جوزف کو ایک فوٹو دیتے ہوئے کہا اور جوزف سر ہلا کر واپس بستی کی طرف چل دیا۔ چند لمحوں بعد وہ جنگل میں غائب ہو چکا تھا۔

عمران سے پوچھا۔ اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ جھونپڑی کا دروازہ کھلا اور جوزف اندر داخل ہوا۔

”آگے سردار اٹکانا۔ کیا حکم ہے ہمارے متعلق“..... عمران نے سے دیکھتے ہی ہانک لگائی۔

”باس میں آپ سے شرمندہ ہوں“..... جوزف نے کہا اور پھر وہ عمران کے سامنے جھک گیا اور پھر یہ دیکھ کر ساری ٹیم کی حیرت سے نکھیں پھٹی پھٹی رہ گئیں کہ جوزف کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل رہے تھے۔

”ارے ارے تم رو کیوں رہے ہو۔ کیا کوئی چڑیل نظر آگئی ہے۔ یا کسی حسد نے خواب میں آنے سے انکار کر دیا ہے“..... عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

”نہیں باس۔ تم مجھے معاف کر دو۔ میں نے اپنی زندگی کا سب سے شرمناک فعل انجام دیا ہے۔ فار گاڈ سیک مجھے معاف کر دو“..... جوزف بدستور گڑ گڑاتے ہوئے بولا۔

”اچھا اچھا معاف کر دیا“..... عمران نے بھی متاثر کن لہجے میں جواب دیا۔

”او گڈ باس۔ اب مجھے ذرا اپنی ٹانگ دکھاؤ“..... جوزف نے کہا۔

”جوتانہ دکھاؤں تمہیں یا پھر کہو تو ہاتھ دکھاؤں“..... عمران پڑی سے اتر گیا مگر جوزف سنجیدہ رہا۔ پھر اس نے عمران کی وہ ٹانگ

عمران کے گرد تمام ممبرز اکٹھے تھے۔ عمران کی ٹانگ پر جڑی بوٹیوں کا لیپ چڑھا ہوا تھا۔ گو اس کی ٹانگ میں شدید درد تھا مگر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

”کیوں دوستو کیسار ہا میرا گوشت۔ میرے خیال میں کڑوا ہی ہو گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

”عمران صاحب۔ ہماری زندگی کا یہ سب سے زیادہ بھیانک ترین واقعہ ہے“..... صفدر نے جواب دیا۔

”پرواہ نہ کرو۔ ابھی تو میں نے تمہارا گوشت کھانا ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب ہنس دیے۔

”یہ جوزف نے اچھا چکر چلایا ہے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں جوزف بے حد تیز نکلا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”وہ موسیو نشارا انجانے کہاں غائب ہو گئے ہیں“..... صفدر نے

اٹھا کر دیکھنا شروع کر دی جہاں سے اس نے گوشت کاٹا تھا۔
 "ارے مار ڈالا۔ تم تو آدم خور قبیلے کے سردار ہو۔ اب کیا بقیہ
 گوشت کھانے کا بھی ارادہ ہے۔"..... عمران چیخا جیسے واقعی اس کا
 واسطہ کسی آدم خور قبیلے کے سردار سے پڑ گیا ہو۔

"باس میں ابھی دوا بنا کر لے آتا ہوں۔ دیکھنا افریقہ کی جڑی
 بوئیاں کس طرح تمہیں ٹھیک کرتی ہیں۔" جوزف اٹھ کھڑا ہوا۔
 "یہ زخم بھی تو افریقہ ہی نے لگایا ہے۔"..... عمران نے برا سامنے
 بناتے ہوئے کہا لیکن جوزف جھونپڑی سے باہر جا چکا تھا۔ تھوڑی دیر
 بعد وہ ہاتھ میں کسی جھاڑی کے پتے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے
 عمران کا زخم کپڑے سے صاف کر کے گھاؤ میں وہ پتے بھر کر اوپر سے
 کپڑے سے باندھ دیا۔

"اب ایک گھنٹے بعد باس آپ یہ بھی نہ بتا سکیں گے کہ زخم کس
 ٹانگ پر ہوا تھا۔"..... جوزف نے اسے بڑے فخر سے بتایا اور عمران
 مسکرا دیا۔ واقعی ان پتوں کے رکھنے سے اس کا دردیوں کا فور ہو گیا
 جیسے یہ پتے جادو کے بنے ہوئے ہوں۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا چکر چل رہا ہے۔"..... عمران نے جوزف سے
 پوچھا اور جوزف نے تمام تفصیل بتا دی اور پھر جیب سے ایک فوٹو
 نکال کر عمران کے حوالے کر دیا۔ ساتھ ہی بلیک زیرو کا پیغام بھی
 دے دیا۔ عمران مسکرا دیا۔ اس نے صفدر سے میک اپ باکس
 نکلنے کے لئے کہا۔ صفدر نے ایمر جنسی میک اپ باکس نکال کر

دے دیا۔ اس فوٹو کے مطابق عمران نے میک اپ کرنا شروع کر
 دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی محنت کے بعد اس کی شکل بالکل اس کے
 مطابق ہو چکی تھی۔

"اب آپ کے زخم کا کیا حال ہے۔"..... جوزف نے پوچھا۔
 "درد تو غائب ہے۔"..... عمران نے جواب دیا اور پھر وہ اٹھ کھڑا
 ہوا۔ اس نے ادھر ادھر چل کر دیکھا۔ بالکل معمولی سا درد تھا جو
 صرف چلتے ہوئے محسوس ہوتا تھا۔ ورنہ معاملہ ٹھیک ہو گیا تھا۔
 "بھئی جوزف واپس دارالحکومت چل کر میں تمہیں دکان کھول
 دوں گا۔ تم تو اب پورے زبدۃ الحکماء بن گئے ہو۔"..... عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ جڑی بوئیاں میں کہاں سے حاصل کروں گا۔" جوزف
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ جڑی بوئیوں کے بیج لے چلیں گے۔ میں وہاں
 جڑی بوئیوں کا فارم قائم کر لوں گا۔ تم حکیم بن بیٹھنا۔ واہ واہ حکیم
 عبدالجوزف سلہما۔ زبدۃ الحکماء وغیرہ وغیرہ۔"..... عمران کی زبان چل
 نکلی۔

"باس حالات بہت نازک ہیں۔"..... جوزف نے سنجیدگی اختیار
 کرتے ہوئے کہا۔

"تم سے بھی زیادہ نازک ہیں۔"..... عمران نے معصومیت سے
 پوچھا اور باقی لوگ اس طنز پر ہنس پڑے۔

”باس پلیز“..... جوزف نے کھیانے انداز میں کہا۔
 ”جنتاب سردار انکا نارشاد عالی“..... عمران شاید وقت گزارنے کے موڈ میں تھا۔

”باس۔ سفید فام سردار نے کہا ہے کہ تمام ساتھیوں کو آپ سمیت باندھ کر جھاڑی کے قریب باندھ دوں“..... جوزف نے شاید زبردستی فقرہ پورا کیا۔ اس لئے وہ قدرے بے ربط ہو گیا۔
 ”ٹھیک ہے۔ باندھ کر پھینک دو“..... عمران نے بڑی ب فکری سے جواب دیا۔

”باس۔ موسیو نشارا آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے۔“ جوزف نے ایک اور اطلاع دی کیونکہ اب اتنا وقت گزر چکا تھا جتنا نشارا نے کہا تھا۔
 ”ٹھیک ہے چلو“..... عمران کو بھی خیال آگیا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”اب آپ کے زخم کا کیا حال ہے“..... صفدر نے پوچھا۔ عمران نے چل کر دیکھا۔ واقعی درد کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا تھا۔ واقعی افریقہ اسرار کا غراندہ واقع ہوا ہے۔ ہر حیرت انگیز بات جو بظاہر ناممکن نظر آتی ہے افریقہ میں آکر ممکن ہو جاتی ہے۔ عمران نے وہ جگہ دیکھی جہاں زخم تھا اور جب پٹی ہٹائی تو وہاں نشان تک بھی موجود نہ تھا۔ ساری محفل جوزف کی حکمت پر ایمان لے آئی۔

”اچھا میں چلتا ہوں۔ تم سفید فام آقا کے حکم کے مطابق ان سب

کو باندھ کر وہاں ڈال دینا۔ جہاں اس نے کہا تھا۔ اس طرح یہ فائدہ ہو جائے گا کہ تمام ٹیم اس خفیہ اڈے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے گی“..... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلایا۔
 پھر عمران اور جوزف جھونپڑی سے باہر نکل آئے۔ بستی میں وحشیوں کی آمدورفت جاری تھی مگر جوزف کی وجہ سے کسی نے ان سے سوال نہیں کیا اور وہ جنگل سے ہوتے ہوئے جھاڑی کے قریب پہنچ گئے۔ جھاڑی کے قریب ایک درخت کی اوٹ میں چھپ گئے ابھی شاید بلیک زیرو نہیں آیا تھا۔

”تم جاؤ جوزف۔ میں خود نشارا کو مل لوں گا“..... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے واپسی کے لئے قدم بڑھا دیئے۔ جلد ہی وہ نظروں سے اڑھل ہو گیا۔ عمران وہیں درخت کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جھاڑی نے حرکت کی اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے جھاڑی ایک طرف ہٹ گئی اور پھر اس کی جگہ سے جہاں پہلے جھاڑی تھی بلیک زیرو جو کہ نمبر سکس کے سیک اپ میں تھا۔ باہر آگیا۔ وہ باہر نکل کر بڑے تجسس سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کے انداز سے شاید بے چینی کی آمیزش بھی شامل تھی۔ عمران درخت کی اوٹ سے باہر نکل آیا۔ بلیک زیرو نے جب عمران کو دیکھا تو وہ ایک لمحے کے لئے چونکا لیکن پھر وہ ساکن ہو گیا۔ عمران تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب گیا۔

”تم کون ہو“..... اس کے قریب پہنچتے ہی بلیک زیرو نے

پوچھا۔
 "تمہارا خادم علی عمران۔ پرنس آف ڈھمپ۔ حال مقیم افریقہ
 قید اٹکانا جو نہ اپنا ہے نہ بیگانہ بلکہ پرانی شادی میں عبداللہ دیوانہ۔
 عمران کی زبان چل پڑی۔
 "اف عمران صاحب آپ مگر آپ تو شدید زخمی تھے"..... بلیک
 زیرو نے بڑی حیرت سے پوچھا۔
 "در اصل حکیم الحکماء جناب عبد الجوزف فخر افریقہ کا علاج کیا
 تھا"..... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ حالات بے حد نازک ہیں۔ میں نے یہاں
 تمام نظام دیکھا ہے۔ بے حد وسیع و عریض انتظام کر رکھا ہے۔ دعو
 دھریا یورینیم نکالا جا رہا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ پلانٹ لگا رکھا ہے
 آپ دیکھیں گے تو حیران رہ جائیں گے"..... بلیک زیرو نے اسر
 مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے۔ یہیں کھڑے گپ شپ لگانی ہے"۔ عمران
 نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں کسی کی نظروں
 میں نہ آجائیں۔

"اوہ چلتے آپ کا نمبر تھری ہے اور آپ ڈاکٹر کے اتہائی قابل اعتر
 ساتھی ہیں"..... بلیک زیرو نے نیچے سیدھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے
 کہا۔

"اور نمبر تھری کہاں ہے"..... عمران بھی اس کے پیچھے تھا۔

"ہم یہاں سے سیدھے نمبر تھری کے کمرے میں جائیں گے۔ میں
 نے اس کا انتظام کر لیا ہے"..... بلیک زیرو نے بڑا مہم سا جواب دیا
 اور عمران خاموش رہا۔ وہ سیدھیاں اترتے چلے گئے اور پھر ایک
 دروازے میں داخل ہوئے تو وہ ایک بے حد وسیع و عریض میدان
 میں موجود تھے۔ عمران واقعی حیران رہ گیا۔ وہ تیزی سے ایک
 دوسرے کے پیچھے چلتے رہے اور ایک گیلری میں سے گزر رہے تھے کہ
 چانک ایک موٹر پر ڈاکٹر ان سے آکر آیا۔

"میرے ساتھ آؤ نمبر سکس اور نمبر تھری"..... اس نے بڑے تلخ
 لہجے میں کہا۔ بلیک زیرو نے بڑے معنی خیز انداز میں عمران کی طرف
 دیکھا اور پھر ڈاکٹر کے پیچھے چل دیا۔ عمران بھی ساتھ تھا۔ وہ تیزی سے
 بہتے ہوئے مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے ایک خاصے وسیع کمرے
 میں پہنچ گئے۔

"بیٹھو"..... ڈاکٹر نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
 اور وہ دونوں میز کے سامنے پڑی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر بھی میز
 کے پیچھے ایک خاصی بڑی کرسی پر براجمان ہو گیا۔
 "نمبر سکس اب تمہارا کیا پروگرام ہے"..... ڈاکٹر نے پرسرا سی
 مسکراہٹ سے کہا۔

"پروگرام سے آپ کا کیا مطلب ہے"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔
 "مجھ سے پوچھ رہے ہو"..... ڈاکٹر کے چہرے پر اچانک شدید
 غصے کے آثار نظر آئے اس کا دایاں ہاتھ میز کے کنارے پر تھا۔ اس کی

انگلی نے حرکت کی اور پھر میز کے کنارے پر لگے ہوئے بے شمار
بٹنوں میں سے ایک بٹن اس نے دبا دیا اور دوسرے لمحے بلیک ز
اچھل پڑا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کرسی کے ساتھ آہنی حصے
سے جکڑے جا چکے تھے۔

"اس کا کیا مطلب ہے"..... بلیک زیرو نے اپنے لہجے میں شر-
حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"نمبر تھری۔ تم نے کسی تعجب کا اظہار نہیں کیا"..... ڈاکٹر۔
عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ اب عمران پھنس چکا تھا۔ اس نے
نمبر تھری کی آواز بھی نہیں سنی ہوئی تھی۔ اب وہ بولتا تو کیا اور۔
بولتا تو کیا اور اگر نہ بولتا تو ڈاکٹر جو شاید فی الحال اس پر شک
کر رہا تھا اس کے متعلق بھی مشکوک ہو جاتا۔ عجیب الجھن تھی۔

"نمبر تھری۔ باس خواہ مخواہ مجھ پر شک کر رہا ہے۔ تم باس
سمجھاؤ۔ اپنے خاص آدمیوں پر شک کرنا اچھا نہیں اور میں اس معائنہ
کو آگے لے جاؤں گا"..... اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دے
بلیک زیرو عمران سے مخاطب ہو گیا۔ اس نے درمیانی چند اغما
ایک دوسرے لہجے میں کہتے تھے۔ گو وہ اسے اتھائی تیزی سے کہہ گیا تو
مگر عمران اس کا اصل مطلب سمجھ گیا تھا۔

"میں ابھی تمہارا کچا چٹھا بتا دیتا ہوں نمبر سکس"..... بلیک ز-
کے جواب میں ڈاکٹر نے بڑے غصے سے کہا۔

"باس آخر نمبر سکس کا قصور کیا ہے"..... عمران پہلی بار یو-

جہ وہی تھا جس میں بلیک زیرو نے درمیانی الفاظ بولے تھے۔
"یہ نمبر سکس نہیں ہے"..... ڈاکٹر نے انکشاف کیا۔ اسے
عمران کے لہجے پر شک نہیں ہوا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ عمران نے نمبر
تھری کے اصل لہجے کی بڑی کامیابی سے نقل اتاری تھی۔ وہ ڈاکٹر کے
اس انکشاف پر باقاعدہ اچھل پڑا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے باس"..... عمران کے لہجے میں شدید حیرت
نپک رہی تھی۔

"ابھی ایوینیا آ جاتا ہے تو پتہ چل جاتا ہے"..... ڈاکٹر نے زہریلی
مسکراہٹ سے جواب دیا۔ بلیک زیرو نے ایوینیا کا نام سنا تو
طمینان کی ایک طویل سانس لی۔

"باس۔ آپ خواہ مخواہ مجھ پر شک کر رہے ہیں"..... ڈاکٹر کے
انکشاف کے بعد بلیک زیرو پہلی بار بولا۔ اس کے لہجے میں بے حد
طمینان تھا۔ عمران بھی اس کے اطمینان پر دل ہی دل میں مسکرا
پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بلیک زیرو نے جس میک اپ باکس سے نمبر
سکس کا میک اپ کیا تھا اس کی ٹیوبوں میں ایسے پیسٹ تھے جو ایوینیا سے
صاف نہیں ہو سکتے تھے اور یہ جدید ترین ایجاد تھی۔ ڈاکٹر نے میز پر لگا
وا ایک اور بٹن دبا دیا۔ دور کہیں گھنٹی کے بجنے کی آواز ان کے
کانوں میں پہنچی اور پھر کمرے کا دروازہ کھلا۔ ایک مشین گن بردار
سیاہ فام اندر داخل ہوا۔

"لیس باس"..... اس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”ایک بوتل ایونیا اور تولیہ لے کر آؤ“..... ڈاکر نے اسے مدد دیا۔

”باس۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ اپنے آدمیوں پر شک کرنے لگے ہیں“..... عمران نے ڈاکر سے پوچھا۔ اس کے لہجے میں تڑپ تھی۔

”میں جب کہہ رہا رہوں کہ یہ نمبر سکس نہیں ہے پھر تم کیوں ایسی بات کہہ رہے ہو“..... ڈاکر نے اسے ڈالتے ہوئے کہا۔

”آپ کو کیسے معلوم ہوا“..... عمران نے ایک اور سوال پوچھا۔

”ابھی بتاتا ہوں پہلے اس کی اصل شکل دیکھ لوں“..... ڈاکر نے لاپرواہی سے جواب دیا اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہ سیاہ فام ہتھیار میں ایونیا کی بوتل لئے اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر تولیہ بھی موجود تھا۔

”نمبر سکس کا منہ ایونیا سے دھو ڈالو اور پھر تولیے سے اچھی طرح پونچھ دینا“..... ڈاکر نے اس سیاہ فام کو حکم دیا۔ ایک لمحے کے بعد سیاہ فام حیران ہوا پھر وہ آگے بڑھا۔ اس نے مشین گن عمران کے قریب رکھی اور وہ بلیک زیرو کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایونیا سے بلیک زیرو کا منہ اچھی طرح دھو ڈالا اور پھر تولیے سے پونچھ ڈالا۔ اس وقت جبکہ وہ سیاہ فام بلیک زیرو کا منہ دھو رہا تھا ڈاکر کی تجسس سے بھرپور نظریں بلیک زیرو کے چہرے پر جمی ہوئی

نہیں۔ عمران نے نیچے جھک کر وہ مشین گن اٹھالی جو سیاہ فام نے اس کے قریب ہی رکھی تھی۔ اس کا انداز ہی ایسا ہی تھا جیسے وہ وقت گزارنے کے لئے مشین گن سے کھیل رہا ہو اور پھر اس نے ڈاکر کی مزاحمت سنی اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بلیک زیرو کے ایک گال سے میک اپ اتر چکا تھا۔ عمران کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ یہ میک اپ ایونیا سے اتر جائے گا۔ اسی لئے وہ بڑے اطمینان سے بیٹھا تھا۔ لیکن اب اچانک اس نے مشین گن سیدھی کر دی۔

”ہینڈ ز اپ“..... وہ کرسی سے اٹھا ہوا تھا۔ وہ سیاہ فام اور ڈاکر دونوں کو ریخ میں لے چکا تھا۔

”اس کا کیا مطلب ہے“..... ڈاکر اچھل پڑا۔

”نمبر سکس کو آزاد کر دو۔ ورنہ گولی مار دوں گا“..... عمران نے نمبر تھری کے لہجے میں ہی کہا مگر لہجہ بے حد سخت تھا۔

”مگر یہ نمبر سکس تو نہیں ہے۔ دیکھو اس کے گال پر سے میک اپ اتر چکا ہے“..... ڈاکر نے جواب دیا۔ ویسے اس نے ہاتھ میز کے اوپر اٹھا لئے تھے۔ اس وقت بلیک زیرو جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ چونک پڑا۔ اسے علم نہیں تھا کہ اس کے گال پر سے میک اپ اتر چکا ہے۔ دوسرے لمحے عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا مگر رخ سیاہ فام کی طرف تھا جس کا ہاتھ آہستہ آہستہ جیب کی طرف رہنمائی رہا تھا۔ تڑپناہٹ ہوئی اور سیاہ فام کے جسم میں کئی سوراخ بن گئے۔ وہ

فرش پر گر کر تڑپ رہا تھا۔ جلد ہی وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

”یہ کیا کیا تم نے“..... ڈاکٹر چیخ پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا اچانک اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل گئی اور گود اس کی نالی پر پڑی تھی۔ فائر ڈاکٹر نے ایک چھوٹے سے ریوالور سے کیا تھا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے ڈاکٹر پر چھلانگ لگا دی اور پھر وہ میز سے نکلر آتا ہوا ڈاکٹر پر آ پڑا۔ ڈاکٹر دوسرا فائر کرنا چاہتا تھا مگر وہ نہ کر سکا اور الٹ کر پیچھے جا کر ا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا۔ عمران اس کے ساتھ ہی فرش پر جا کر اگر پھر ڈاکٹر نے اٹھنے میں پھرتی دکھائی اور دوسرے لمحے وہ بھاگتا ہوا تیزی سے قریبی کونے کے قریب پہنچا۔ عمران نے اٹھ کر اس کا پیچھا کرنا چاہا مگر پھر دیوار پھٹی اور ڈاکٹر اس میں سما گیا۔ دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔ اب وہ دونوں کمرے میں اکیلے رہ گئے تھے۔ عمران نے تیزی سے میز کے کنارے پر گئے ہوئے بٹنوں پر نظریں دوڑائیں۔ ایک بٹن آن تھا۔ اس نے وہ بٹن آف کر دیا اور نتیجہ اس کی توقع کے مطابق تھا۔ بلیک زیرو ان حلقوں کی آہنی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”جلد باہر چلو“..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر دروازے کی طرف بھاگا اور عمران بھی اس کے پیچھے۔ وہ دونوں آگے پیچھے مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے ایک گیلری میں پہنچ گئے اور پھر بلیک زیرو ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے تھا۔ کمرہ خالی نہیں تھا اس لئے عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔

ڈاکٹر جب دیوار کے اس خفیہ دروازے سے باہر نکلا تو وہ ایک گیلری میں موجود تھا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور پھر وہ ایک کمرے کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور پھر چابی آٹو میٹک لاک میں داخل کر دی۔ ایک ہلکی سی کھٹک ہوئی اور پھر وہ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہوا۔ اس نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک طویل میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسی کی طرف بڑھا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے تیزی سے میز کی سطح پر پھیلے ہوئے بے شمار بٹنوں میں سے چند بٹن دبائے۔ کمرے کی دیواروں کے ساتھ قطار میں بے شمار چھوٹی بڑی مشینیں فٹ تھیں۔ یہ شاید اس کا مخصوص آپریشن روم تھا۔ بٹن دبتے ہی سامنے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک کافی بڑی مشین میں زندگی سی دوڑ گئی اور اس کے اوپر فٹ

ایک بہت بڑی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر لہریں سے نظر آرہے تھے۔ جلد ہی منظر صاف ہو گیا۔ ڈاکٹر جو بغور سکرین کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک چونک پڑا کیونکہ جو کمرہ اس سکرین پر نظر آ رہا تھا وہ خالی تھا۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں ابھی ان کی جھوپ ہوئی تھی۔ ڈاکٹر نے میز پر لگے ہوئے ایک ڈائل کی ناب گھمانی شروع کر دی۔ پھر اس کے ساتھ ہی منظر تبدیل ہوتے چلے گئے اب مختلف کمروں کے منظر نظر آرہے تھے۔ اچانک وہ اچھل پڑا کیونکہ سکرین تاریک ہو چکی تھی۔ اس نے بہتر اسرار مارا لیکن اسے یہ سمجھ میں نہ آ سکا۔ کہ مشین نے کام کرنا کیوں چھوڑ دیا ہے۔ وہ اٹھ کر مشین کے قریب گیا اس نے اچھی طرح اس کو دیکھا بھالا مگر کوئی ایسی بات نظر نہ آئی۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے میں ایک ہلکی ہلکی آواز گونجنے لگی۔ یہ سینی کی آواز تھی۔ ڈاکٹر تیزی سے دوبارہ میز کی طرف بڑھا اس نے کرسی پر بیٹھ کر ایک بٹن دبا دیا۔ سینی کی آواز آنی بند ہو گئی اور پھر ایک آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

”ہیلو ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ ہیلو ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ اور۔“ دوسری طرف سے بھاری بھر کم آواز گونجی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بھوکا بھیڑیا غزا رہا ہو۔

”یس ڈاکٹر سپینگ۔ اور۔“ ڈاکٹر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”ہیلو ڈاکٹر۔ کیا حالات ہیں۔ وہاں ایشیائی جاسوسوں کی ٹیم کا کیا

بنا۔ اور۔“..... دوسری طرف سے بولنے والے نے پوچھا۔ لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

”چیف ایشیائی جاسوسوں کی ٹیم یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ ہم نے راستے میں ہر ممکن کوشش کی کہ انہیں ختم کر دیا جائے مگر اتنا نقصان ہمیں اٹھانے پڑے۔ اور۔“..... ڈاکٹر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اور۔“..... دوسری طرف سے بولنے والے نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے سے شدید حیرت ٹپک رہی تھی۔

”یس باس۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ یہ ٹیم انتہائی عیار اور خطرناک افراد پر مشتمل ہے۔ ان کی وجہ سے مجھے پوائنٹ نمبر فور ختم کرنا پڑا۔ ایک ہیلی کاپٹر تباہ کیا۔ اپنے آدمی مروائے۔ نمبر ایون ان سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ انکانا دیوی میگنا ختم ہو گئی۔ انکانا قبیلے پر ہمارا ہولڈ متزلزل ہو گیا۔ میں سخت اٹھن میں ہوں۔ اور۔“..... ڈاکٹر نے مختصر باتیں بتاتے ہوئے کہا۔

”تم روز بروز نکلے اور بزدل ہوتے جا رہے ہو ڈاکٹر۔ اور۔“ بھڑیا اور شدت سے غزانے لگا۔

”باس اس میں میرا قصور کیا ہے۔ اور۔“..... ڈاکٹر کا لہجہ اس بار خوفزدہ سا تھا۔

”اس وقت کیا پوزیشن ہے۔ اور۔“..... باس نے پوچھا۔

"اس وقت ساری ٹیم میرے قابو میں ہے۔ اور۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"اچھا پھر کس بات کا غم ہے۔ فوراً پوری ٹیم کو شوٹ کروا دو۔ اور۔۔۔۔۔" باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اوکے سر۔ اور۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔
"مال کی نئی کھیپ کافی عرصہ ہوا نہیں پہنچی۔ کب بھیج رہے ہو۔ اور۔۔۔۔۔" باس نے پوچھا۔

"باس دراصل بات یہ ہے کہ اب یورینیم کا ذخیرہ ختم ہونے کے قریب ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ سب کچھ اکٹھا بھیج دوں۔ میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ دو دن کا اور ذخیرہ یہاں موجود ہے۔ اس کے بعد یورینیم یہاں ختم ہو جائے گا۔ اور۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"یہ تو بڑی افسوسناک خبر سنائی ہے تم نے۔ ہمیں تو یورینیم کی مستقل ضرورت پڑتی رہے گی۔ اور۔۔۔۔۔" باس کے لہجے میں تشویش نمایاں تھی۔

"یہاں ختم ہونے کے بعد میں ارد گرد اور سروے کراؤں گا۔ امید ہے ضرور کہیں نہ کہیں کسی اور ذخیرے کا پتہ چل جائے گا۔ اور۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مگر آج سے ہی سروے کروانا شروع کر دو تاکہ سہلائی میں رکاوٹ نہ آئے۔ اور۔۔۔۔۔" باس نے جواب دیا۔

"اوکے سر۔ اور۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"مجھے کل رپورٹ دو۔ کہ اس ٹیم کا تم نے کیا کیا اور سنو۔ میں ناکامی کی بات نہیں سنوں گا۔ اور۔۔۔۔۔" باس کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"اوکے آپ بے فکر رہیں۔ اور۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔
"اور اینڈ آف۔۔۔۔۔" باس نے کہا اور پھر آواز آنی بند ہو گئی۔

ڈاکٹر نے بٹن آف کر دیا۔ اب وہ دوبارہ اس مشین کی طرف متوجہ ہوا۔ جس کی سکرین اچانک تاریک ہو گئی تھی۔ دراصل اچانک اس طرح باس کی کال آنے پر اسے وقتی طور پر اس مسئلے سے آنکھ بند کرنی پڑی تھی اور دوسرا اس نے جان بوجھ کر باس کو یہ نہیں بتایا تھا کہ ابھی ابھی اس کے ساتھ کیا چکر ہوا ہے۔ اس نے ڈائل کی ناب گھمائی۔ تو سکرین دوبارہ روشن ہو گئی۔ وہ ناب گھماتا چلا گیا مگر تمام سنز دیکھ لینے کے باوجود نمبر سکس اور نمبر تھری اسے کہیں نظر نہ آئے۔ وہ سخت الجھن میں پڑ گیا۔ ویسے ہر کام ٹھیک ہو رہا تھا لیکن ان دونوں کا پتہ کرانا ضروری تھا۔ ابھی وہ اس کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ اس نے ہنچھلا کر رسیور اٹھالیا۔

"ہیں۔ ڈاکٹر سپینگ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے سخت لہجے میں کہا۔
"باس۔ ایون تھری سپینگ۔ وحشیوں نے مجرموں کو باندھ کر جھاڑی کے قریب ڈال دیا ہے۔ وحشیوں کا سردار وہیں موجود ہے۔۔۔۔۔ ایون تھری نے رپورٹ دی۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں گرفتار کر کے آپریشن روم میں لے آؤ اور

تمام آپریشن سنٹرز کو اطلاع دے دو کہ نمبر سکس اور نمبر تھری چہرے
کہیں بھی ملیں انہیں گرفتار کر کے آپریشن روم میں لے آؤ۔ ڈاکٹر نے
کہا۔

”نمبر سکس اور نمبر تھری جناب..... ایون تھری نے بڑی
حیرت سے پوچھا کیونکہ وہ تو اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ
نمبر تھری اور نمبر سکس کو گرفتار بھی کیا جاسکتا ہے۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ دس منٹ کے اندر اندر نمبر تھری
اور نمبر سکس دونوں آپریشن روم میں ہونے چاہئیں۔“ ڈاکٹر نے
غصے سے کہا۔

”اوکے سر..... ایون تھری نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور ڈاکٹر نے
رسیور رکھ دیا۔

عمران اور بلیک زیرو جیسے ہی کمرے میں گئے عمران ٹھٹھک کر
رہ گیا کیونکہ سامنے نمبر تھری کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہی نمبر تھری جس
کا میک اپ عمران نے کر رکھا تھا مگر بلیک زیرو آگے بڑھتا چلا گیا۔
پھر عمران نے دیکھا کہ نمبر تھری بے ہوش ہے اس کی آنکھیں بند ہیں
اور اس کا سر کرسی کی پشت سے اس طرح بندھا ہوا تھا جیسے وہ بیٹھا
ہوا ہو۔

”یہ زندہ ہے.....“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ صرف بے ہوش ہے۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا اور
پھر اچانک بلیک زیرو نے میز پر پڑا ہوا گلدان اٹھا کر چھت پر لگے
ہوئے ایک مرکری بلب پر دے مارا ایک چھٹکا ہوا اور بلب ٹوٹ
گیا۔

”یہ ویژن مشین کا بلب تھا۔ ڈاکٹر اس مشین کے ذریعے ہمیں

چیک کر لیتا۔ اب ہم چند لمحوں کے لئے محفوظ ہیں۔..... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے یوں سر ہلا دیا جیسے بچے ماسٹر صاحب کے سبق بڑی معصومیت سے سر ہلایا کرتے ہیں۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔ ڈاکٹر کی نظروں میں ہر مشکوک ہو چکے ہیں۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ایسا کرو۔ اس کے خاص گارڈ کا میک اپ کرتے ہیں۔ اس طرح ہم محفوظ بھی رہیں گے اور بوقت ضرورت ڈاکٹر کو کنٹرول بھی آسانی سے کر لیں گے۔..... عمران نے رائے پیش کی۔

"جیسے آپ کہیں۔..... بلیک زیرو نے تائید کرتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ تم اس کے مسلح گارڈ کا میک اپ کر لو اور مجھے ایک عام سیاہ فام بنا دو۔ میں اس پلانٹ تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جہاں یورینیم نکل رہا ہے۔..... عمران نے فوراً ہی نیا فیصلہ کر دیا اور پھر بلیک زیرو نے ایک الماری کے خفیہ خانے سے میک اپ باکس نکالا اور تقریباً آدھے گھنٹے کی مدت کے بعد دونوں کے حلیے تبدیل ہو چکے تھے۔

"جلدی کریں۔ ڈاکٹر ہمیں پوری سرگرمی سے تلاش کر رہا ہو گا بلکہ میں حیران ہوں کہ اب تک اس نے کارروائی کیوں نہیں کی۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو مگر میک اپ باکس مجھے دے دو۔ مجھے پھر بھی اس کی ضرورت پڑے گی اور ہاں تمہارے پاس وائچ ٹرانسمیٹر تو ہے

نا۔ اب تک تو اس کی ضرورت نہیں پڑی مگر اب اس کی ضرورت پڑ جائے گی۔..... عمران نے کہا۔

"میں پروگرام کیا ہو گا۔..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس پلانٹ پر قبضہ کرنا۔..... عمران نے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس نے بلیک زیرو سے یورینیم پلانٹ کا محل وقوع اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اس کے پیچھے ہی بلیک زیرو بھی کمرے سے باہر نکل آیا۔ عمران گیلری میں چلتا ہوا سیدھا سامنے والی عمارت کی طرف بڑھا۔ جس کے پیچھے یورینیم پلانٹ تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ سیدھا پلانٹ جانے کی بجائے مزدوروں کے کوارٹروں کا رخ کرے اور وہاں ان میں مل کر آگے جائے۔ چنانچہ وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا۔ اس عمارت کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ چند ہی قدم آگے بڑھا تھا کہ اچانک ایک موٹر سے ایک سفید فام اس سے ٹکرا گیا۔

"تم یہاں کیوں پھر رہے ہو۔..... اس نے اچانک جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"معاف کر دو۔ غلطی ہو گئی۔..... عمران نے گھگھکھاتے ہوئے کہا۔

"جاؤ بھاگ جاؤ۔ خبردار آئندہ اپنے حلقے سے باہر آنے کی کوشش کی تو گولی مار دی جائے گی۔..... سفید فام کو شاید عمران کی گھگھکیا ہٹ پر رحم آگیا اس لئے اس نے اسے جانے کا حکم دے دیا۔ عمران وہاں سے یوں سرپٹ بھاگا جیسے ہزاروں بلائیں اس کا پیچھا کر

رہی ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ وہ عمارت تک بلا روک ٹوک چھو گیا۔ عمارت کے صدر دروازے پر دو سیاہ فام پہرہ دے رہے تھے۔
 "ادھر آؤ"..... ان میں سے ایک نے مقامی زبان میں عمران کو آواز دی اور عمران ان کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہارا کیا نمبر ہے"..... اس نے بڑے سخت لہجے میں پوچھا۔
 ادھر عمران سوچ میں پڑ گیا کہ کیا نمبر بتائے۔

"دو سو گیارہ"..... آخر اس نے اٹکل پچو ایک نمبر بتا دیا۔
 "باہر کیوں گئے تھے"..... اسی نے دوبارہ سوال کیا۔

"باس نے بلوایا تھا"..... عمران نے بے دھڑک جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جاؤ"..... اس سیاہ فام گارڈ نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ عمران نے دل میں شکر ادا کیا۔ چنانچہ وہ عمارت کی سائیڈ میں بنی ہوئی جھونپڑی کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں مقامی مزدور رہتے تھے۔ یہ سب اٹکانا قبیلے کے افراد تھے۔ جن سے زبردستی میگاری ج رہی تھی۔ عمران چلتا ہوا مختلف جھونپڑیوں کے سامنے سے گزرتا رہا۔ وہ کسی ایسی جھونپڑی کو منتخب کرنا چاہتا تھا جہاں کوئی مزدور اکیلا رہتا ہو اور جلد ہی اسے ایک جھونپڑی نظر آگئی۔ جھونپڑی کا دروازہ کھرا ہوا تھا۔ اندر زمین پر ایک سیاہ فام سویا ہوا تھا۔ عمران نے ایک مے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر جھونپڑی میں گھس گیا۔ اندر ایک مشکل جل رہی تھی۔ شاید سفید فام آقاؤں نے مناسب نہیں سمجھا تھا کہ وحشیوں کو زیادہ سہولتیں دی جائیں۔ عمران نے پیر سے ٹھوکر مار

وحشی کو اٹھایا۔ وحشی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"کیا بات ہے۔ کون ہو تم"..... وحشی نے بڑی حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے مقامی زبان میں پوچھا۔

"تمہارا نمبر کیا ہے۔ مجھے باس نے بھیجا ہے"..... عمران نے بھی مقامی زبان میں جواب دیا مگر اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"دو سو آٹھ"..... وحشی نے جواب دیا۔ شاید سفید فاموں نے ان سب کو اچھی طرح نمبر رٹوا دیئے تھے۔

"اپنے متعلق تمام تفصیل بتاؤ"..... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور وحشی نے مشین کی طرح تمام تفصیل بتانا شروع کر دیں۔ شاید وہ چیکنگ سٹاف کے سوالات کے عادی تھے۔ عمران کو یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ یہ وحشی مزدوروں پر نگران ہے اور خاص اس پلانٹ میں کام کرتا ہے جہاں یورینیم نکالا جا رہا تھا۔

"اچھا دوست تم چلو۔ تم منہ دوسری طرف کرو"..... عمران نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں"..... دو سو آٹھ نے حیرت سے پوچھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"..... عمران نے ایک بار پھر اسے ڈانٹا اور اس نے اس بار بڑی فرمانبرداری سے منہ دوسری طرف کر لیا۔ عمران نے بغل کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ریو الوور منا آ لے نکال لیا اور دوسرے لمحے اس نے ریو الوور کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگیز بوا دیا۔ ریو الوور سے ایک تیز شعاع نکلی اور پھر وحشی چیخ بھی نہ

سکا اور کٹے ہوئے درخت کی طرح نیچے گرتا چلا گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔
 عمران نے اس کی لاش پر ایک اور فائر کر دیا اور پھر ریوالور دوبارہ
 بغل کے قریب لٹکے ہوئے ہو لسنر میں ڈال دیا۔ پھر اس نے اتنا
 تیزی سے وحشی کا لباس اتار لیا۔ مردہ وحشی کا جسم تیزی سے سو
 شروع ہو گیا۔ پھر چند لمحوں بعد اس کا جسم پھٹ گیا۔ اب وہ گل رہا
 تھا۔ اس کا تمام گوشت اور ہڈیاں مانع کی شکل میں تبدیل ہو رہی
 تھیں۔ عمران خاموش کھڑا دیکھتا رہا۔ پھر چند لمحوں بعد جھونپڑی کی کچی
 زمین پر بھورے رنگ کا مانع موجود تھا۔ وحشی کی لاش غائب ہو چکی
 تھی۔ پھر وہ مانع بھی آہستہ آہستہ غائب ہونے لگا۔ تقریباً دس منٹ
 بعد جھونپڑی خالی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وحشی کا یہاں وجود
 ہی نہ رہا ہو۔ انتہائی خوفناک اور حیرت انگیز ریوالور تھا۔ عمران چند
 لمحوں تک خاموش کھڑا کچھ سوچ رہا تھا پھر اس نے جیب سے وہی میک
 اپ باکس نکالا اور پھر اس نے پہلے والا میک اپ صاف کر کے دوسرے
 آئٹھ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جلد ہی وہ اس کام سے فارغ ہو
 گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور اپنے کپڑے اتار کر اس وحشی کے
 کپڑے پہنے یہ شاید مخصوص وردی تھی جو ان کی طرف سے ان
 وحشیوں کو مجبوراً پہنائی گئی تھی۔ اس نے وحشی کے کپڑے پہننے کے
 بعد اپنے کپڑوں کی گھڑی سی بنائی اور انہیں ایک کونے میں چھپا دیا
 اور پھر خود وہیں فرش پر لیٹ کر غرائے لینے لگا۔ اب وہ مکمل طور پر دو
 سو آٹھ بن چکا تھا۔

ڈاکٹر آپریشن روم میں بڑی سنجیدگی سے ٹہل رہا تھا۔ عمران کی ٹیم
 کے تمام ممبرز سوائے عمران، جوزف اور بلیک زیرو کے سامنے دیوار
 کے ساتھ کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھ پشت کی طرف کر کے اچھی طرح
 باندھ دیئے گئے تھے۔ وہ سب خاموش کھڑے تھے۔ ڈاکٹر بڑی سنجیدگی
 سے ٹہل رہا تھا۔ کمرے میں دو سیاہ فام محافظ ہاتھوں میں مشین گنیں
 اٹھائے کھڑے تھے۔ مشین گنوں کا رخ ٹیم کی طرف تھا۔ چند لمحوں
 بعد دروازہ کھلا اور پھر جوزف اندر داخل ہوا۔ اس نے سر پر پروں کا
 تاج پہنا ہوا تھا۔

"آؤ بیٹھو سردار"..... ڈاکٹر نے بڑے نرم لہجے میں جوزف سے کہا
 اور جوزف خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر خود بھی میز کے
 پیچھے کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔
 "عمران کہاں ہے"..... ڈاکٹر نے بڑی سنجیدگی مگر نرم لہجے میں

سوال کیا۔

"عمران کون"..... جوزف نے چونکنے کی بجائے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"وہ نوجوان۔ جو دیوتا ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا"..... ڈابکر کا بچہ اس بار قدرے تیز تھا۔

"میں واپس گیا تو وہ غائب تھا۔ میں نے اس کی بڑی تلاش کرائی ہے مگر اس کا کہیں پتہ نہیں مل سکا۔ میں نے تو یہی سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ دیوتا ہو اس لئے غائب ہو گیا ہے"..... جوزف نے جواب دیا۔

"بکو اس ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کیا ہے"..... ڈابکر نے جھنجھلا کر جواب دیا۔

"پھر آپ ہی بتا دیں کہ وہ کہاں غائب ہو گیا ہے"..... جوزف نے بڑے اطمینان سے پوچھا۔ جیسے اسے عمران کے غائب ہونے کی فکر ہی نہ ہو۔

"وہ شدید زخمی ہے اس لئے وہ کہیں دور نہیں جاسکتا۔ اسے ہر قیمت پر تلاش کرنا پڑے گا"..... ڈابکر نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے بہت تلاش کیا ہے مگر وہ کہیں نہیں ملا ہے۔" جوزف نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کے ساتھیوں کو ضرور معلوم ہو گا کہ وہ کہاں

ہے"۔ ڈابکر نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں"..... جوزف نے جواب دیا۔

"اس کو آگے لاؤ"..... ڈابکر نے کیپٹن شکیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک گارڈ سے کہا اور گارڈ نے کیپٹن شکیل کو بازو سے پکڑ کر آگے بڑھا دیا۔

"اس کرسی پر بیٹھ جاؤ"..... ڈابکر نے حکم دیا اور کیپٹن شکیل اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اسے کرسی سے باندھ دو"..... ڈابکر نے گارڈ کو حکم دیا۔

"تم کیا چاہتے ہو"..... کیپٹن شکیل نے زبان کھولی۔

"عمران کہاں ہے"..... ڈابکر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ جھونپڑی سے نکل گیا تھا۔ اب ہمیں کیا پتہ وہ کہاں گیا ہے"..... کیپٹن شکیل نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔

"اسے شوٹ کر دو"..... ڈابکر نے چیخ کر کہا اور محافظ نے مشین گن کا رخ کیپٹن شکیل کی طرف کر دیا مگر جوزف اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے"..... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ تمہیں کیا اعتراض ہے۔ تم جاؤ اور قبیلے والوں کو پیغام

دو کہ جلد ہی دیوی ان سے خطاب کرے گی"..... ڈابکر نے اسے

ٹالتے ہوئے کہا۔

"نہیں تم انہیں مار نہیں سکتے۔ دیوی خود ان کے متعلق فیصلہ

کرے گی۔..... جوزف نے نیزے کو ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔
 "میں انہیں نہیں مارتا۔ ان کا فیصلہ دیوی ہی کرے گی۔" ڈاکٹر
 نرم پڑ گیا۔

"دیوی کب فیصلہ کرے گی۔..... جوزف شاید کوئی فیصلہ کن
 بات کرنا چاہتا تھا۔"

"کل رات کا اعلان کر دو اور اس بار جشن زہریلی پہاڑیوں پر ہو گا
 تاکہ دیوی کے ساتھ ساتھ اوٹر دیوتا وہاں اپنے درشن دے۔" ڈاکٹر
 نے زہریلی مسکراہٹ سے جواب دیا اور جوزف خاموش ہو رہا کیونکہ
 اسے فی الحال نہ تو زہریلی پہاڑیوں کا پتہ تھا اور نہ ہی اوٹر دیوتا کے
 متعلق جانتا تھا۔ شاید قبیلے والوں نے کوئی نیا دیوتا نکالا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں اعلان کر دیتا ہوں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا
 اگر ان میں سے کسی آدمی کا بال بیکا ہوا تو قبیلہ تمہارے خلاف
 بغاوت کر دے گا۔..... جوزف نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو زلار۔ ہم دیوی کو ناراض نہیں کر سکتے۔ پھر
 جہاں اوٹر دیوتا ہو گا وہاں ہم بھلا کیسے دخل دے سکتے ہیں۔" ڈاکٹر
 نے کہا۔

"اچھا میں چلتا ہوں۔..... جوزف نے کہا اور پھر وہ نیزہ سنبھالے
 بڑے پروقار انداز میں کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ان سب کو لے جا کر روم نمبر فائیو میں بند کر دو۔..... ڈاکٹر
 نے محافظوں سے کہا اور چند لمحے بعد ڈاکٹر کمرے میں اکیلا رہ گیا۔

اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔
 "زیرو الیون سپیننگ۔..... دوسری طرف سے آواز آئی۔
 "نمبر تھری اور نمبر سکس کا کچھ پتہ چلا۔..... ڈاکٹر نے پوچھا۔
 "جی ہاں نمبر تھری تو اپنے کمرے میں موجود ہیں اور نمبر سکس
 غائب ہیں۔ تمام سنٹر میں پتہ چلایا گیا ہے وہ کہیں بھی نہیں ہیں۔"
 زیرو الیون نے جواب دیا۔

"نمبر تھری کو فوراً میرے پاس بھیجو اور ہاں آپریشن سنٹر اوٹر کو
 حکم دو کہ کل رات زہریلی پہاڑیوں پر اوٹر آپریشن ہونا ہے۔ وہ
 آپریشن کے لئے تیار رہے۔..... ڈاکٹر نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر حجاب۔ میں ابھی انہیں آپ کا حکم پہنچا دیتا ہوں۔..... زیرو
 الیون نے جواب دیا اور ڈاکٹر نے رسیور رکھ دیا۔ وہ اس وقت بری
 طرح لہجہ گیا تھا۔ عمران اس کے لئے درد سہن گیا تھا۔ چند لمحوں بعد
 دروازہ کھلا اور نمبر تھری اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں بھاری معلوم
 ہو رہی تھیں۔ جیسے وہ کافی دیر تک سوتا رہا ہو چہرہ ستا ہوا تھا نمبر تھری
 کی پشت پر مشین گن کی نال لگائے ایک محافظ بھی ساتھ تھا۔

"یہاں بیٹھو۔..... ڈاکٹر نے نمبر تھری کو بغور دیکھتے ہوئے کہا
 اور نمبر تھری خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ محافظ اس کی پشت پر کھڑا
 ہو گیا۔

"تم نے مجھ پر حملہ کیوں کیا تھا۔..... ڈاکٹر نے قدرے تلخ لہجے
 میں پوچھا۔

"میں نے"..... نمبر تھری نے چونک کر بڑی حیرت سے کہا۔
 "ہاں تم نے۔ جبکہ میں نمبر سکس کا میک اپ صاف کر رہا تھا۔" ڈاکٹر نے کہا۔
 "نمبر سکس کا میک اپ"..... نمبر تھری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا
 جیسے یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔ ڈاکٹر نے میز پر لگا ہوا ایک
 بیٹن دبایا اور چند لمحوں بعد ایک اور محافظ ہاتھ میں گن لئے اندر داخل
 ہوا۔

"الماری سے ایبونیٹ کی بوتل نکالو اور نمبر تھری کا منہ دھو ڈالو۔"
 ڈاکٹر نے محافظ کو حکم دیا۔ محافظ نے خاموشی سے الماری سے بوتل
 نکالی اور پھر وہ نمبر تھری کی طرف بڑھا۔
 "مگر اس کی وجہ۔ آپ کو کیا مجھ پر شک ہے"..... نمبر تھری نے
 اٹھن آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میرے خیال میں تم نمبر تھری نہیں ہو۔ بلکہ نمبر تھری
 کے میک اپ میں کوئی اور ہو۔ اس لئے میں اپنی تسلی کرنا چاہتا
 ہوں"..... ڈاکٹر نے اطمینان سے جواب دیا۔
 "ٹھیک ہے آپ تسلی کر لیں"..... نمبر تھری نے بڑے اعتماد
 سے جواب دیا۔ نمبر تھری کا منہ اچھی طرح سے ایبونیٹ سے دھویا گیا
 اور پھر اسے خوب تولیے سے رگڑا گیا مگر سوائے جلد سرخ ہونے کے
 اور کوئی اعشاش نہیں ہوا۔
 "ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نمبر تھری ہو"..... ڈاکٹر نے کہا

اور اس بار اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک تھی۔
 "جی ہاں"..... نمبر تھری نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔
 "نمبر تھری۔ میں مجبور ہو گیا تھا۔ مجھے ایک بار نمبر سکس پر شک
 پڑا۔ جب کہ جشن کی رات اس نے عمران اور اس کی ٹیم کی حمایت
 کی تھی۔ میں نے نمبر سکس کا منہ دھلویا تو وہ واقعی میک اپ میں
 تھا مگر اس سے پہلے کہ میں کوئی کارروائی کرتا نمبر تھری نے مجھ پر حملہ
 کر دیا مجھے فوراً وہاں سے مین چیننگ روم میں جانا پڑا۔ وہاں ابھی میں
 ویشن مشین پر انہیں چیک کر رہا تھا کہ باس کی ہیڈ کوارٹر سے
 کال آگئی۔ اب تم مل گئے مگر نمبر سکس غائب ہے"..... ڈاکٹر نے
 تفصیلات بتلائیں۔

"در اصل جس نمبر تھری نے آپ پر حملہ کیا تھا وہ میں نہیں تھا
 بلکہ میرے میک اپ میں کوئی اور ہو گا۔ میری بھی تو سنیں آپ۔
 میں یہاں سے جا کر اپنے کمرے میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ نمبر
 سکس میرے کمرے میں آیا۔ دو چار منٹ ہم نے باتیں کیں کہ
 اچانک نمبر سکس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر مجھے
 دکھائی اور کہا کہ اسے سونکھو۔ دیکھو کتنی پیاری خوشبو ہے۔ میں نے
 وہ شیشی ناک سے لگائی لیکن اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہیں کہ
 میرے ساتھ کیا ہوا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ہوش آیا تو محافظ مجھے
 یہاں لے آیا"..... نمبر تھری نے رپورٹ دی۔

"اوہ۔ تو اس کا مطلب ہے انہوں نے تمہیں بے ہوش کر کے

تمہارے میک اپ میں اپنا آدمی میرے سامنے کر دیا..... ڈاکر نے
تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ معلوم تو یہی ہوتا ہے..... نمبر تھری نے کہا۔

"مجھے اب بے حد تشویش ہو گئی ہے کہ دو آدمی ہمارے درمیان
موجود ہیں جنہیں ہم پہچان نہیں سکتے کیونکہ وہ نجائے اس وقت کون
سے میک اپ میں ہوں..... ڈاکر نے کہا۔

"جی ہاں۔ اور یہ انتہائی خطرناک بات ہے۔ وہ لوگ نجائے
ہماری لاعلمی میں کیا گل کھلائیں..... نمبر تھری نے کہا۔ اب اس
کے لہجے میں اعتماد ٹھک رہا تھا۔

"اب کیا کیا جائے۔ یہ تو تقریباً ناممکن ہے کہ سنٹر کے موجودہ ہر
شخص کا منہ ایونیا سے دھلویا جائے..... ڈاکر نے سوچتے ہوئے
کہا۔

"میرے خیال میں وہ لوگ آپ کے قریب تر ہی رہیں گے کیونکہ
آپ پر قبضہ پانے کی صورت میں ہی وہ سنٹر کا کنٹرول کر سکتے ہیں۔
اس لئے آپ محتاط رہیں..... نمبر تھری نے اسے مشورہ دیا۔

"میں نے پہلے ہی اپنا انتظام کر لیا ہے۔ آج کے بعد میں
انڈر گراؤنڈ ہو جاؤں گا..... ڈاکر نے جواب دیا۔

"کل انڈیوٹا کا جشن زہریلی پہاڑیوں پر ہو گا۔ میرے خیال میں
عمران کی باقی ٹیم کو وہیں ہلاک کر دیا جائے اور زلار کو بھی کیونکہ
مجھے اس پر بھی شک ہے۔ کہ وہ اصلی زلار نہیں۔ میں اس بات کو

تسلیم نہیں کرتا کہ عمران نے اس کی شکل میں تبدیلی کر دی ہے۔
ضرور کوئی چکر ہے..... ڈاکر نے کہا۔

"تو پھر ابھی زلار کو گرفتار کر لیا جائے..... نمبر تھری نے تجویز
پیش کی۔

"نہیں۔ اس طرح قبیلے میں بغاوت پھیل جائے گی اور پھر ان کی
دیکھا دیکھی مقامی مزدور بھی بگڑ جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں۔ سانپ
بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے..... ڈاکر نے کہا اور نمبر تھری
خاموش ہو رہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو میں مزید احکامات دیتا ہوں..... ڈاکر نے
اسے جانے کی اجازت دیتے ہوئے کہا اور پھر نمبر تھری اٹھ کر کمرے
سے چلا گیا۔ ڈاکر نے رسیور اٹھا کر سب چیکنگ سٹاف کو ہدایت کی
کہ اگر انہیں کہیں بھی کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو اسے فوراً
رپورٹ دی جائے۔

سکتا تھا۔ اس لئے اس نے چھپا کر اندر جیب میں رکھ لی تھی۔ اس نے گھڑی کی سوئیاں مخصوص ہندسوں پر فٹ کیں اور ونڈ بٹن کھینچ لیا۔ چند لمحوں بعد رابطہ مل گیا۔

”ہیلو بلیک زیرو۔ عمران سپیکنگ۔ اور۔۔۔۔۔ اس نے کہا۔“
 ”یس۔ بلیک زیرو سپیکنگ۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔“

”کیا ہو رہا ہے بلیک زیرو۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔“
 ”عمران صاحب۔ میں یہاں ایک گارڈ کے روپ میں فٹ ہو گیا ہوں۔ گارڈ کو میں نے سو بوریز سے ختم کر دیا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے رپورٹ دی۔“

”کوئی نئی بات۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔“
 ”عمران صاحب۔ باقی ٹیم یہاں سنٹر میں پہنچ چکی ہے کل رات کو خاص جشن ہو رہا ہے۔ زہریلی پہاڑیوں پر۔ وہاں اوٹر دیوتا بھی درشن دے گا۔ ایک اور لڑکی کو مردہ دیوی کا میک اپ کر کے وہاں دیوی کے روپ میں پیش کیا جائے گا تاکہ وحشیوں کو قابو میں رکھا جا سکے۔ اور۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے رپورٹ دی۔“
 ”یہ زہریلی پہاڑیاں کہاں ہیں اور اوٹر دیوتا کیا بلا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت سے پوچھا۔“

”میں نے اس کا پتہ چلا لیا ہے۔ مین پلانٹ کے پیچھے جنگل میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں بنا ٹیلے موجود ہیں۔ انہیں زہریلی پہاڑیوں کے

عمران اس وقت دو سو آٹھ کے روپ میں مین پاور پلانٹ میں موجود تھا اس نے اچھی طرح ہر طرف کا جائزہ لیا تھا۔ یورینیم کا ذخیرہ مخصوص کیمیکلز سے بنے ہوئے شیشہ مناوحات کے چھوٹے چھوٹے باکس میں بند کر کے ایک خفیہ تہ خانے میں رکھا گیا تھا۔ اس تہ خانے کی حفاظت کے لئے جدید ترین نظام بروئے عمل لایا گیا تھا۔ جہاں خاص اجازت کے بغیر مکھی بھی نہیں گھس سکتی تھی۔ عمران کو وہیں یہ بھی پتہ چل گیا کہ یورینیم کا ذخیرہ قریب الختم ہے۔ عمران کو خطرہ ہوا کہ کہیں موجود سٹاک بھی نہ بھیج دیا جائے۔ اس طرح سنٹر پر قابو پانے کے باوجود بھی وہ اپنے اصل مقصد میں ناکام ہو جائیں گے۔ ڈیوٹی سے واپس آنے کے بعد عمران اس وقت اپنی جھونپڑی میں موجود تھا۔ جھونپڑی کا دروازہ بند کر کے اس نے اندرونی جیب سے گھڑی نکالی۔ مزدور ہونے کی وجہ سے وہ گھڑی ہاتھ میں نہیں باندھ

نام سے پکارا جاتا ہے اور اوٹریو تو کوئی عجیب الخلق بلکا کا نام ہے۔ جو انہی پہاڑیوں میں کہیں رہتی ہے۔ اور..... بلیک زیرو نے رپورٹ پیش کی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹیم کے ممبران خطرے میں ہیں۔ اور..... عمران نے انھیں زدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ یہاں موجود لوگوں کی باتوں سے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس بلا سے کوئی فرد نہیں بچ سکا۔ اور..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا کرو کہ کسی طرح کیپٹن شکیل اور صفدر کو وہاں سے فرار کرادو۔ وہ میک اپ کر کے سیاہ فاموں میں مل جائیں تاکہ وہ بروقت اس بلا کا مقابلہ کر سکیں۔ اور..... عمران نے حکم دیا۔

"بہتر۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ اور..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ان سے گفتگو کرتے ہوئے ایکسٹوکاروپ بھی دھار سکتے ہو۔ تاکہ وہ ذرا تیز ہو جائیں۔ اور..... عمران نے کہا۔

"اوکے سر۔ اور..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اور اینڈ آل..... عمران نے کہا اور پھر ہٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ ابھی اس نے گھڑی جیب میں رکھی ہی تھی کہ دروازہ زور زور سے بجنے لگا۔ عمران نے تیزی سے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ باہر ایک

سفید فام موجود تھا۔

"نمبر دو سو آٹھ میرے ساتھ چلو..... اس نے کرفت لہجے میں عمران سے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اس سفید فام کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ دیے عمران حیران تھا کہ کیا جکر چل رہا ہے۔ اسے کیوں لے جایا جا رہا ہے۔ کہیں اس کی طرف سے یہ لوگ مشکوک تو نہیں ہو گئے۔ عمارت کے قریب سے گزرتے ہوئے وہ ایک بہت بڑے ہال میں پہنچے۔ ہال کے کونے میں موجود ایک چھوٹے سے کمرے میں اسے لے جایا گیا۔ وہاں کمرے میں اس وقت دو سفید فام موجود تھے۔ عمران نے انہیں سلام کیا۔

"نمبر دو سو آٹھ۔ کل رات اوٹر آپریشن ہونا ہے۔ تمہیں پنی ڈیوٹی معلوم ہے..... ان میں سے ایک نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ عمران کے تو فرشتوں کو بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کی ڈیوٹی کیا ہے مگر اب اگر وہ انکار کرتا تو خواہ مخواہ مشکوک ہو جاتا۔ اس لئے اس نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔

"جی ہاں....."

"ٹھیک ہے۔ تم جشن سے ایک گھنٹہ پہلے تہہ خانے میں پہنچ جانا اور ہوشیار رہنا۔ مشین آپریٹ کرتے وقت اگر تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی تمام معاملہ درہم برہم ہو جائے گا..... انچارج نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ جناب۔ مجھ سے غلطی نہیں ہوگی۔" عمران

نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے اب تم جاؤ“..... انچارج نے اسے حکم دیا اور عمران سلام کر کے کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ مسلسل سوچ رہا تھا کہ کیا ڈیوٹی ہوگی۔ ویسے اس بات کی خوشی ہوئی تھی کہ وہ بھی اہم جشن میں موجود ہوگا اور ظاہر ہے جو بھی ڈیوٹی ہوگی وہ انتہائی اہم ہوگی۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کو بچا سکتا ہے۔ یہی سوچتا ہوا وہ اپنی جھونپڑی تک پہنچ گیا۔

صفدر، کیپٹن شکیل اور دیگر ساتھی ایک خاصے بڑے کمرے میں موجود تھے۔ یہ کمرہ لوہے کی موٹی موٹی چادروں سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کا صرف اکلوتا دروازہ باہر سے بند تھا۔ کمرے کی چھت پر چند چھوٹے چھوٹے سے سوراخ تھے شاید یہ ہوا کی گزرگاہ کے لئے بنائے گئے تھے۔ انہوں نے کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی اپنے ہاتھوں کے بندھن کھول لئے تھے۔ ان کے ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں نے اس کام میں ان کی بے حد مدد کی تھی۔

”میرے خیال میں اب ہمیں یہاں سے نکلنے کی تجویز سوچنی چاہئے“۔ صفدر نے کہا اور سب نے اس کی تائید کی کیونکہ یہاں بند کمرے میں پڑے رہنے سے وہ چوہے کی موت بھی مارے جاسکتے تھے۔ مختلف تجویزوں پر بحث ہوتی رہی کہ اچانک صفدر کے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کے ڈائل کا ایک نقطہ تیزی سے چلتے دیکھنے لگا۔ صفدر کی

جیسے ہی نظر پڑی وہ چونک پڑا۔

"ٹرانسمیٹر کال..... اس کے منہ سے نکلا اور پھر سب لوگ حیران رہ گئے کہ یہاں کال کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔

"شاید عمران کی کال ہو"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔ صفدر نے ونڈ بٹن کھینچ کر سلسلہ ملا لیا۔

"ایکسٹو سپیکنگ۔ اور"..... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز آئی اور صفدر سمیت تمام ممبران کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹ گئیں۔

"آ۔ آپ سر۔ اور"..... صفدر نے حیرت کی شدت سے بوکھلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا بات ہے تم لتے پریشان کیوں معلوم ہو رہے ہو۔ اور"۔ ایکسٹو کے لہجے میں نرمی تھی۔

"سر دراصل ہم اس بات کی توقع نہیں رکھ سکتے تھے کہ آپ بھی یہاں موجود ہوں گے۔ اور"..... صفدر اب سنبھل چکا تھا۔

"تم لوگ بری طرح پھنس چکے ہو اس لئے مجھے خود حرکت میں آنا پڑا۔ اور"..... ایکسٹو نے لا پرواہی سے جواب دیا۔

"تھینک یو سر۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اور"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کل زہریلی پہاڑیوں پر ایک جشن ہو رہا ہے۔ تم سب کو وہاں قتل کرنے کا پروگرام ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تم جشن سے پہلے

پہلے رہا ہو جاؤ۔ اور"..... ایکسٹو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے سر، یہاں سے رہا ہونے کے بعد ہی ہم لوگ کچھ کر سکتے ہیں۔ اور"..... صفدر نے جواب دیا۔

"تو میں ابھی تمہیں آزاد کرتا ہوں۔ لیکن صرف دو آدمی تم اور کیپٹن شکیل۔ باقی لوگ یہیں رہیں گے تاکہ مجرم جشن سے پہلے کوئی کارروائی نہ کر سکیں۔ اور"..... ایکسٹو نے کہا۔

"جیسا آپ مناسب سمجھیں سر۔ اور"..... صفدر نے جواب دیا۔ "ٹھیک ہے پھر تیار رہو۔ ایرجنسی میک اپ بکس بھی ساتھ لے لینا۔ اور"..... ایکسٹو نے کہا۔

"وہ ہمارے پاس موجود ہیں جناب۔ اور"..... صفدر نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اور اینڈ آل"..... ایکسٹو نے جواب دیا اور پھر سلسلہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اس کا کیا مطلب ہے کہ کیا باقی لوگ قربانی کے بکرے ہیں"..... تنویر نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"نہیں تنویر تم ہمیشہ منفی انداز میں سوچتے ہو۔ تم لوگوں کو یہاں رکھنے میں بھی ایکسٹو کی کوئی سکیم ہو گی"..... صفدر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا مگرے کا

دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور ایک سیاہ فام ہاتھ میں مشین گن لئے اندر داخل ہوا۔

کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے اب آپ کا نام سوموگا ہے اور آپ کا نمبر تین سو چار ہے۔ آپ مین سنٹر کے محافظ گارڈ ہیں۔“..... اس نے صفدر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کونے میں پڑی ہوئی ایک مشین گن اٹھا کر صفدر کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

”آپ کا نام دیگسا ہے اور آپ کا نمبر تین سو ایک ہے۔ آپ بھی سنٹر کے محافظ گارڈ ہیں۔“..... سیاہ فام کیپٹن تشکیل سے مخاطب ہوا اور اسے بھی ایک مشین گن دی۔

”آپ اپنا تعارف نہیں کر سکتے۔“..... صفدر نے جواب تک سیاہ فام کے متعلق اندازہ لگا رہا تھا۔ آخر نہ رہ سکا۔

”فی الحال وقت نہیں ہے۔ بعد میں تفصیلی تعارف ہو گا۔ آپ میرے پیچھے آئیے میں آپ کو ڈیوٹی پر پہنچا دوں۔“..... سیاہ فام نے سنجیدگی سے کہا اور پھر وہ دونوں اس کے پیچھے دروازے سے باہر نکل آئے۔ مختلف گیلیوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک کافی بڑے ہال میں پہنچے۔ جہاں مختلف دیوہیکل مشینیں کام کر رہی تھیں اس ہال کے دروازہ پر جا کر سیاہ فام نے انہیں کھڑا کر دیا۔

”یہاں تہماری ڈیوٹی ہے۔ اپنے نمبر یاد رکھنا اور ہوشیاری سے کام کرنا۔ ایکسٹو تم کو ہدایات دیتا رہے گا۔“..... سیاہ فام نے سرگوشی کے انداز میں کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

”صفدر اور کیپٹن تشکیل..... اس نے مقامی لہجے میں انگلیں بولتے ہوئے کہا۔ صفدر اور کیپٹن تشکیل آگے بڑھے اس نے انہیں باہر چلنے کا اشارہ کیا اور اس سیاہ فام کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر گئے۔ سیاہ فام نے باہر نکل کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور تالا لگا دیا۔ یہ ایک طویل گیلری تھی۔ سیاہ فام تیزی سے ایک قریبی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے انہیں اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا اور پھر صفدر اور کیپٹن تشکیل دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ وہ سیاہ فام بھی اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی صفدر اور کیپٹن تشکیل ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ وہاں کرسیوں پر دو سیاہ فام بندھے ہوئے تھے۔

”تم ان دونوں کا میک اپ کر لو مگر جلدی کرو۔ میں باہر موجود ہوں۔“..... سیاہ فام نے صفدر اور کیپٹن تشکیل سے کہا اور پیچھے کمرے سے باہر نکل گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وہ سیاہ فام اندر داخل ہوا۔ کیپٹن تشکیل اور صفدر میک اپ کر چکے تھے۔ کرسیوں پر بندھے ہوئے سیاہ فاموں کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے آثار تھے۔ ان کے منہ پر کڑا بندھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ بول بھی نہیں سکتے تھے۔

”صفدر آپ کا نام ہے۔“..... سیاہ فام نے سوالیہ نظروں سے کیپٹن تشکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں میرا نام ہے۔“..... صفدر نے اسے اپنی طرف متوجہ

ہیں۔ صرف اس لئے کہ یہ ہماری دیوی کے چہیتے غلام ہیں۔ ہم ہمیشہ ان کے حکم بجالاتے رہے مگر دیکھو ہماری دیوی اس لئے ہم سے روٹھ چلی گئی کہ وہ ان سفید فاموں سے ناراض ہو گئی تھی اب فیصلہ اوٹر دیوتا کے ہاتھ میں ہے اگر وہ بھی روٹھ گیا تو ہم کہیں کے نہیں رہیں گے اس لئے ہوشیار رہنا۔ ہمیں ان سفید فاموں سے انتقام لینا ہے۔ اپنے کزیل جوانوں کا انتقام۔ اگر اوٹر دیوتا نے سفید فاموں کے خلاف فیصلہ دے دیا تو تم سب میرے اشارے پر ان سفید فاموں پر ٹوٹ پڑنا۔ ان کی بوٹیاں اڑا دینا تاکہ دیوی اور اوٹر دیوتا ہم سے خوش رہے۔..... جوزف نے بے حد جوشیلی تقریر کی اور وہ وحشیوں کو رام کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

”ہم اپنے سردار زلار کے ساتھ ہیں۔..... سب وحشیوں نے نیزے اٹھا کر اس کی تائید کی۔

”تو چلو زہریلی پہاڑیوں کی طرف چلو آج سفید فاموں کا فیصلہ ہو جائے گا۔..... جوزف نے اپنا نیزہ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تمام قبیلہ جوشیلے نعرے لگاتا ہوا جنگل کی طرف چل پڑا۔ گھنے درختوں سے گزرتے ہوئے کافی دور چلنے کے بعد وہ ایک صاف قطعے میں پہنچ گئے۔ یہاں بے شمار چھوٹے بڑے ٹیلے موجود تھے۔ ان ٹیلوں کو زہریلی پہاڑیوں کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ زہریلی پہاڑیوں کے قریب پہنچ کر تمام قبیلہ ایک طرف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک طرف سے سفید فام پہاڑیوں کی طرف آتے ہوئے نظر آئے۔ ان کے ساتھ سیاہ فام گارڈ

بستی کے درمیانی میدان میں قبیلے کے تمام افراد موجود تھے۔ ان سب نے ہاتھوں میں نیزے پکڑے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے جوش اور مسرت سے مزید سیاہ پڑ چکے تھے۔ ایک چبوترے پر کھڑا ہو کر جوزف تقریر کر رہا تھا۔ اس کا لہجہ بے حد جوشیلا تھا۔ اس وقت اسے دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی جوزف ہے جو صرف شراب پینے اور عمران کے احکام کی تعمیل کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا۔ اس وقت وہ واقعی کسی وحشی قبیلے کا سردار معلوم ہو رہا تھا۔

”انکانا دیوی کے پجاریو سنو۔ ایک نازک وقت آگیا ہے۔ آج رات اوٹر دیوتا کا جشن منایا جا رہا ہے۔ یہ جشن خاص موقعوں پر منایا جاتا ہے یہ سفید فام لوگ نجانے کہاں سے ہمارے قبیلے میں آ پہنچے ہیں انہوں نے ہمارے قبیلے کے بہت سے لوگ نجانے کہاں قید کر رکھے ہیں۔ جو شیر کے جبروں میں ہاتھ ڈال کر ہیر دینے کی طاقت رکھتے

بھی تھے۔ جنہوں نے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ درمیان میں عمران کی ٹیم کے بقایا ممبر تھے۔ جن کے ہاتھ پشت باندھے گئے تھے۔ وہ سب لوگ زہریلی پہاڑیوں کے قریب آکر رک گئے۔ بندھے ہوئے لوگوں کو انہوں نے ایک ٹیلے پر بٹھا دیا۔ ڈاکٹر سب سے آگے تھا وہ ایک ٹیلے پر چڑھا اور پھر اس نے بلند آواز سے اوٹر دیوتا اور انکانا دیوی کا نعرہ لگایا اور پھر نیچے اتر آیا۔ یہ جشن شروع ہونے کا اعلان تھا۔ ڈاکٹر کے جواب میں تمام قبیلے نے بلند آواز سے نعرے لگانے شروع کر دیئے وہ جوش سے اچھل رہے تھے۔

عمران قبیلے کے افراد کے پہنچنے سے ایک گھنٹہ قبل زہریلی پہاڑیوں کے نیچے بنے ہوئے ایک تہہ خانے میں پہنچ چکا تھا یہاں ایک بڑی مشین تھی جس کا ہینڈل ایک آدمی کو مسلسل چلانا پڑتا تھا اور اس ہینڈل کو چلانے کی ڈیوٹی عمران کے سپرد تھی۔ عمران نے بلیک زبرد سے واچ ٹرانسمیٹر پر تمام پروگرام سیٹ کر لیا تھا۔ وہ آج ہی اس کیس کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کی ڈیوٹی اس نے یورینیم سنور کے باہر لگائی تھی۔ اس نے سنر میں موجود تقریباً تمام سیاہ فاموں کو سفید فاموں کے خلاف بھڑکادیا تھا اور وہ سب عمران کو اپنا ساتھی سمجھ کر اس کا کہا ماننے پر راضی ہو گئے تھے۔ اب صرف جشن شروع ہونے کا انتظار تھا۔ تہہ خانے میں ایک سفید فام بھی موجود تھا جو شاید اس آپریشن کا انچارج تھا۔ دیوار میں لگی ہوئی ایک بہت بڑی مشین کے اوپر فٹ سکرین پر زہریلی

پہاڑیوں کا تمام منظر نظر آ رہا تھا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر دور ایک کونے میں چلا گیا۔ اس تہہ خانے میں اس سفید فام عمران کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا اور وہ سفید فام اس سکرین پر باہر کا منظر دیکھنے میں محو تھا۔ عمران نے دور ایک کونے میں جا کر اندرونی جیب سے ٹراسمیٹر وائچ نکالی اور پھر اس کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔ ونڈ بٹن کھینچتے ہی اس کے ڈائل کا ایک ہندسہ سرخ ہو گیا اس نے اسے منہ سے لگا لیا۔

”ہیلو عمران سپیکنگ۔ اور“..... اس نے اتہائی مدہم آواز میں کہا۔

”بلیک زیرو۔ اور“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”پروگرام تیار ہے۔ اور“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں جنتاب۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی ڈیوٹی سنور پر لگا دی ہے۔ میں خود اسلحہ کے سنور پر موجود ہوں۔ جوزف نے بھی قبیلے کو تیار کر لیا ہے۔ اور“..... بلیک زیرو نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کاشن دوں گا دستی بم کا۔ اور“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوکے سر۔ اور“..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل“..... عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر گھڑی

جیب میں ڈال لی۔ وہ سفید فام ابھی تک اس اسکرین کے منظر میں کھویا ہوا تھا۔ عمران دوبارہ مشین کی طرف بڑھ گیا۔ زہریلی پہاڑیوں کے گرد وحشیوں کا ہجوم اکٹھا تھا۔ جوزف بھی سفید فاموں کے قریب کھڑا نیزہ ہرا رہا تھا۔ سفید فام نے ایک بٹن دبا دیا اور پھر تہہ خانے میں پہاڑیوں پر ہونے والی تمام گفتگو نشر ہونے لگی۔

”تیار ہو جاؤ کام شروع ہونے والا ہے“..... سفید فام نے ڈابکر کا ہاتھ اونچا اٹھتے دیکھ کر عمران سے کہا۔ یہ شاید ان کا مخصوص اشارہ تھا۔ عمران نے مشین کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ ویسے وہ اس پوزیشن میں کھڑا تھا کہ سکرین کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ کمرے میں ڈابکر کی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

”اوٹریو تاپنے درشن دو۔ انکانادیوی لپنے درشن دو ہم تمہارے رحم کے طلب گار ہیں“..... ڈابکر مہا پجاری کی حیثیت سے گڑگڑا رہا تھا۔ اچانک ڈابکر نے اپنا اٹھایا ہوا ہاتھ نیچے کر لیا۔

”مشین چلاؤ“..... سفید فام چیخا اور عمران نے زور زور سے ہینڈل چلانا شروع کر دیا۔ مشین میں زندگی جاگ اٹھی۔ وہ ہینڈل چلاتا رہا اور پھر سکرین پر نظر آنے والی پہاڑیوں کو اس نے پھٹتے دیکھا اور آہستہ آہستہ ایک اتہائی خوفناک جانور باہر نکل رہا تھا۔ ایک عجیب و غریب جانور، چار ٹانگوں پر موجود جانور جس کا غار منا مہیب دہانہ دور ہی سے نظر آ رہا تھا اور اس کی آنکھیں اس کے ماتھے پر ہونے کی بجائے اس کے دو لمبے لمبے کانوں کے سروں پر چمکتی ہوئی نظر آرہی

تھیں۔ اس جانور کے نظر آتے ہی تمام وحشی سجدے میں گر گئے۔

”اوٹر دیوتا رحم کرو۔ اوٹر دیوتا رحم کرو“..... وہ سب بلند آواز سے چلا رہے تھے۔ جب وہ ہیبت ناک جانور پوری طرح باہر نکل آیا تو ایک عجیب منظر نظر آیا۔ پاس کے جنگل سے اچانک ایک خوبصورت لڑکی جس کی شکل انکانادیوی جیسی تھی بڑی تیزی سے چلتی ہوئی اس طرف بڑھی۔ جدھر وہ جانور کھڑا تھا۔ وحشیوں نے اسے دیکھ کر ایک بار پھر نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

”دیوی آگئی۔ دیوی آگئی“..... وہ عورت جس پر شاید پہلی دیوی کا میک اپ کیا گیا تھا۔ اس جانور کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ جانور بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ اس عورت نے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ بلند کئے اور پھر اس نے بولنا شروع کیا۔

”میرے بچاریو۔ میں تم سے سخت ناراض ہوں۔ تم نے میری توہین کی ہے مجھے بھیٹ نہیں ملی۔ اپنے سردار زلار اور ان باہر سے آئے ہوئے آدمیوں کو اوٹر دیوتا کی بھیٹ چڑھا دو۔ ورنہ اوٹر دیوتا اور میں تم سب سے ہمیشہ کے لئے ناراض ہو جائیں گے۔ جلدی کرو۔ اب بھی وقت ہے“..... دیوی نے کہا اور پھر وحشی جوزف کی طرف مڑ گئے۔ ان کے چہروں پر غصے کے آثار تھے۔ عمران نے دیکھا کہ اب وقت نازک ہے تو اس نے اچانک جیب سے ایک ریو اور نکالا اور اس سے پہلے کہ وہ سفید فام جو سکرین کے منظر کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ باخبر ہوتا اس نے اس پر فائر کر دیا۔ ایک دھماکہ ہوا

اور گولی اس سفید فام کی پشت میں گھس گئی۔ وہ الٹ کر میز پر جا پڑا۔ عمران نے ایک فائر اور کیا اور پھر بھاگ کر کونے میں رکھی ہوئی ایک بڑی مشین کا ہینڈل زور زور سے گھمانا شروع کر دیا۔ وہ ہینڈل چلا رہا تھا۔ اس کے ہینڈل گھماتے ہی اچانک پہاڑی کی وہ جگہ پھٹ گئی جہاں وہ دیوی موجود تھی چنانچہ وہ عورت اس درمیانی خلا میں گر گئی۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ پھرے پر خوف و ہراس کے تاثرات امٹا آئے۔ اوٹر دیوتا بچے خاموش کھڑا دیکھتا رہا کیونکہ وہ تو مشین تھا۔ ڈاکٹر کی لہجہ وحشیوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے۔ دیوی کے گرتے ہی مجمع پر خوف و ہراس چھا گیا ڈاکٹر پوزیشن دیکھ کر گھبرا گیا۔ وہ بے اختیار دیوی کی طرف بھاگا مگر دوسرے ہی لمحے جوزف کا نیزہ بلند ہوا اور پھر وہ بجلی کی طرح ڈاکٹر کی طرف آیا مگر ڈاکٹر جھکائی دے گیا۔ وہ چیخ رہا تھا۔

”اوٹر دیوتا کو چلاؤ۔ اوٹر دیوتا کو چلاؤ“..... شاید وہ اس سفید فام کو کہہ رہا تھا۔ جے عمران نے پہلے ٹھنڈا کر دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ کرتا ڈاکٹر جو تیزی سے بھاگتا ہوا اوٹر دیوتا کی طرف بڑھ رہا تھا اس نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ اوٹر دیوتا کے غار منامہ میں چھلانگ لگا چکا تھا۔ اب وہ غائب تھا۔

”انکانا کے بچاریو دیکھو دیوتا نے سفید فام کو کھالیا ہے۔ تم بھی سفید فام لوگوں کو کھا جاؤ۔ یہی دیوتا کی مرضی ہے“..... جوزف نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چیخ کر کہا اور اس کا یہ حربہ

کارگر رہا۔ وحشیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ سفید فام آقا اوٹر دیوتا کے منہ میں چلا گیا ہے۔ چنانچہ وہ نعرے لگاتے ہوئے باقی بچے ہوئے سفید فاموں پر پل پڑے۔ مشین گنوں کے منہ کھول دیئے گئے اور پھر وہاں چیخ و پکار کا ایک طوفان برپا ہو گیا مگر دس بارہ سفید فام وحشیوں کے ہجوم کا کب تک مقابلہ کرتے۔ وحشیوں نے انہیں نیزوں پر پرو لیا۔ جوزف نے بھاگ کر ٹیم کے باقی ممبروں کے ہاتھ کھولے اور پھر وہ سب جوزف کی رہنمائی میں اس جھاڑی کی طرف بھاگے جہاں سنڑ کے اندر جانے کا راستہ تھا۔ عمران نے ڈاکٹر کو یوں اس عفریت کے منہ میں غائب ہوتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ ڈاکٹر اس کے منہ سے ہوتا ہوا سنڑ میں پہنچ جائے گا چنانچہ وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور پھر وہ بھاگتا ہوا مین پلانٹ کی طرف بھاگا۔ اس نے پینٹ کی جیب سے ایک دستی بم نکالا اور دیوار سے دے مارا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پھر سنڑ میں بھی وحشیوں کے نعرے گونج اٹھے۔ عمران جیسے ہی ایک گیلی کی میں مڑا اس کی مڈ بھیر ڈاکٹر سے ہو گئی جو ایک کمرے سے باہر نکل رہا تھا اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس نے عمران پر فائر کھول دیا مگر عمران تڑپ کر ایک ستون کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس دفعہ وہ بال بال بچا تھا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو سینکڑوں گولیاں اس کے جسم میں گھس چکی ہوتیں۔ ڈاکٹر نے جب وار خالی ہوتے دیکھا تو وہ جھپٹ کر ایک کمرے میں گھس گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے بھاگا مگر وہ کمرے کا

دروازہ اندر سے بند کر چکا تھا۔ عمران کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ دروازہ توڑنے کی سوجھتا سہتا چنچہ وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے ہر قیمت پر سنڑ کو بچانا تھا جہاں یورینیم موجود تھا۔ پورا سنڑ گولیوں اور دھماکوں سے گونج رہا تھا۔ سنڑ میں موجود بے شمار سفید فام مقابلے پر اتر آئے تھے۔ عمران تیزی سے بھاگتا ہوا سنڑ روم کے قریب پہنچا۔ صفدر اور کیپٹن تشکیل وہاں موجود تھے۔ وہ مشین گن ہاتھوں میں اٹھائے چوکنے کھڑے تھے۔ انہوں نے جب عمران کو جو ایک سیاہ فام کے روپ میں تھا اپنی طرف آتے دیکھا تو انہوں نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

”ٹھہرو میں عمران ہوں“..... عمران چیخا اور وہ دونوں اچھل پڑے۔

”کوئی بھی سنڑ روم کے قریب آئے اسے گولی مار دینا“۔ عمران نے انہیں حکم دیا اور آگے بڑھ گیا۔ جلد ہی وہ اسلحہ خانے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ وہاں کافی تعداد میں سیاہ فام موجود تھے اور بلیک زیرو اندر سے اسلحہ نکال کر انہیں تقسیم کر رہا تھا۔

”تم کنٹرول کرو میں ڈاکٹر کے پیچھے جاتا ہوں“..... عمران نے چیخ کر کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔ وہ ہر قیمت پر ڈاکٹر کو پکڑنا چاہتا تھا۔ دراصل پروگرام خلاف توقع بدل گیا تھا۔ عمران کا پروگرام تھا کہ وہ لوگ جشن مناتے رہیں گے اور یہاں سنڑ پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ پھر ڈاکٹر وغیرہ کو گرفتار کرنے میں آسانی ہو جائے گی مگر ڈاکٹر کے یوں

اوٹر دیوتا کے منہ میں چھلانگ لگا دینے سے تمام پروگرام درہم برہم ہو گیا۔ وہ بھاگتا ہوا ادھر بڑھا جہر میں پلانٹ موجود تھا۔ مختلف کمروں سے ہوتا ہوا وہ ایک بہت بڑے ہال میں پہنچا۔ اندر گھستے ہی اسے ڈاکٹر نظر آگیا۔ جو ایک مشین کے قریب کھڑا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی اس نے مڑ کر دیکھا اور اس سے پہلے کہ عمران اس پر فائر کرتا ڈاکٹر نے ایک بن دبا دیا اور پھر عمران اور ڈاکٹر کے درمیان ایک شیشے کی دیوار بن گئی تھی۔ عمران نے فائر کیا مگر گولی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر گئی۔ ڈاکٹر کا فاتحانہ تمہقہ گونجا۔ دیوار اور چھت کے درمیان ایک معمولی سی درز موجود تھی گو عمران وہاں سے گولی تو نہیں مار سکتا تھا مگر آواز تو یقیناً باہر پہنچ جاتی تھی۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے کوئی راستہ نظر نہیں آیا۔ جہاں سے وہ ڈاکٹر تک پہنچ سکتا۔ ڈاکٹر اطمینان سے مشین کے بن آن کرنے لگا۔ عمران ایک لمحے کے لئے سوچتا رہا دوسرے لمحے اس نے جیب سے ایک دستی بم نکالا اور پھر اس کی پن کھینچ کر اس نے اس شیشے کی دیوار پر دے مارا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دیوار کے پرچے اڑ گئے۔ دیوار شاید بم کے آئیڈے کو سامنے رکھ کر نہیں بنائی گئی تھی۔ دیوار کے ٹوٹتے ہی عمران نے ڈاکٹر پر چھلانگ لگا دی مگر ڈاکٹر کونے میں موجود ایک دروازے سے غائب ہو چکا تھا۔ عمران بھاگتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھا اور پھر جب وہ اس دروازے سے ہوتا ہوا اس کمرے میں پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کمرہ خالی تھا۔ اب وہ ادھر ادھر

دیکھ رہا تھا کہ اس کی پشت پر موجود دروازہ کھٹاک سے بند ہو گیا۔ اب عمران کمرے میں محصور ہو چکا تھا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ میں جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد یہ تمام سنٹر ڈاسٹامیٹ سے تباہ ہو جائے گا اور یہ کمرہ چہاری قبر بن جائے گا۔..... ڈاکٹر کی آواز کمرے میں گونجی۔ عمران نے متوحش نظروں سے ادھر ادھر دیکھا مگر کمرے سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ اب تو اس کے پاس بم بھی ختم ہو چکے تھے۔ کمرے کی ٹھوس دیواریں اور بند فولادی دروازہ اس کا منہ چڑھا رہا تھا۔

سامنے سے ہونے والی فائرنگ رک گئی دوسرے لمحے آڑ میں سے چند سیاہ فام باہر نکل آئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

"تم کیسے ہو صفدر اور کیپٹن شکیل"..... ایک قوی ہیکل سیاہ فام نے جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی ان کے قریب آکر پوچھا اور یہ دونوں ششدر رہ گئے کیونکہ یہ ایکسٹو کی آواز تھی۔

"ہم ٹھیک ہیں سر مگر اندر سے سنور روم سے کھٹ پٹ کی آوازیں آرہی ہیں"..... کیپٹن شکیل نے سنبھل کر جواب دیا۔

"اوہ فوراً اندر جاؤ۔ یہ نہ ہو کہیں بے خبری میں مجرم سنور ہی صاف کر جائیں"..... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔ کیپٹن شکیل نے دروازے کی طرف رخ کر کے فائر کھول دیا مگر جیسے ہی دروازے سے گولی نکل راتی ایک شعلہ سا کوندتا اور گولی پگھل کر دروازے کی دیوار پر گر جاتی۔

"اوہ۔ الیکٹرونک سسٹم"..... صفدر نے کہا۔

"اب کیا کریں اندر تو کافی لوگ موجود ہیں"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کسی طرح اس الیکٹرونک سسٹم کو ختم کر دیا جائے تب کام بن سکتا ہے"..... صفدر نے لہجے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیپٹن شکیل ایک لمحے تک سوچتا رہا۔ پھر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی۔

"تم یہاں ٹھہرو صفدر میں پاور پلانٹ بند کر دوں"..... شکیل نے کہا۔

تمام سنٹر میں قیامت کا منظر تھا۔ جو ف کی سرکردگی میں تمام قبیلہ سنٹر میں داخل ہو چکا تھا اور ہر طرف موت کا بازار گرم تھا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر بھی اس قیامت کی لپیٹ میں آچکے تھے۔ سفید فاموں کے ایک گروپ نے جو جدید ترین اسلحہ سے لیس تھا۔ سنور روم پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے فائر کھول دیا۔ وہ دونوں ستونوں کی آڑ سے فائرنگ کر رہے تھے۔ اچانک انہیں سنور روم کے اندر سے کھٹاپٹ کی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے کوئی اندر موجود ہو۔ یہ ان کے لئے انتہائی نازک مسئلہ تھا۔ انہوں نے ہر قیمت پر سنور کو بچانا ہو گا مگر اب وہ باہر سے نپٹتے یا اندر کا خیال کرتے۔ ان پر اتنی بے تحاشا فائرنگ ہو رہی تھی کہ وہ ستون کی آڑ سے نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اچانک سفید فاموں کی پشت پر ایک دستی بم پھٹا اور پھر چیخوں کے ساتھ ہی

"پاور پلانٹ کہاں ہے؟"..... صفدر نے پوچھا مگر کیپٹن شکیل آگے بڑھ گیا تھا۔ وہ تیزی سے ایک طرف دوڑا جا رہا تھا۔ اس وقت جبکہ سیاہ فام اسے یہاں لے آ رہا تھا۔ اس نے دروازے کے سامنے پاور پلانٹ کی تختی دیکھی تھی۔ وہ تقریباً بھاگتا ہوا پاور پلانٹ کی طرف بڑھا۔ اسے احتیاط ضروری کرنی پڑ رہی تھی کیونکہ سنز میں بے تحاشا گولیاں چل رہی تھیں۔ سفید فام وہاں کافی تعداد میں تھے اور اس کے علاوہ کافی تعداد میں سیاہ فام بھی ان کی حمایت میں لڑ رہے تھے۔ بہر حال وہ بچتا بچاتا پاور پلانٹ تک پہنچ گیا۔ پاور پلانٹ کے سامنے سفید فام ڈٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے باقاعدہ آڑ لے رکھی تھی۔ ویسے پاور پلانٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر مشینیں چل رہی تھیں۔ سفید فاموں نے شاید پاور پلانٹ کو دفاعی مرکز بنا رکھا تھا۔ کیپٹن شکیل چند لمحوں پر ایک ستون کی آڑ میں ہو کر حالات کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے ایک نفسیاتی داؤد آزمانے کا فیصلہ کیا۔ وہ ستون کی آڑ سے نکلا اور بڑے اعتماد سے قدم اٹھاتا ہوا پاور پلانٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"کون ہو تم رک جاؤ؟"..... پاور پلانٹ کے قریب آڑ سے ایک آدمی نے اسے ڈانٹ کر کہا اور دوسرے لمحوں پر ایک گولی اس کے کان کے قریب سے ہو کر گزر گئی۔

"باس کہاں ہے۔ مجھے باس سے ملنے دو۔ میں ایک خاص خبر لے کر آیا ہوں"..... کیپٹن شکیل رکا نہیں بلکہ بڑے اعتماد سے آگے بڑھتا رہا۔

"باس یہاں نہیں ہے"..... اچانک ایک سفید فام نے ایک ستون کی آڑ سے نکل کر اس کے سینے پر مشین گن کی نالی رکھ دی۔

"گن پھینک دو"..... اس نے کڑکتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے ایک لمحہ دیر کے بغیر گن پھینک دی۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو اور کون ہو؟"..... اسی سفید فام نے پوچھا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"مجھے فوراً باس کے پاس لے چلو، ورنہ ہم سب تباہ ہو جائیں گے"..... کیپٹن شکیل نے مقامی زبان میں جواب دیا۔ اس کے لہجے سے بے پناہ پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔

"چلو اندر"..... سفید فام نے اسے اندر چلنے کے لئے کہا اور پھر وہ سفید فام کی رہنمائی میں ہال کے اندر داخل ہو گیا۔ ہال کے درمیان میں ایک میز کے گرد چار سفید فام بڑی پریشانی کے عالم میں بیٹھے تھے۔ ان کے اعصاب پر بے چینی طاری تھی۔ ایک سیاہ فام کو یوں مشین گن کی نال پر اندر آتے دیکھ کر وہ چونک کر کھڑے ہو گئے۔

"کیا بات ہے یہ کون ہے؟"..... ان میں سے ایک نے پوچھا لہجہ بے حد سخت تھا۔ اسی لمحے خطرے کے الارم سے پورا ہال گونج اٹھا۔

"یہ"..... سفید فام جو کیپٹن شکیل کی پشت پر کھڑا تھا اس نے کچھ کہنا چاہا مگر اس کے منہ سے صرف ایک ہی لفظ نکلا تھا کہ کیپٹن شکیل جیسے جیسی پھرتی سے مڑا اور پھر پلک جھپکنے میں وہ سفید فام کیپٹن شکیل کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحوں میں اس نے اس

سفید فام کو ان چاروں پر دے مارا۔ ہال میں ان چار افراد کے علاوہ دو اور محافظ بھی موجود تھے۔ اس سے پہلے کے وہ صورتحال کا اندازہ لگاتے کیپٹن تشکیل نے ایک جمپ لگایا اور دوسرے لمحے اس نے ان چاروں میں سے ایک سفید فام کو چھٹ کر آگے کر لیا۔ دونوں محافظوں نے اسی اثنا میں فائر کر دیا مگر ایک گولی اس سفید فام کو چاٹ گئی۔ جو کیپٹن تشکیل کے آگے تھا۔ کیپٹن تشکیل نے اسے دوسرے پر دھکیل دیا پھر وہاں انتہائی تیز جنگ چھڑ گئی۔ کیپٹن تشکیل کی پھرتی قابل دید تھی۔ وہ بجلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اس نے محافظوں کو اتنا وقفہ ہی نہیں دیا کہ وہ اس پر فائر کر سکیں۔ آخر چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد وہ ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں گرانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کوشش میں کامیاب ہوتے ہی اس نے پینترا بدلا اور اس بار اس کے دائیں ہاتھ کے کنگن نے کام دکھانا شروع کر دیا۔ کنگن کی گھنڈی کھینچنے سے اس میں چھپا ہوا تیز بلنڈ باہر نکل آیا تھا اور پھر کمرے میں لگاتار جیتوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ صرف چند لمحوں میں وہ چار آدمیوں کو ختم کر چکا تھا۔ پاور پلانٹ کے باہر سیاہ فاموں نے حملہ کر دیا تھا۔ اس لئے باہر موجود محافظ بری طرح الجھ گئے تھے دوسرے لمحے کیپٹن تشکیل نے ایک جھٹکے سے بڑی میز اٹھائی اور پھر اس نے وہ میز پاور پلانٹ کی مین مشین پر پوری قوت سے دے مارا۔ فولادی میز کے زوردار جھٹکے سے مین مشین کے ڈائل اور پرزے ٹوٹ گئے اور دوسرے لمحے ہال میں تاریکی چھا گئی۔

پھر لگاتار دھماکے ہونے لگے۔ پہلا دھماکہ ہی کافی زوردار تھا۔ پورا ہال ہل گیا تھا۔ کیپٹن تشکیل نے باہر چھلانگ لگا دی پھر وہ بھاگتا ہوا سٹور روم کی طرف بڑھا۔ ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پاور پلانٹ کی تمام عمارت کے پرچے اڑ گئے۔ کیپٹن تشکیل بھاگتا ہوا اندازے سے سٹور روم کی طرف بڑھا۔ اندازے سے جب اس نے سمجھا کہ سٹور روم آگیا ہے تو اس نے صفدر کو آوازیں دینی شروع کر دیں مگر وہاں گھپ اندھیرے میں صفدر کی طرف سے اسے کوئی جواب نہیں ملا وہ شدید پریشانی کے عالم میں ناچ کر رہ گیا۔

میک اپ اس کے سامنے کیا تھا۔

”طاہر فوراً بھاگو۔ ابھی پورا سنٹر ڈائنامیٹ سے اڑ جائے گا۔“
عمران نے باہر کی طرف بھاگتے ہوئے کہا اور بلیک زبرد حیرت سے
اس کے پیچھے بھاگنے لگا۔

”مگر عمران صاحب وہ یورینیم..... اس نے گھبراتے ہوئے
اپنی آواز میں پوچھا۔

”جہنم میں جائے یورینیم پہلے مجھے اپنی ٹیم کو بچانا ہے۔“ عمران
ایک گیلری میں پہنچ چکا تھا اور بلیک زبرد اس پریشانی اور افراتفری
کے عالم میں ہونے کے باوجود عمران کی عظمت کا قائل ہونے پر مجبور
ہو گیا کہ جس مقصد کے لئے اتنا بکھیرا پڑا وہ ٹیم کی خاطر اسے بھی
چھوڑنے پر آمادہ ہو گیا۔

”عمران صاحب پھر خطرے کا سائرن بجادینا چاہئے..... بلیک
زبرد نے رائے پیش کی۔

”کہاں ہے الارم..... عمران نے بے تابی سے پوچھا۔

”ادھر میزے پیچھے آئے..... بلیک زبرد ایک طرف مڑ گیا اور
پھر وہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے ہوئے ایک کمرے میں گھس گئے
یہاں بھی مشینیں موجود تھیں۔ اس ہال کے ایک کونے میں ایک
کبین بنا ہوا تھا۔ بلیک زبرد تیزی سے اس کبین میں گھس گیا۔ کبین
خالی تھا۔ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا اس نے میز کے قریب پڑی ایک
چھوٹی سی مشین کا بن آن کر دیا دوسرے کچے سائرن کی زوردار

بلیک زبرد عمران اور ڈاکٹر کی تلاش میں دیوانہ وار پھر رہا تھا مگر یہ
دونوں غائب تھے۔ مختلف کمروں سے گزرتا ہوا آخر وہ اس ہال میں پہنچ
گیا جہاں عمران نے بم مار کر شیشے کی دیوار توڑ دی تھی۔ ٹوٹی ہوئی
دیوار اور فرش پر پڑی ہوئی دبیز شیشے کی کرپوں سے اس نے اندازہ لگا
لیا کہ یہاں کوئی جھپ ہوئی ہے۔ اپنا تک اسے ہلکی سی ٹھک ٹھک کی
آوازیں آنے لگیں یہ کونے کے فولادی دروازے کے اندر سے آرہی
تھیں۔ دروازے کے باہر ایک سرخ رنگ کا ہینڈل موجود تھا۔
بلیک زبرد تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے وہ ہینڈل کھینچ لیا دوسرے
کچے دروازہ کھلتا چلا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا ایک سیاہ
فام اس سے ٹکرا گیا۔ یہ عمران تھا لیکن چونکہ وہ میک اپ میں تھا اور
بلیک زبرد نے اس کا یہ میک اپ نہیں دیکھا تھا اس لئے وہ تو اسے
پہچان نہ سکا مگر عمران نے اسے پہچان لیا کیونکہ بلیک زبرد نے گارڈ کا

آوازوں سے ماحول گونج اٹھا۔

"اب باہر نکلنے کا راستہ ڈھونڈو۔ جلدی کرو"..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"باہر کہاں۔ سنٹر سے باہر یا ان کمروں سے باہر"..... بلیک زیرو نے گڑبڑا کر کہا۔

"ان کمروں کے جال سے تو باہر نکلو۔ میں اپنی ٹیم کو کاشن دینا چاہتا ہوں"..... عمران نے جھنجھلا کر کہا اور پھر وہ دونوں بھاگتے ہوئے مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے باہر میدان میں پہنچے مگر اسی لمحے ایک زوردار دھماکا ہوا اور پھر پورے سنٹر میں تاریکی چھا گئی پھر لگاتار دھماکے ہونے لگے۔ عمران نے پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر دوسرے لمحے اس نے ایک چھوٹا سا کیپسول نکال کر زمین پر دے مارا۔ کیپسول زمین پر لگتے ہی ایک سرخ رنگ کی شعاع اس میں سے نکلی اور آتش بازی کی ہوائی کی طرح وہ آسمان کی طرف بلند ہوتی چلی گئی لیکن اوپر چھت تھی اس لئے چھت سے نکل کر وہ بکھر گئی۔

"تم باہر جاؤ۔ میں سنٹر کی طرف جاتا ہوں"..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"مگر"..... بلیک زیرو نے کچھ کہنا چاہا۔

"جو میں کہتا ہوں وہ کرو"..... عمران بھیدینے کی طرح عزایا اور بلیک زیرو اس طرف بھاگ پڑا جدر جھاڑی کے ذریعے باہر نکلنے کا راستہ تھا۔ عمران اندھیرے میں اندازے سے بھاگتا ہوا سنٹر روم کی

طرف بڑھا۔ اب سنٹر میں خاموشی طاری تھی کہیں کوئی فائر نہیں ہو رہا تھا۔ شاید سائرین کی آواز سن کر سب لوگوں نے بھاگنے کے متعلق ہی سوچا تھا۔ جلد ہی وہ سنٹر روم کے قریب پہنچ گیا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ سنٹر روم کدھر ہے اب اس کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں چنانچہ اس نے دیکھ لیا کہ سنٹر روم کا فولادی دروازہ کھلا ہوا ہے وہ ایک لمحہ رکے بغیر اندر گھستا چلا گیا اور پھر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سنٹر روم میں پڑی ہوئی پیشیاں جن میں وہ چھوٹے چھوٹے باکس بھرے ہوئے تھے جن میں یورینیم تھا غائب تھے اور سنٹر خالی پڑا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ واپس بھاگتا اس نے ہال کے کونے میں حرکت دیکھ لی۔ یہ کوئی آدمی تھا جو اب گم ہو چکا تھا۔ عمران ادھر بھاگا اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں کونے میں ایک دروازہ موجود تھا جو کھلا ہوا تھا۔ اب ایک طویل سرنگ نظر آ رہی تھی وہ اندھا دھند اس سرنگ میں بھاگتا چلا گیا۔ اس سے کافی دور ایک اور آدمی بھی سرنگ میں بھاگ رہا تھا۔ عمران کو شک پڑا کہ یہ ڈاکر ہو گا۔ چنانچہ وہ اس کے پیچھے بھاگتا رہا۔ جلد ہی سامنے اسے دھیمی دھیمی روشنی نظر آئی اور پھر جس وقت وہ پہنچا تو یہ ایک کافی بڑا سوراخ تھا وہ اس سوراخ سے باہر نکلا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اسی اوٹر دیوتا کے منہ سے باہر نکل آیا ہے۔ جو اب بھی زہریلی پہاڑیوں پر ساکت کھڑا تھا۔ صبح ہو چکی تھی اس لئے ہر طرف روشنی تھی اور پھر اس نے آگے بھاگنے والے کو پہچان لیا۔ وہ واقعی

ڈاکر تھا جو ایک چھوٹی سی پٹی کاندھے پر اٹھائے جنگل کی طرف بھاگ رہا تھا۔ اس نے جیب سے سو بوریو والا ریو اور نکالا اور پھر اس نے بھاگتے ہوئے ڈاکر پر فائر کر دیا۔ ایک تیز شعاع اس میں سے نکلی اور دوسرے لمحے اس نے ڈاکر کو لڑکھڑا کر گرتے دیکھ لیا۔ شعاع اسے ختم کر چکی تھی۔ عمران بھاگتا ہوا ڈاکر کے قریب پہنچا۔ ڈاکر ختم ہو چکا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ اب جلد ہی ڈاکر کا جسم مانع میں تبدیل ہو کر غائب ہو جائے گا چنانچہ اس نے مردہ ڈاکر کی طرف توجہ دینے کی بجائے جھپٹ کر وہ پٹی اٹھائی اور پھر اس طرف بھاگ پڑا جدرہ ڈاکر جا رہا تھا۔ ایک درخت کی اوٹ سے نکلے ہی اسے ایک چھوٹے سے درختوں سے خالی قطعے میں ایک کافی بڑا ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آگیا۔ ہیلی کاپٹر کے گرد دو سفید فام ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے پہرہ دے رہے تھے۔ عمران نے وہ پٹی وہیں درخت کی جڑ کے قریب رکھی اور پھر پھرتی سے درخت کے اوپر چڑھتا چلا گیا یہاں پر درخت ایک دوسرے سے یوں ملے ہوئے تھے کہ وہ بآسانی بندروں کی طرح چھلانگیں لگاتا ہوا ایک درخت سے دوسرے درخت پر اور دوسرے سے تیسرے درخت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جلد ہی آخری درخت کے قریب پہنچ گیا۔ سفید فام مشین گنیں اٹھائے سامنے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے درختوں کی طرف توجہ نہیں دی۔ یا تو پریشانی میں انہوں نے پتوں اور ٹہنیوں کے شور کو نہیں سنا تھا یا انہوں نے سوچا ہو گا کہ بندر وغیرہ درخت پر ہوں گے۔ آخری درخت کے قریب پہنچ

کر اب وہ دونوں عمران کے سو بوریو والور کی رنج میں تھے۔ اس لئے عمران نے بغیر وقت ضائع کئے فائر کر دیئے۔ دوسرے لمحے وہ دونوں زمین پر ڈھیر ہو چکے تھے۔ عمران چند لمحوں درخت پر بیٹھا انتظار کرتا رہا کہ شاید ہیلی کاپٹر میں کوئی شخص موجود ہو مگر جب کوئی باہر نہیں نکلا تو وہ سمجھ گیا کہ یہاں یہی دو آدمی تھے چنانچہ وہ پھرتی سے درخت کے نیچے اتر آیا۔ نیچے اتر کر وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر دیکھا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس ہیلی کاپٹر کے اندر یورینیم کی پیٹیوں کو ایک دوسرے کے اوپر چٹا گیا تھا۔ عمران واپس مڑا اور پھر وہ تیزی سے اس درخت کی طرف بڑھا جہاں اس نے وہ پٹی رکھی تھی۔ وہاں سے اس نے وہ پٹی اٹھائی اور اسے بھی لے جا کر ہیلی کاپٹر کے اندر رکھ دیا وہ ڈاکر کا پروگرام سمجھ گیا تھا۔ اس تمام ہنگامے میں ڈاکر نے یہی کیا تھا کہ اس خفیہ سرنگ کے ذریعے تمام بیٹیاں اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں لا دیں۔ اب وہ آخری پٹی لا رہا تھا اگر اتفاق سے عمران بروقت نہ پہنچ جاتا تو وہ یورینیم لے کر اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے فرار ہو جاتا اور عمران صرف ہاتھ ملتا رہ جاتا۔ اس وقت یہ ہیلی کاپٹر دنیا کا قیمتی ترین خزانہ لئے کھڑا تھا۔ عمران کو یورینیم کی طرف سے اطمینان تھا تو اس نے اندرونی جیب سے ٹرانسمیٹر وائچ نکالی اور پھر ونڈیشن کھینچ کر بلیک زیرو سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد رابطہ مل گیا۔

”عمران سپیکنگ۔ اور۔۔۔۔۔ رابطہ ملتے ہی عمران نے کہا۔

"ظاہر بول رہا ہوں جناب۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"میں سنڑ سے باہر نکل آیا ہوں اور آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ نیم کے تمام ممبران اس وقت سنڑ سے باہر ہیں۔ میں ایک درخت پر موجود ان لوگوں کو چیک کر رہا ہوں۔ یہ بستی کے قریب کھڑے ہیں۔ نعمانی، تنویر اور صفدر زخمی ہیں۔ جوزف ٹھیک ہے۔ شاید وہ سب لوگ آپ کی طرف سے بے حد پریشان ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا اس خوشخبری پر میں دارالحکومت میں تمہیں سپیشل ڈنر کھلوادیں گا۔ فی الحال تم ایسا کرو کہ زہریلی پہاڑیوں سے دائیں ہاتھ پر جنگل میں تقریباً پانچ سو گز کے فاصلے پر پہنچ جاؤ۔ میں یہاں موجود ہوں بمعہ یورینیم کے ذخیرے کے۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے اسے ہدایات دیں۔

"اوکے میں آ رہا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اور اینڈ آل۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا اس کے بعد اس نے گہری کی سونیاں ایک بار پھر مخصوص ہندسوں پر فٹ کیں اور ونڈ بٹن دوبارہ کھینچ لیا جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"ہیلو صفدر سپیکنگ۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی نقاہت سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"اوہ سر آپ کہاں ہیں۔ عمران صاحب غائب ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ صفدر نے پریشانی کے لہجے میں کہا۔

"عمران ٹھیک ہے۔ نیم کا حال سناؤ۔ کوئی آدمی سنڑ میں تو نہیں رہ گیا۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نوسر۔ سوائے عمران صاحب کے باقی سب باہر نکل آئے ہیں۔ مخصوص کاشن ملتے ہی سب نے باہر کا رخ کیا تھا۔ نعمانی، میں اور تنویر زخمی ہیں مگر زیادہ شدید نہیں۔ اور۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ عمران ابھی جہاز سے پاس پہنچ جانے گا۔ اور اینڈ آل۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا دیا۔ سلسلے سے بلیک زیرو اسے آتا ہوا نظر آ گیا تھا۔ اس کے قریب آنے پر عمران نے کہا۔

"بلیک زیرو تم ہیلی کاپٹر میں بیٹھو۔ خیال رکھنا یہ اس وقت دنیا کا انتہائی قیمتی ہیلی کاپٹر ہے۔ میں نیم کو لے کر ابھی آتا ہوں۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر بستی کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ چند قدم ہی بڑھ پایا تھا کہ ایک انتہائی ہولناک گڑگڑاہٹ ہوئی۔ جیسے کوئی پہاڑ پھٹ گیا ہو۔ پھر ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا عمران زمین پر گر پڑا۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے تھے۔ مگر چونکہ وہ صاف قطعے میں تھا اس لئے ان درختوں کی زد میں آنے سے بچ گیا اور پھر سلسلے دور سے آگ کی دیوار بلند ہوتی ہوئی نظر

آئی۔ شاید پورا سنڑ تباہ ہو گیا تھا۔ جب ذرا سکون ہوا تو عمران اٹھا اور پھر وہ ٹوٹے ہوئے درختوں کے تنوں کو پھلانگتا ہوا بستی کی طرف بھاگا۔

نیم کے تمام ممبرز حیرت اور خوف سے اس آگ کی بلند دیوار کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بستی کے افراد جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ دھماکہ ہوتے ہی سجدے میں گر گئے۔ ان کے خیال میں اور دیوتا ان سے ناراض ہو گیا تھا۔ عمران نے دور سے ہی سیٹی ماری اور نیم کے تمام ممبران جوزف سمیت چونک پڑے۔ وہ اس مخصوص سیٹی کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور پھر انہیں ایک درخت کے قریب کھڑا سیاہ فام نظر آ گیا۔ وہ تیزی سے ہاتھ ہلا ہلا کر اشارے کر رہا تھا۔ مخصوص اشارے اور پھر کیپٹن شکیل نے سب سے پہلے جھپٹ کر صفدر کو کاندھے پر لاداد۔ جوزف نے تنویر اور صدیقی نے نعمانی کو اٹھانے میں پیروی کی اور پھر وہ تیزی سے عمران کی طرف بھاگ پڑے۔ وحشی ابھی تک سجدے میں تھے۔

”جلدی کرو میرے بچے آؤ در۔ وحشی سجدے سے اٹھتے ہی ہم

لوگوں پر حملہ کر دیں گے۔ ان کے خیال میں ہم ہی سارے فساد کی جڑ ہیں۔..... عمران نے ان کے قریب آتے ہی کہا اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے تیزی سے بھاگتے ہوئے جلد ہی ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گئے۔ اسی لمحے انہیں اپنے پیچھے وحشیوں کے نعروں اور چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں۔

”جلدی کرو۔ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جاؤ۔ وحشی آرہے ہیں۔“ عمران نے کہا اور پھر باری باری سب لوگ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ پھر وحشی چیختے چلاتے ہوئے آتے نظر آ گئے۔ وہ غصے سے پاگل ہو رہے تھے۔ کنزولنگ پر بلیک زیرو بیٹھا تھا۔ اس نے فوراً ہی ہیلی کاپٹر سٹارٹ کر دیا اور پھر اس سے پہلے کہ وحشی ان کے قریب پہنچنے ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر پہنچ چکا تھا۔ نیچے سے انہوں نے ہیلی کاپٹر پر نیزے مارے مگر بے سود۔ ہیلی کاپٹر کافی بلندی تک پہنچ چکا تھا۔ سب نے اطمینان کا سانس لیا۔

”یورینیم کا کیا بنا عمران صاحب۔..... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔“ یہ پیشیاں یورینیم کی ہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پورے ہیلی کاپٹر میں خوشی کی ہر دوڑ گئی وہ کامیاب ہو چکے تھے پھر عمران نے انہیں تمام تفصیلات سنائیں۔

”اؤر دیوتا کیا تھا عمران صاحب۔..... نعمانی نے پوچھا۔“ ایک مشین درندہ جیسے نیچے تہ خانے سے آپرٹ کیا جاتا تھا اور جو سٹور روم کی سرنگ کا دروازہ بھی تھا پھر کیپٹن شکیل نے بتلایا کہ

کس طرح وہ صفدر کو جو سٹور روم میں بے ہوش پڑا تھا اٹھا کر باہر لے آیا تھا۔ صفدر اسے ممنونیت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”سردار زلار۔ اودہ معاف کرنا حکیم عبدالجوزف زبدۃ الحکما تمہارا کیا حال ہے۔..... عمران نے جوزف کو چھڑا جو خاموش بیٹھا تھا۔

”باس مجھے تو یاد بھی نہیں رہا کہ دو دن سے میں نے شراب نہیں پی۔..... جوزف کے لہجے میں مردنی تھی اور ہیلی کاپٹر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”تم میں سے کوئی شدید زخمی تو نہیں ہوا۔..... اچانک بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں پوچھا اور ہیلی کاپٹر میں گونجنے والے قہقہوں کا دم گھٹ گیا۔ وہ سب بوکھلا کر سیدھے ہو بیٹھے کہ ایکسٹو خود ہی ہیلی کاپٹر میں موجود ہے۔

”نوسر۔..... صفدر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”وہ بے چارہ موسیو نشارا اس مشن میں کام آگیا۔..... عمران نے غمزدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رہینگ گئی۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ ان کے اپنے ملک کی طرف جواب یقیناً آٹمی قوت کی صف میں آجائے گا۔ عمران اور اس کی ٹیم کی بدولت اور یہ ایک بہت بڑی فتح تھی جس پر وہ بجا طور پر فخر کر سکتے تھے۔

ختم شد